ان اُرید الا الاصلاح ما استطعت

رفع الغواشي

عن وجوه الترجمة والحواشي

یعنی

تصحیح ترجمہ و حاشیہ قرآن شمس العلماء ڈپٹی نذیر احمد صاحب دہلوی

باہتمام منشی محمد ہدایت اللہ مالک مطبع ہذا واقع ہریسن روڈ نمبر ۱۴۱

در ہادی المطابع کلکتہ مطبوع گردید

۱۳۱۸ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً ومصلیاً

امابعد

شمس العلماء ڈپٹی نذیر احمد دہلوی جنکی ایامی و محصنات و مرأة العروس و بنات النعش و رویا صادقہ و منتخب الحکایات وغیرہ قصص و حکایات ہندوستان مین آفتاب کے مانند مشہور ہین آجکل ان حضرات نے قرآن شریف کا ایک ترجمہ نکالا ہے اسکو دیباچہ مین جو بعض چھاپون سے بالکل اوڑا دیا گیا ہی اور بعض مین ادل بدل کر لکھا گیا ہے یہہ دعوا کیا ہے کہ مولانا شاہ عبدالقادر صاحب چونکہ عربی بہت پڑھے ہوے تھے اور بڑے دیندار تھے اسلئے انکو اردو زبان نہ آتی تھی لہذا انکا اور انکے بھائی مولوی رفیع الدین کا ترجمہ قرآن محض بے ترتیب و بیمحاورہ ہے اسلئے زمانہ حال کے محاورہ کے موافق مینے یہہ ترجمہ لکھکر شائع کیا ہے اس ادعا محض کو دیکھکر انکے معتقدین اس ترجمہ کو قرآن سے

بڑھکر سمجھنے لگے حتی کہ اڈیٹر وکیل امرتسر اپنے پرچہ مورخہ ۱۲ فروری ۱۹۰۰ع
مین یہہ لکھہ بیٹھے (جس صاحب مقدور اردو پڑھنے والے کے پاس مولوی
نذیر احمد کی مترجم حمایل شریف نہو مجھکو اوسکے اسلام مین شک ہے) اسکو دیکھکر
مینے انکے ترجمہ کی ضخیم و حمایل دونون جلدین بہم پہونچایا اور اول سے آخر
تک پڑھا تو واہ واہ یہہ تو عجیب طرح کا ترجمہ نظر آیا۔ ؎

بہت شور سنتے تھے پہلو مین دل کا		جو چیرا تو اک قطرۂ خون نکلا
چو بانگ دہل ہولم از دور بود		بعیبہ درم عیب مستور بود

چونکہ آجکل دینی امور مین جانچ و تحقیق کا دروازہ بالکل بند ہے اسلئے جہان کسی نے
کوئی امر نکالا لوگون نے اوسکا ڈنکا بجایا اور اسکے لئے لیس مکشلہ کا اشتہار جاری
کیا پس عوام کالانعام بھیڑیا دھسان اسپر گرے اور جو کچھہ انکا دل چاہا کر گذرے
اور اسکے مقابل گو کیسی ہی عمدہ و بہتر چیز ہو اسکو لاشی و ناچیز محض کر دئے
اسلئے مینے مناسب سمجھا کہ لوگون کو اس ترجمہ کی حالت سے واقف کرون اور
ڈپٹی صاحب نے جو قصہ کہانی کے کتابون کے مانند اسکو بھی انوکھے بیان و
زبان سے لہو الحدیث و ناول کے لہجہ و محاورہ مین ادا کیا ہے لوگون
کو دکھاؤن اور اپنے ترجمہ کے مقابلہ مین جو مولانا شاہ عبد القادر و مولانا رفیع الدین

رحمہ اللہ علیہما کے ترجموں کو بیجا و رہ بلکہ غیر مفہوم لکھا ہے اسکی حقیقت و اصلیت سے بھی لوگوں کو خبردار کروں پس جاننا چاہیئے کہ ڈپٹی صاحب اپنے مقدمہ ترجمہ قرآن جلد ضخیم مطبوعہ مطبع انصاری دہلی سنہ ۱۳۱۴ھ کے صفحہ ۶ مین لکھتے ہین۔ اگر اصل عبارت عربی کے ترتیب کا لحاظ کیا جاے تو اردو کے عبارت کا کیا حال ہوگا یہہ ہے وہ بڑا نقص جو مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کے ترجمہ مین تو سراسر اور مولانا شاہ عبدالقادر صاحب کے ترجمہ مین بکثرت پایا جاتا ہے مولانا شاہ عبدالقادر اور مولانا شاہ رفیع الدین کے ترجمے زبان کے پرانے ہونیکے وجہہ سے اکھڑے اکھڑے نہین معلوم ہوتے جتنے بے ترتیبی الفاظ کے وجہہ سے یہہ نہین کہ ان بزرگون کو بے ترتیبی الفاظ کا علم نہین ہوا یا انکے وقت مین ایسی بے ترتیب اردو فصیح سمجھی جاتی تھی نہین یہہ لوگ بجای خود اردو کیلیے سند تھے مگر بات یہہ ہے کہ ایک طرف ترتیب الفاظ قرآن کا پاس اور دوسرے طرف اردو کی فصاحت انکی دینداری نے اجازت نہ دی کہ ترتیب الفاظ قرآن کے مقابلہ مین اردو کی فصاحت کا پاس کرین ترتیب الفاظ قرآن کا پاس اپنے اوپر لازم تو کیا یہانتک کہ وہ علی السماء کا ترجمہ آسمان پر کی جگہہ اوپر آسمان کے اور فی الارض کا ترجمہ زمین مین کی جگہہ بیچ زمین کے کرتے ہین مگر من السماء الی الارض

کا ترجمہ سے آسمان تک زمین تو نہین کر سکتے **ترجمہ** تو ترجمہ کثرت سے عربی
کے پڑھنے نے ان کے مذاق اردو پر یہہ اثر کیا تھا کہ باوجودیکہ ترجمہ نہین
مگر الفاظ کے بے ترتیبی ان کی اپنے اردو مین بھی ہے اسوقت ہمارے
سامنے مطبع فاروقی کا چھپا ہوا ایک قرآن مترجم موجود ہے جو سنہ ۱۲۹۴ھ
مین چھپا تھا اور اسمین مولانا شاہ **ولی اللہ** صاحب اور مولانا شاہ
رفیع الدین صاحب اور مولانا شاہ عبد القادر صاحب کے ترجمہ موسومہ مُوضح القرآن
کا دیباچہ ہے ہم مولانا شاہ عبد القادر صاحب کے دیباچہ کی عبارت اس جگہہ نقل
کرتے ہین کیونکہ انہین کا ترجمہ بامحاورہ سمجھا جاتا ہے اور مولانا شاہ
رفیع الدین کے ترجمے کے مقابلے مین وہ ایسا ہی ہے وہ فرماتے ہین
الٰہی شکر تیرے احسان کا ادا کرون کس زبان سے کہ ہماری زبان کو گویائی
اپنے نام کر اور دل کو روشنی دی اپنے کلام کر اور امت مین کیا اپنے رسول
مقبول کے جو اشرف الانبیاء اور نبی الرحمۃ ہین جسکی شفاعت سے امیدوار
ہین ہم کہ پاوین دوجہان کی نعمت الٰہی اس نبی امت پرور کو اپنے رحمت کاملہ
سے درجات اعلیٰ نصیب کر جو حد نہ ہو کسی مخلوق کی اور اپنی عنایت انپر
ہمیشہ افزون رکھہ دنیا اور آخرت مین ہم نے یہہ عبارت بہت احتیاط سے

نقل کی ہے اگر اسمین کوئی لفظ بدل گیا ہے یا آگے پیچھے ہو گیا ہے تو ہم پر اسکا الزام نہین یہہ نمونہ ہے مولانا شاہ عبد القادر صاحب کے آزاد طبع زاد اردو کا اسی پر قیاس کرنا چاہیئے ان کے ترجمہ کو جسمین چار و ناچار پابندی کرنی پڑتی ہے اگرچہ ہم دیباچہ کی زبان کو گویائی اور اپنے نام کو اور اپنے کلام کی خوبیون کو نہ سمجھین مگر باایہمہ ترجمہ اپنے وقت مین اور اپنے شان مین بے نظیر تھا لیکن اسکے بے ترتیبی اور اسکے انقباض نے عوام کو وہ فائدہ نہ ہونے دیا جسکی مترجم نے توقع کی تھی لوگ اسکو بمجبوری پڑھتے ہین اسلئے کہ اس سے بہتر اور کوئی ترجمہ نہین مگر خوش نہین ہوتے اور اکثر جگہ سے تو سمجھتے بھی نہین شوق سے پڑھنا شروع کرتے اور اکتا کر چھوڑ دیتے ہین ترجمہ ہونا چاہیئے تھا سلیس شگفتہ مطلب خیز بامحاورہ کہ ایک بار نظر ڈالو تو چھوڑنے کو جی نہ چاہے صفحے کے صفحے اور ورق کے ورق پڑھتے چلے جاؤ اور طبیعت نہ گھبرائے انتہیٰ۔

جاننا چاہیئے کہ ڈپٹی صاحب جو مولانا رفیع الدین صاحب اور مولانا عبد القادر صاحب کے ترجمون کو بیمحاورہ و غیر مرتب فرماتے ہین اسکی یہہ وجہہ ہے کہ ڈپٹی صاحب اقسام ترجمہ سے واقف نہین کیونکہ مولانا رفیع الدین صاحب کا

ترجمہ تحت اللفظ اور مولانا عبد القادر صاحب کا مرادی ترجمہ ہے چنانچہ ان
دونون بزرگون کے والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہم
اپنے رسالہ **مقدمہ فی قوانین الترجمہ** مین لکھتے ہین مترجمین در ترجمہ نویسی
طرق مختلفہ دارند بعضے زیر ہر کلمہ ترجمہ ان نویسند و انتقال کنند بکلمہ دیگر و
ترجمہ آن نویسند و علی ہذا القیاس کردہ میروند تا آن کلام آخر شود و این
را ترجمہ تحت اللفظ گویند و جمعے کلام [illegible] تقدیم و تاخیر و
مجاز و کنایت بشناسند و معنے آن در ذہن خود محصل نمایند و این را بیان
حاصل المعنی گویند انتہی۔

پس ان دونون بزرگون نے انہین دونون طریقون مین سے ایک ایک
طریقہ اختیار کیا لہذا مولانا رفیع الدین صاحب پر تو کچھہ الزام ہی نہین باقی
مولانا عبد القادر صاحب پر بے ترتیبی الفاظ کا اعتراض تو جبکہ ڈپٹی صاحب
خود لکھتے ہین کہ وہ علی السماء کا ترجمہ اوپر آسمان کے اور فی الارض
کا ترجمہ بیچ زمین کے کرتے ہین لیکن من السماء الی الارض کا ترجمہ سے
آسمان تک زمین نہین کر سکتے۔ تو اسی سے ثابت ہے کہ یہہ حضرت ترتیب
الفاظ عربی کا خیال تو بہت رکھتے ہین لیکن تاہم اردو کو بھی غیر مفہوم نہین

ہونے دیتے اور جیسے انکے بھائی مولانا رفیع الدین صاحب نے متبدیون
اور عورتون و بچون کو الفاظ قرآنی کے لفظ بلفظ ترجمہ یاد کرانیکے لئے لفظ
لفظ کا علیحدہ علیحدہ ترجمہ کیا ہے ویسا یہہ نہین کرتے یا جیسے ڈپٹی صاحب
فقط اردو ہی کے محاورہ کے درستی کے لئے ترتیب عربی کا مطلق خیال
ہی نہین فرماتے اور جیسے ہوسکے کھینچ کھانچ کر بزعم خود اوسیکے درست
کرنیکی کوشش کرتے ہین ویسا ہی یہہ نہین کرتے اور یہی ہے
ترجمہ کا گر کہ حتی الوسع متن کے ترتیب لفظی کا لطف و انتظام بھی ہاتھ سے
نہ جاے اور ترجمہ کے عبارت بھی فصیح و عام فہم ہوجاے لیکن یہہ نعمت
ہر مترجم کو حاصل نہین ع نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند ؎

در کفی جام شریعت در کفی سندان عشق ‖ ہر ہوسناکی نداند جام و سندان باختن

خود مولانا عبدالقادر رحمہ دیباچہ موضح القرآن مین فرماتے ہین اس جگہ لفظ
ترجمہ لفظ بلفظ ضرور نہین کیونکہ ترکیب ہندی ترکیب عربی سے بہت بعید ہے
اگر بعینہ وہی ترکیب رہی تو مفہوم نہوے دوسرے یہہ کہ اسمین زبان ریختہ
نہین بولی بلکہ ہندی متعارف تا عوام کو بے تکلف دریافت ہووے اور
انکے والد ماجد حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب اوسی رسالہ مقدمہ فی قوانین الترجمہ

مین فوات ہین پس مقصود اہم از ترجمہ قرآن عظیم آنست کہ خوانندہ را مذاق حاصل شود معرفت نظم قرآن و ملکہ بدست آید از خوض در عبارات آن و این معنی در بیان حاصل المعنی متصور نیست انتہی پس اب اس ترجمہ پر بھی غیر مفہوم و بیجا ہونیکا الزام الزام بیجا ہے لیکن با اینہمہ

ہین آذر کو سکھاون بت تراشی	یہہ بت مجھکو بنت قدرت خدا کی

علامہ ظہیر لکھتے ہین حضرت شاہ عبد القادر محدث دہلوی علیہ الرحمۃ جو علماء ربانی اونمین فی العلم اور وراثت انبیاء مسلم الثبوت بالاتفاق ہین اونکی ترجمہ ہندی مین لطف و تخصیص یہہ ہے کہ فقط ترجمہ لفظی بلا ترتیب موصولات عبارت کے نہین کہ اوسمین ہر کم استعداد ہندی خوان کے سمجھ مین نہین آتا بلکہ بترتیب سلسلہ عبارات اردو کے سب موصولات او مبتدا و خبر بترتیب بات درست ہے انتہی۔ اب ڈپٹی صاحب کا موضح القرآن کے دیباچہ کی تھوڑی سی عبارت لکھکر مولانا کے اردو پر قدح کرنی اور اسکے بعد یہہ لکھنا کہ اسی پر قیاس کرنا چاہئے انکے ترجمہ کو یہہ چھوٹے منہ سے بڑی بات نکالنی ہے

تو کہی غنچہ کہ اوس لب پر دھڑی کچھ بات نہین	چپ کہ منہ چھوٹا سا اور بات بڑی خوب نہین

سو برس پہلے کی اُردو کو چھوڑ دیجئے آج ہی کل کی کشمیر اور بمبئی و حیدر آباد و مدراس و میسور و انبالہ و پٹیالہ و بھاگلپور و راج محل اور پھر کلکتہ و ڈھاکہ

وچاٹگام و بنگون کی اردو کو ملا کر دیکھیے اور راجپوتانہ و مارواڑ و مالوہ کے
سوا دہلی ہی کے عوام و خواص و بازاری و درباری اور شرفا و اذلا کے
زن و مرد کے اردو کو ملاحظہ فرمائیے تو اس سے کہین بڑھکر فرق و اختلاف
پایا جائیگا جتنا ڈپٹی صاحب مع مولانا عبد القادرؒ اور اس زمانہ کے اردو مین فرق
پاتے ہین ڈپٹی صاحب خود اپنے رویا رصادقہ مین لکھتے ہین اردو سارے
ہندوستان کی زبان ہے مگر اردو اردو مین فرق ہے اردو دلی لکھنو کی اردو دیہات
کی اردو مارواڑ کی اردو پورب کی اردو پنجاب کی اردو دکن کی بلکہ ہم دیکھتے
ہین کہ ایک دلی مین قلعہ کی اردو اور شہر کی اردو اور اب بھی ہندون اور
مسلمانون کی اردو مین فرق ہے مسلمانون مین پنجابیون کا محاورہ جدا ہمارا
جدا انتہی۔ لیکن باایںہمہ یہان کی اردو سے وہان والون کو اور وہان کی
اردو سے یہان والون کو اور اس سے اونکو اور اوس سے انکو نفس مطلب سے
نا واقفیت ہوجاتی ہے پس ایسے ہی اگر اتنے زمانہ گذرنیکے سبب سے مولانا
شاہ عبد القادر صاحب کے ترجمہ مین کچھ الفاظ مقدم موخر یا کھڑے پڑے
ہوگئے ہون تو ممکن ہے لیکن باایںہمہ ایسا تو ہرگز نہین ہوا ہے کہ اس سے
کوئی نفس مطلب ہی نہ سمجھتا ہو جیسا کہ ڈپٹی صاحب تحریر فرماتے ہین کہ اکثر

جگہہ سے تو سمجھتے نہین سبحانک ھذا بھتان عظیم مین کہتا ہون کہ اسی
ترجمہ نے ہندوستان مین عوام الناس کو قرآن کا مطلب سمجھایا اور عموماً
ہندوستانیون کو قرآن خوان نہین بلکہ قرآن دان بنایا مزید بران مسلمانون
کے سوا غیر مذہب والون نے بھی جب قرآن کا مطلب دریافت کرنا چاہا تو اسی
کو پڑھا پڑھایا چنانچہ الہ آباد و لودیانہ کے عیسائیون نے اس ترجمہ کو اپنے
اہتمام سے چھپوایا اور لوگونمین تقسیم کیا پس ان سب باتون سے بخوبی
ثابت ہے کہ یہہ ترجمہ زمانہ حال کے محاورہ کے مطابق بھی قرآن کا مطلب سمجھانے
کے لئے کافی ہی نہین ہے بلکہ بےمثل ہے اور ڈپٹی صاحب کو جو اپنے ترجمہ
پر اس بات کا بڑا ہی فخر و ناز ہے کہ میرا ترجمہ بامحاورہ ہے تو معلوم نہین کہ ڈپٹی
صاحب محاورہ کے کیا معنے سمجھے بیٹھے ہین انکے ترجمہ کے ملاحظہ سے تو
یہہ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ حضرت محاورہ اسیکو کہتے ہین کہ ایک آیت کے مطلب کو
ایک ہندوستانی مثل مین ادا کر دین یا کسی تمثیل کو کسی مثال سے بھر دین گو
قرآن کا مفہوم لفظی اوس سے ادا ہو اور متن کی تمامی قوت و حسن اوسمین
آئین یا نہ آئین مثلاً ولو نشاء لطمسنا علی اعینھم کا ترجمہ آپ لکھتے ہین کہ
اور ہم چاہین تو انکے آنکھون پر جھاڑو پھیر دین اور کلا انکتاب الفجار

لفی سجین کا ترجمہ آپ تحریر فرماتے ہین سنو جی بدکار لوگون کے نامۂ اعمال
قیدیون کے رجسٹر مین درج ہوتے رہتے ہین۔ پس اسی پر ڈپٹی صاحب کو فخر
اور اسی پر انکے حواری لوگ فریفتہ و نازان ہین حالانکہ محاورہ کے معنی مطلق
گفتگو کے ہے جس سے ایک دوسرے کے مافی الضمیر یعنے دلی خیالات پر مطلع
ہو جاے اور ایک غرض و مطلب کو سمجھ جاے۔ چنانچہ قرآن ہی مین لکھا
وھو یحاورہ اور واللہ یسمع تحاورکما پس نفس مطلب فہمی (جو با الاتفاق
وہ اوس سے باتین کرنے لگا — اور اللہ نے تم دونون کی گفتگو سنی
محاورہ کے اصلی معنے و مفہوم ہے اور ترجمہ سے یہی غرض ہوا کرتی ہے چنانچہ
ڈپٹی صاحب بھی اپنے ترجمہ کے شان مین لکھتے ہین اصل غرض یہ رہی ہے
کہ ترجمہ کا پڑھنے والا قرآن کا نفس مطلب بخوبی سمجھ لے) جناب مولانا عبدالقادر
صاحب کے ترجمہ سے حاصل ہے پس تاہم اسپر یہہ الزام لگانا کہ اکثر اسکو نہین
سمجھتے اور اسکی زبان اکھڑی اکھڑی معلوم ہوتی ہے اور اسکے مقابلہ مین اپنے
ترجمہ کے شان مین یہہ لکھنا کہ۔ ترجمہ ہونا چاہتا تھا سلیس شگفتہ مطلب خیز
بامحاورہ کہ ایکبار نظر ڈالو تو چھوڑنے کو جی نہ چاہے صفحے کے صفحے اور ورق
کے ورق پڑھتے چلے جاؤ اور طبیعت نہ گھبراے محض خودستائی ہے کیونکہ
سچ پوچھئے تو یہہ اوصاف بوبو ترجمہ قادریہ ہی مین پاے جاتے ہین

اکسیر فی اصول التفسیر میں ہے موضح القرآن ترجمہ اردوے کلام اللہ در
یک مجلد یا دو مجلد است مع فواید بر حاشیہ از شیخ عبد القادر بن شیخ ولی اللہ
بن عبد الرحیم المحدث الدہلوی فتح الرحمن ترجمہ فارسی والد خود را در اردو زبان
کرده خیلی خوش محاوره و مفید خاص و عام واقع شده شہرت و قبول وی
مستغنی از بیان است بکرات و مرات در مطابع مختلفہ ہندوستان طبع
شده و ہمیشہ ہمہ مسلمانان بطبع و تداول آن روز افزون است تالیف وی در سنہ ۱۲۰۵ھ
دوازده صد و پنج اتفاق افتاده است و المقالة الفصیحة فی الوصیة النصیحة میں ہے
احسن التراجم او فتح الرحمن است و در ان صاحب ترجمہ رعایت کرده کہ منتہیان را نافع است تا
بمبتدیان ہیچ رسد و آن چند بار اول ترجمہ ذکر کرده دیگر ترجمہ فرزند ارجمند او قدس اللہ سره
زبان موضح القرآن نام و نفع آن تمام خلق را فرا گرفتہ و برکت و قبول و
شہرت عجیبی یافتہ از ان ہم نظر باید کرد تا قدرت ترجمہ بزبان خود کما ینبغی حاصل
گردد و این ہر دو ترجمہ نزد ما یکی از کرامات آن صاحب مقامات است او ترجمان القرآن
میں ہے پہلے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے فارسی ترجمہ کلام اللہ کا لکھا
فتح الرحمن نام رکھا پھر اونکے فرزند ارجمند بزرگوار شاہ عبد القادر نے اردو میں
ترجمہ لکھے گئے موضح القرآن نام رکھے گئے اوس ترجمہ ہندی سے ہندوستان

کا بڑا نفع ہوا انتہی اور مولوی خرم علی بلہوری جو حدیث و فقہ کے
گویا اول مترجم اردو ہین مشارق الانوار کے ترجمہ مین لکھتے ہین
حضرت مولانا عبد القادر دہلوی کی ہندی تفسیر اور یہہ کتاب طالب خدا
کے واسطے کافی ہین دیندار کے حق مین یہ دونون کتابین گویا دو آنکھین
ہین جنسے دونون جہان کا انجام نظر پڑے یا دو پر ہین جنسے عرش تک
اُڑ سکے۔ انتہی اور حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مرادآبادی رح
کے حالات مین رسالہ ارشاد رحمانی و فضل یزدانی مین لکھا ہی
ایک مرتبہ مولوی نور صاحب اور مولوی انوار صاحب لکھنوی اور
شاہ عبد العزیز صاحب اور شاہ عبد القادر صاحب دہلوی رحمہم اللہ
کا ذکر آیا کسیکی نسبت ارشاد ہوا کہ صلحاے وقت مین سے تھے کسیکی نسبت
فرمایا کہ ذاکر شاغل تھے مگر حضرت شاہ عبد القادر صاحب کے نسبت ارشاد ہوا کہ ہان
شاہ عبد القادر صاحب البتہ صاحب نسبت تھے کچھ صاحب نسبت ہونا ٹھٹھے کی بات
ہے مین نے عرض کیا کہ صاحب نسبت کسے کہتے ہین ارشاد ہوا کہ جاگتے اور سوتے
کسی حال مین اُسے غفلت نہین ہوتی اور جس امر کی دریافت کے طرف وہ
متوجہ ہوتا ہے اسطرف سے اوسکو اُسکا القا ہوجاتا ہے ایسے لوگ بہت کم

ہوتے ہین مولوی محمد علی صاحب کانپوری جامع رسالہ کہتے ہین کہ ایک روز عصر کے وقت اس کمترین کو نزدیک بلا کر ارشاد کیا کہ مولوی عبد القادر صاحب کے ترجمے سے دو سو برس پیشتر بھاکھہ مین نہایت عمدہ ترجمہ قرآن تفسیر کا ہوا ہے ہمنے دیکھا ہے انتہی اور مولوی عبد الحق صاحب دہلوی مقدمہ تفسیر حقانی مین لکھتے ہین موضح القرآن شاہ عبد القادر بن شاہ ولی اللہ کا ترجمہ قرآن اسمین محاورہ کو خوب مرعی رکھا ہے نہایت عمدہ اور مقبول ترجمہ ہے اور ایک ترجمہ تحت لفظی مولانا رفیع الدین صاحب کا بھی عمدہ ہے انتہی مولوی جمال الدین صاحب مدار المہام بھوپال اور مولانا شاہ فضل الرحمن وغیرہ اکابر وصلحار کے خدمات بابرکات مین اسی ترجمہ قادریہ کے درس کے وقت لوگون کو وجد ہوتا تھا اور ایسی کیفیت حاصل ہوتی تھی کہ لوگ محو ہو جاتے تھے ایک زمانہ مین مین بھی دہلی مین بقیۃ السلف وحجۃ الخلف مولانا السید محمد نذیر حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے درس مین حاضر تھا اور اسی ترجمہ کا درس ہوتا تھا پھر مولانا اور تمامی حضار پر جنمین مبتدی اور منتہی و بنگالی وپنجابی وسندی وحیدرآبادی سب ہوتے تھے ایسی شگفتگی اور لذت حاصل ہوتی تھی کہ یہی جی چاہتا تھا کہ دو ایک رکوع اور ہوتا لیکن چونکہ مولانا اس ترجمہ

اور کتب احادیث کا مقدمہ خصوصاً صحیح بخاری کا دیباچہ درس قرآن و حدیث سے
اسلئے وہ ہی ایک نوع پر بس فرماتے تھے و نعم هو المسک ما کررته یتضوع
یعنی اسے جتنا دہراؤ وہ مشک ہی کی طرح خوشبو دار ہے
پس باایں ہمہ اگر ڈپٹی صاحب یا اونکے ہوا خواہوں وہم خیالوں کو اس سے ملکفلی
ہو یا انکی زبان اکھڑی اکھڑی غیر مفہوم معلوم ہو تو اسکی یہہ وجہ سمجھنا چاہیئے
کہ ڈپٹی صاحب ہمیشہ عربی اور اردو کی لہو الحدیث یعنے ناول و فرضی قصوں
اور خواب و خیال کے قصص و حکایات کو پڑھتے پڑھاتے یا تصنیف و تالیف
کرتے رہے اور ظاہر ہے کہ انسان اپنے الف و عادت سے اسقدر مالوف
و مانوس ہوتا ہے کہ اسکی ساتھ قریب قریب نیچری کے ہوجاتا ہے
کما قیل العادة هي الطبيعة الثانية اسلئے نفس قرآن ہی کی عبارت
جیسا مشہور ہے کہ عادت دوسری طبیعت ہے
جو بطور ایما و اشارہ یا تذکرہ و تنبیہ کے وحی کے زبان سے ادا کیگئی ہے اور
قرآن کسی قصہ یا تواریخی واقعہ یا کسیکے تذکرہ و لائف کے مانند بالکل مسلسل تو
بیان کیا ہی نہیں گیا ہے اسلئے اسکی عبارت ضرور جستہ جستہ اور بے لگاؤ
لوگوں کو اکھڑی اکھڑی معلوم ہوگی چنانچہ مورخ گوتھہ نصرانی کا
قول ہے کہ قرآن ایسی کتاب ہے کہ پہلے تو پڑھنے والے کو اسکی عبارت سست
اور بے لطف معلوم ہوتی ہے لیکن بعد ازاں اوسکی خوبیوں پر فریفتہ

ہوجاتا ہے اور آخر الامر اوسکی خوبصورتیون پر ایسا شیفتہ ہوجاتا ہے کہ تاب
ضبط نہین باقی رہتی دیکھو مظاہر حق ترجمہ کتاب جان ڈیون پورٹ
پس یہہ خوبی خود قرآن کی ہے نہ کہ مترجم کا قصور ہے ۵

مخدرات سراپردہای قرآنی		چہ دلبرانکہ دل می برند پنہانی

اسکی توضیح کے لئے مین یہہ عرض کرتا ہون کہ اگر کوئی شخص اوس تعزیرات ہند
کی عبارت کو جسکے ڈپٹی صاحب مترجم یا مترجمین کے ثالث ثلاثہ ہین اوس
عبارت سے جو توبۃ النصوح و رویار صادقہ وغیرہ مین لکھی گئی ہے ملا کر دیکھے
یا مرآۃ العروس و بنات النعش یا ایامیٰ و محصنات کو جمع بین الاختین کر کے
اسکے جانچ و پڑتال کا مرتکب ہو تو ضرور جو سلاست و لذت ایک مین
پائےگا دوسرے مین اس شگفتگی کا حظ نہ اوٹھائےگا پس اس حظ و مذاق
کے لئے اگر ڈپٹی صاحب اپنے اس ترجمہ قرآن کو بطور تفسیر لکھتے اور اوسمین
بطور خود اپنے سحر البیانی کی حتی الامکان جولانی فرماتے تو ضرور یہہ شگفتگی
بہت ہی بڑھجاتی لیکن معلوم نہین کس مصلحت سے ڈپٹی صاحب اسکے ترجمہ
ہی ٹہرانے پر اسقدر مصر ہین کہ اسکے تفسیر ہونے سے متحاشی ہوتے ہین
چنانچہ مقدمہ مین تحریر فرماتے ہین۔ ہم نے اپنی طرف سے جا بجا عبارتین نہ بڑھائی

کی ہین اور امتیاز کیلیے انکو خطوط ہلالی مین محصور کردیا ہی مگر ہمنے جو عبارت اپنی طرف سے زیادہ کی ہی اس سے یہ نہ سمجھ لینا کہ ہمنے ترجمہ کو تفسیر بنادیا ہے نہین ترجمہ ترجمہ ہی ہے الحاصل یہہ ترجمہ قادر خصوصاً اپنے فوایدکے ساتھ اردو زبان کی ایک اچھی تفسیر قرآن کا کام دیتا ہے کہ جسکے مرتبہ کو اور کوئی اردو کی تفسیر و ترجمہ ہرگز نہین پہونچ سکتا اور کیونکر پہونچتا کیونکہ یہی ترجمہ ام التراجم یا ام التفاسیر اردو ہے حتی کہ ڈپٹی صاحب بھی اسکا انکار نہین کرسکتے چنانچہ فرماتے ہین کہ عجب ایک خاندان کے ایک چھوڑ تین تین ترجمے لوگون کو ملگئے ایک فارسی مولانا شاہ ولی اللہ صاحب کا اور اٹھے دو دو اردو ایک شاہ عبد القادر صاحب اور ایک شاہ رفیع الدین صاحب کا تو اب ہر ایک کو ترجمے کا حوصلہ ہوگیا مگر خاندان شاہ ولی اللہ صاحب کے سوا کوئی شخص مترجم ہونیکا دعوی نہین کرسکتا وہ ہرگز قرآن کا مترجم نہین بلکہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب اور انکے بیٹون کے ترجمون کا مترجم ہے کہ نہین ترجمون مین سے اس نے کچھ رد و بدل تقدیم تاخیر کرکے جدید ترجمہ کا نام کردیا ہے۔ پس مطابق اس سچے بیان کے ڈپٹی صاحب نے بھی انہین ترجمون سے تراش خراش کر اپنا یہہ ترجمہ قصص و افسانون کے محاورہ کے

سانچے مین ڈھال لیا ہے لیکن باوجود اسکے پھر ڈپٹی صاحب کا یہہ کہنا
کہ اسکی بے ترتیبی اور اسکے انقباض نے عوام کو وہ فائدہ نہونے دیا
جس کی مترجم نے توقع کی تھی لوگ اسکو بمجبوری پڑھتے ہین اسلئے کہ اس سے
بہتر اور کوئی ترجمہ نہین مگر خوش نہین ہوتے اور اکثر جگہہ سے تو سمجھتے بھی
نہین شوق سے پڑھنا شروع کرتے ہین اور اکتا کر چھوڑ دیتے ہین۔
عجب بات ہے۔ ع دشمن مے بودن و ہمرنگ مستان زیستن۔

یہہ توقع ہمکو تمسے بیوفائی کی نہ تھی	آشنائی کی تھی ہمنے کچھ برائی کی نہ تھی
تھے مکدر تم ہی ورنہ میرے دل کا آئینہ	بے کدورت تھا اسی حاجت صفائی کی نہ تھی

کیونکہ ابتدائے تالیف سے لوگ اسکو پڑھتے پڑھاتے اور سنتے سناتے ہین اور
عموماً یہہ مفید و مقبول ہے کما ھو۔ ہان سو برس گذر جانیکے سبب سے اگر
اسکے بعض الفاظ کچھ مقدم موخر یا بکثرت تئین وکر کر وغیرہ موافق
نہون تو یہہ کوئی عیب کی بات نہین اور نفس مطلب فہمی کے لئے مخل بھی
نہین ہے۔ اس حال مین ڈپٹی صاحب کو مناسب تھا کہ جیسے نصاب خسرو کو ان
حضرت نے بزعم خود درست کیا ہے ویسے ہی اسکو بھی اپنے وسعت دنیا
کے مطابق ہموار کر دیتے نہ یہہ کہ اسپر بے ترتیبی و عدم مفہومیت وغیرہ کا

الزام سخت لگا کر اور پھر اوسی سے تراش خراش کر ایک دوسرے ڈھنگ
کا ترجمہ اپنے لہو الحدیث و ناول کے محاورہ مین مرتب کر کے شایع کرتے
اور اسکے لئے یہہ تحریر فرماتے۔ پس یہہ ترجمہ براسہ قرآن کا ترجمہ ہے نہ دوسرے
ترجمون کے طرح سی ترجمہ کا ترجمہ اسکا ماخذ قرآن کے الفاظ مین نہ کسی مفسر
یا مترجم کے۔ گو ڈپٹی صاحب نے اپنے اس ترجمہ کے لئے صدائے بے مثلی نکالی
ہے لیکن تاہم اسکے اس ترجمہ مین ظاہر ظاہر نقص [illegible] پائے
جاتے ہین۔ ۵

[illegible] الف [illegible] از ایک ڈاکی | برخرقہ [illegible] ثبت

۶ قولہ اس ترجمہ مین اکثر ایسے [illegible] وغیرہ [illegible] الفاظ [illegible]
اختیار کئے گئے ہین گو وہ دہلی کے گلیون مین کسی [illegible] زبان پر [illegible]
ہون لیکن فصیح اور عام فہم ہرگز نہین پس باوجود موجود ہونے الفاظ فصیحہ
و محاورات مانوسہ و عام فہم کے ایسے مقدس کتاب کے ترجمہ مین جو عموماً ہر قطر
و اطراف کے اردو دانون کے سمجھانے کی غرض سے لکھا گیا ہو اسکا اختیار
کرنا مناسب نہین اور پھر اس ادعا کے مقابلہ مین بالکل ہی نازیبا ہے
کہ خدانخواستہ مولانا شاہ عبدالقادر صاحب کا ترجمہ محاورہ حال کے

موافق نہین اور یہہ اسکے مطابق ہے -

ثانیاً اس ترجمہ مین بعض مقام پر دیدہ و دانستہ ایسے انداز سے ترجمہ ہی نہین کیا گیا ہے بلکہ خطوط ہلالی کے درمیان بھی ایسے مضامین حاشیہ جو تمامی علماء مسلمین من الصحابة والتابعین وائمہ مجتہدین وجمہور مفسرین اہل سنت کے خلاف ہین لکھکر اسپر زور بھی دیا گیا ہے -

ثالثاً دیدہ و دانستہ ترجمہ ایسے انداز سے کیا گیا ہے کہ متن کے مقابل اوسکے لکھنے سے کبھی اوسپر ترجمہ کا اطلاق ہی نہین ہوسکتا کیونکہ ترجمہ کا الفاظ متن سے بہت دور پڑجانا حقیقت مین ترجمہ کا ایک بہت بڑا نقص ہے لیکن بموجب حبك الشئ یعمی ویصم کے ڈپٹی صاحب اسکو ایک خوبی وحسن سمجھتے ہین چنانچہ مقدمہ مین لکھتے ہین اب یہہ تجویز درپیش ہوئی کہ ترجمہ کس پیرائے مین چھپے کبھی خیال آیا کہ مقابل مین کسینے کہا کہ صفحے کے اعلی حصہ مین متن اور اسفل مین ترجمہ لیکن معلوم تھا کہ جو مسلمان لکیر کے فقیر ہین ذراسے تبدیل و تجدید سے بھی بھاگتے ہین او. صرف ایسا ترجمہ لینا چاہتے ہین جو بین السطور ہو چنانچہ نقش اول کے لئے یہی طرز اختیار کیا گیا اور اس سے ایک بڑا فائدہ یہہ ہوا کہ اوپر

متن اور نیچے ترجمہ ہونیسے اصل و ترجمہ کے الفاظ کی کمی و بیشی کھل پڑی
انتہی مزید بران ڈپٹی صاحب اسکو اپنے ترجمہ کی ایک ایسی خصوصیت سمجھتے
ہین کہ اسکو معلم الترجمہ قرار دیتے ہین چنانچہ تحریر فرماتے ہین اس ترجمہ
کے خصوصیتون مین سے ایک خصوصیت یہہ ہے کہ یہہ ترجمہ عربی اور اردو
کے اختلاف کو پورا پورا ظاہر کرتا ہے اور اگر کوئی شخص اردو کی عربی کرنے
کی مہارت کرنے چاہے تو اسکو چاہیئے کہ ہمارے ترجمہ سے مثلاً ایک جملہ
لے اور اسکی عربی کرے اور پھر قرآن کی عربی سے ملاوے ہم یہہ نہین کہتے کہ وہ
قرآن کی سی عربی لکھنے پر قادر ہو جائے گا کہ یہہ تو محال عقل ہے مگر ہان اسکو اتنا
سلیقہ آجائیگا کہ الفاظ اردو مین کس جگہ رکھے جاتے ہین اور عربی مین انکو کہان
لے جانا پڑتا ہے اور یہی ترجمہ کا گر ہے) حالانکہ ڈپٹی صاحب کے ترجمہ سے
ہرگز یہہ بات نہین حاصل ہو سکتی ہان مولانا **رفیع الدین** صاحب
کے ترجمہ کو اگر آدمی مشق کرے اور اسکے بعد مولانا **عبد القادر** صاحب کے
ترجمہ کو پیش نظر رکھکر ترجمہ کی مشاقی کرے تو البتہ بہت ہی جلد اسکو ملکہ
ترجمہ حاصل ہو سکتا ہے چنانچہ مثال کے طور پر ہم ایک آیت لکھتے ہین اور
ان تراجم ثلاثہ یعنی مولانا عبد القادر صاحب اور مولانا رفیع الدین صاحب

اور ڈپٹی صاحب کے ترجمہ کو بھی نقل کرتے ہین جس سے اہل علم وانصاف خود
فیصلہ کر سکتے ہین۔

وھو ھذا

وہ یہہ ہے

سال سائل بعذاب واقعہ للکافرین لیس لہ دافعہ من اللہ ذی
المعارج تعرج الملائکۃ والروح الیہ فی یوم کان مقدارہ خمسین
الف سنۃ فاصبر صبرا جمیلا۔

ترجمہ رفیعیہ

پوچھا ایک پوچھنے والے نے عذاب کو کہ ہونے والا ہے واسطے کافرون
کے نہین اسکو کوئی دفع کرنے والا وہ عذاب اللہ کے طرف سے ہے جو سیڑہیون
والا ہے چڑھتے ہین فرشتے اور روح طرف اسکے وہ عذاب ہوگا بیچ اس دن
کے کہ ہے مقدار اوسکی پچاس ہزار برس کی پس صبر کر صبر اچھا۔

ترجمہ قادریہ

مانگا ایک مانگنے والے نے عذاب پڑنے والا منکرون کے واسطے کوئی نہین
اوسکو ہٹانے والا اللہ کے طرف کا جو چڑھتے درجون کا صاحب ہے چڑھینگے

اوسکے طرف فرشتے اور روح اوس دن مین جسکا لنبا و پچاس ہزار برس کا
ہے سو تو صبر کر بہلی طرحکا صبر کرنا **ف**
یعنی پیغمبر نے تم پر عذاب مانگا ہے وہ کسی سے نہ ہٹایا جائیگا اور پچاس ہزار
برس کا دن قیامت کا ہے جب سے قبرون سے نکلین اور جب دوزخ بہشت
بھر چکے ۱۲ منہ

ترجمہ ڈپٹیہ

اللہ جو (آسمان کی) سیڑہیون کا مالک ہے (جن کی راہ) فرشتے اور جبرئیل اسکی
طرف چڑھتے ہین اس کے حکم سے قیامت کے دن جس کا اندازہ پچاس ہزار برس کا
ہوگا کافرون کو عذاب ہونا ہے اور کوئی اسکو ٹال نہین سکتا ایک (نا عاقبت
اندیش) درخواست کرنے والے نے درخواست کی کہ وہ عذاب ابھی آنازل
ہو تو (اے پیغمبر) تم (ان لوگون کے چھیڑخانی پر) اچھی طرح صبر کئے (بیٹھے) رہو
پس اب صاحبان علم و انصاف فیصلہ کرین کہ کون ترجمہ ٹھیک و درست
و مفید و الفاظ متن سے چسپان و مطلب خیز ہے اور کس سے ترجمہ کا
سلیقہ و ملکہ حاصل ہو سکتا ہے۔

کرین مقابلہ اغیار کیا مسائل مین		کھرون کے سامنے کب کھوٹے دام چلتے ہین

اور اس آیت مین سائل کو مولانا عبد القادر صاحب پیغمبر لکھتے ہین اور
ڈپٹی صاحب ایک نا عاقبت اندیش تحریر فرماتے ہین۔ پس اسکی تحقیق انشاء اللہ تعالیٰ
ہم اسی آیت کے ترجمہ کے اصلاح کے تحت مین لکھینگے۔

رابعاً ڈپٹی صاحب نے اپنے ایک حریف **گل محمد خان منگلوری** کے
خط کے جواب مین لکھا ہے۔ **سرسید** کے ہم مقلد نہین ہین اور نہ تفسیر
قرآن مین ہم انکو مستند سمجھتے ہین اسلیئے ہمنے ترجمہ کے وقت انکی تفسیر کو دیکھا
تک نہین دیکھو پرچہ چودہوین صدی مطبوعہ ۸ جولائی ۱۸۹۸ء ایک بات
اسکے اکثر فائدے وحاشیے نیچری ہی تفسیر کے ہمرنگ ہین۔ **ہ**

بدلے گر سو طرح سے رنگین وہ جانانہ لباس	مین اسے پہچان ہر اک رنگ مین اہل نظر

خامساً جو مقامات کہ حاشیے اور فائدے کے محتاج ہین مثلاً سود و
زکوٰۃ وغیرہ کا بیان وہان پر تو آپ بالکل لگا گئے ہین اور جہان مطلع صاف
ہے وہان خواہ مخواہ آپ نے حاشیہ چڑھایا اور کہین کہین نیچری حاشیہ
بھی جڑ دیا ہے۔

سادساً ڈپٹی صاحب نے مضامین قرآن کی ایک فہرست بھی بعض
مولویون کے اعانت سے مرتب کی ہے لیکن اگر **نجوم الفرقان** او

سلک البیان اور آینہ قرآن اور مفتاح التفاسیر اور اقتباس الانوار و فوائد صمدیہ اور سبیکتہ الابریز وغیرہ فہرس قرآن کو ملاحظہ کر لیئے ہوتے تو شاید اسکی کوئی ضرورت نہ سمجھتے اور اگر خواہ مخواہ بناتے ہی تو ضرور اس سے بہتر بناتے۔ ۵

آرزو تھی کہ تیری ہاتھہ کا چھلا ملتا	خاتم دست سلیمان مجھے درکار نہ تھی

سابعا ڈپٹی صاحب نے اپنا یہہ ترجمہ دہلی مین لکھا اور وہین سے شایع کیا ہے اور اس زمانہ مین ہمارے مولانا بقیۃ السلف وحجۃ الخلف سید محمد نذیر حسین سلمہ اللہ تعالی وہان موجود ہین اور آپکے خدمت شریف مین اب بھی برابر ترجمہ قادریہ کا درس ہوتا ہے اور علی ہذا القیاس مولوی عبد الحق صاحب مولف تفسیر حقانی بھی مدت سے قرآن شریف کے ترجمہ و تفسیر نویسی کی خدمت کر رہے ہین پس ۱۹ اقل دہلی کے محاورات سے یہہ آپکے برابر تو ضرور واقف ہونگے پس ان حضرات کے خدمات مین اگر یہہ ترجمہ گذرا ہوتا اور اس پر انکی تقریظ و تصحیح ہوتی تو ضرور معتبر و پسندیدہ ہوتا لیکن عجب ہے تو ہے کچھہ میسر کچھہ نہین تو کچھہ نہین چنانچہ بعض احباب جو دہلی سے آئے اور انسے

استفسار کیا گیا تو اونہون نے صاف کہا کہ مولانا اسکو پسند نہین کرتے
اور اس سے خوش نہین ہین اور علماء دہلی کی ناراضی خود ڈپٹی صاحب کے تحریر
سے بھی ظاھر ہے چنانچہ مقدمہ مین آپ فرماتے ہین ہم نے بہیرا چاہا کہ لوگ ترجمہ
کو دیکھین اور نکتہ چینی کرین مگر کسی نے ہامی نہ بھری اور یون کوئی اوڑتی
ہوئی سن بھاگا اور چلتی ہوئی سے ایک بات کہدی تو گو ہمنے اسکو بھی
رد نہین کیا مگر دل کی ہوس پوری نہوئی ترجمہ کی کاپیان عام جگہ مین
پڑھی اور مقابلہ کی جاتی تھین اور بہت لوگون کو معلوم ہوا کہ نیا ترجمہ
چھپ رہا ہے مگر کوئی رخ نہ دے تو کیا کیا جاے انتہی۔

ثامناً مولوی حافظ عبدالوہاب صاحب نابینا جنکا حال

مقدمہ مین خود ڈپٹی صاحب یہہ لکھتے ہین کہ مولوی حافظ عبدالوہاب صاحب
کے شمولیت سے چلسے ہوے اور بڑی تفتیش کے ساتھہ ترجمہ دیکھا گیا مگر مشکل
یہہ آکر پڑی کہ مولوی عبدالوہاب صاحب آنکھون سے معذور اور وہ ایک
ایک لفظ کے لئے تمام تفاسیر اور تراجم لفظ بلفظ پڑھوا کر سنتے تھے اور آدھے
دن کی پوری محنت مین ایک رکوع بھی تمام نہین ہوتا تھا اگر اسی طرح پر
نظر ثانی کو چلنے دیا جاتا تو مجھکو اپنے زندگی مین ترجمہ کے تمام ہونیکے

توقع نہ تھی بمجبوری اس طرز کو موقوف کیا مگر افسوس کے ساتھ موقوف
کیا) یہان کلکتہ مین لوگون سے بیان کرتے تھے کہ ڈپٹی صاحب نے ترجمہ کو
خراب کیا ہے اور پھر ڈپٹی صاحب کے اس بیان سے یہہ بھی ثابت ہے
کہ اسکی پوری نظر ثانی اچھے قابل لوگون کے اہتمام و شرکت سے نہونے
پائے۔ افسوس ۵

قسمت کی بدنصیبی سے ٹوٹی کہان کمند		دو تین ہاتھ جبکہ لب بام رہگیا

پس بوجوہ مذکورۂ بالا یہہ ترجمہ ڈپٹیہ لایق قدر و قابل وقعت خصوصاً
ترجمہ قادریہ و رفیعیہ کے مقابل مین کچھہ نہین اور نفس مطلب قرآن
سمجھنے کے لئے یہہ دونون ترجمے اب بھی مفید و مبارک ہین چنانچہ
اسکے ثبوت کیلئے اور جہان جہان میرے سمجھہ مین ڈپٹی صاحب نے لفظی
یا معنوی بے عنوانی اختیار کی ہے اسکے دکھلانے کیواسطے ابتدار قرآن
سے انتہا تک پہلے مین متن قرآن لکھکر ڈپٹی صاحب کا ترجمہ لکھتا ہون
اسکے بعد ترجمہ قادریہ یا رفیعیہ لکھکر لوگون کو دکھلاتا ہون اور جہان
جہان ڈپٹی صاحب نے ترجمہ یا حاشیہ مین کوئی انوکھا مضمون لکھا ہی
اوسکی تحقیق بھی محققین مفسرین کی تحقیقات و عبارات سے پیش کرتا ہون

تاکہ اہل علم و انصاف اسکا فیصلہ کرین اور دونون کے حسن و قبح و شگفتگی

وانقباض کا موازنہ کرکے راجح مرجوح کو متعین فرماوین ان ارید الا

الاصلاح وماتوفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب ۵
(مینے اصلاح ہی کا ارادہ کیا ہے اور میری توفیق خدا ہی سے ہے اوسی پر میرا بھروسا ہے۔ اور اوسیکی طرف مین متوجہ ہون)

سعیت وارجو شکر سعیی ولو ادری
(کوشش کی ہے مینے اور یہ کوشش کے قدردانی کا امید کرتا ہون۔ اور مین نہین جانتا)
یخیبنی سارف ولست بخائب
(کہ میرا خدا مجھکو محروم کریگا اور مین محروم ہونگا)

قولہ اھدنا الصراط المستقیم ہمکو (دین کا) سیدھا رستہ دکھا۔

اقول ترجمہ رفیعیہ اور قادریہ مین مطلق سیدھی راہ لکھی ہے پس دین کی قید زائد ہے اگر ڈپٹی صاحب فرمائین کہ یہ بطور تفسیر ہے تو اولاً یہہ کہا جائیگا کہ آپ ایسے مضامین کو تفسیر نہین کہتے چنانچہ مقدمہ مین تحریر فرماتے ہین۔ ہمنے اپنے طرف سے جابجا عبارتین زیادہ کی ہین اور امتیاز کے لئے اونکو خطوط ہلالی مین محصور کردیا ہے مگر ہمنے جو عبارت اپنے طرف سے زیادہ کی ہے اس سے یہہ نہ سمجھ لینا کہ ہمنے ترجمہ کو تفسیر بنادیا ہے نہین ترجمہ ترجمہ ہی ہے۔ ۵

مگر تیرے کیون ہو ضمانامہ تہ حاضر ہو دیکھو تو | کہ خط ملتا ہے کسکا اور عبارت کسکی ملتی ہے

ثانیاً اگر خواہ مخواہ تفسیر ہی ہو تو دین کے ساتھ دنیا کی قید بھی چاہیے

ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة اور خود ڈپٹی صاحب مقدمہ
ای خدا مجھکو دنیا مین نیکی دے - اور آخرت مین نیکی دے

مین لکھتے ہین - ہم مسلمانون کے لئے دین کو دنیا سے جدا کرنا ایسا ہے جیسا

کوئی شخص چاہے کہ عرض کو جوہر سے لازم کو ملزوم سے روح کو جاندار سے

بو کو گل سے نور کو آفتاب سے اور ناخن کو گوشت سے جدا کرے انتہی - پس ثابت

ہو گیا کہ اھدنا الصراط المستقیم کا وہی مطلق ترجمہ - چلا - یا - دکھا - ہمکو

سیدھی راہ یا - سیدھا رستہ - جیسا کہ ترجمہ رفیعیہ وقادریہ وغیرہ مین کیا

گیا ہے ٹھیک ہے اور ڈپٹی صاحب کی قید محض بے قید ہے ۵

بلبل سمجھ کے ذرا کیجو آشیان		صیاد لگ رہا ہے تری گھات سب طرح

قولہ الم ۵ اس طرح کے حروف جو قرآن مجید کے بعض سورتون

کے شروع مین واقع ہین مقطعات کہلاتے ہین اور مفردات حروف

تہجی کے طرح پڑھے جاتے ہین اور اسرار وحی مین ہین جنکے معنے خدا نے کسی

مصلحت سے بندون پر ظاہر نہین کئے بعض مفسرین نے جو معنے تجویز کئے

ہین وہ اونکی اپنی رائے ہے -

اقول مطلقاً ایسا نہین ہے کیونکہ حدیث صحیح مین آیا ہے کہ جسنے قرآن

مین اپنی رای سے کچھ کہا وہ کافر و جہنمی ہوا ہین باوجود اسکے صحابہ و تابعین
او نسے نقل کرنے والے ائمہ مفسرین اس جریمہ کبری و کبیرہ عظمی کے معاذ اللہ
[illegible] مرتکب ہوگئے ہان بات یہہ ہے کہ چونکہ آیات مقطعات کے ہیئت لفظی و
ترکیب حرفی معمولی کلمات کے مانند نہ تھی اور اسکا اسلوب و عنوان تخاطب بھی
مخاطبات معمولی کے مانند نہ تھا اسلیئے مفسرین صحابہ و تابعین مین بھی اسکے
تفسیر مین اختلاف واقع ہوا ہے جسکے تتبع و استقرا مین اسکے نظایر کلمات
الہی خصوصًا مخاطبات معمولی عرب عربا مین نہ ملے اونہون نے تادبا اسکو
تفسیر من اسرار اللہ کہا اور اللہ اعلم بمراده بذلک وغیرہ تفسیر فرمایا

ولنعم من قال ؎

چو من پیغام خود با قاصدان جا بجا گویم	مبادا دیگری فہمد بطور چیستان گویم

اور تین جہان بین کرنے والون نے کلمات انسانی مین بھی اسکا پتا لگا ہی
چھوڑا اور مخاطبات عرب عربا مین اسکے نظیر کھوج ہی نکالا مثلاً ؎

قلت لها قفی فقالت لی ق	لا تحسبی انا نسینا الایجاف

ای وقفت اور ابو النجم نے کہا ہے ؎

فی لجة امسك فلانا عن فل	ای فلان۔

اور ایک دوسرے شاعر نے کہا ہے ۵

دار لسعدی اذیہ من ھو اکا		ای ھی۔

اور متنبی نے کہا ہے۔ ۵

کتبت فی صحائف المجد بسم +	ای بسم اللہ الرحمن الرحیم کما فی الہامش

اور ایک دوسرے شاعر نے کہا ہے۔ ۵

وکاتب فقط اشلا اما		وخط بسما والفا ولا ما

وغیرہ وغیرہ ان بزرگون نے اسکے معانی بھی کھے جو صحیح ہیں۔ انمین سے ایک وہ معنی ہے جسکو بخاری اور ترمذی اور حاکم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اسکو صحیح بھی کہا ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسنے اللہ کی کتاب کا ایک حرف پڑھا اوسکو ایک نیکی ملیگی اور اسی طرح دس گونہ نیکیان ملا کرینگی مین نہین کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے اور لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔

اور اسی طرح سے اسکے اور معانی بھی جو صحابہ یا تابعین سے منقول ہین وہ بیشک مقبول ہین جیسے الم کے ایک معنی حبر الامتہ ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے انا اللہ

اعلم کما فی المعالم -
خوب جانتا ہون جیسا کہ تفسیر معالم مین ہے
چنانچہ یہی معنے ترجمہ منسوبہ حضرت سعدی علیہ الرحمۃ مین اختیار کرکے منم خدای
دانا تر اسکا ترجمہ کیا گیا ہے اور مجاہد اور ابن زید سے منقول ہے کہ یہہ
۳۳ الم وغیرہ مقطعات سورتون کے نام ہین - سرسید نے اپنی تفسیر مین
اسیکو اختیار کیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہین -
۳۳ الم یہہ سورہ انہین انتیس ۲۹ سورتون مین سے ہے جنکو خود خدا نے
انکے نام سے موسوم کیا ہے یہہ حروف مقطعات ان سورتون کے نام
ہین جنکے ابتدا مین آئے ہین انتہی -
پس عموماً و مطلقاً آیات مقطعات کے مفسرون پر یہہ الزام لگانا کہ یہہ
اونکی اپنی رائے ہے الزام بیجا و اپنی رای ہی رائے ہے سچ ہے ۵

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد	میلش اندر طعنہ پاکان برد

قولہ قرآن مجید مین نماز پڑھنے کا حکم اور مذکور بہت جگہ آیا ہے
اور اسکو لفظ اقامت صلوٰۃ سے تعبیر کیا ہے مفسرین نے اسکے کئے معنے
کئے ہین بعض نے پابندی کے اور بعض نے آداب و شرایط کے ساتھ
بجا لانے کے اور بعض نے مطلق نماز پڑھنے کے اور ہمنے یہی اخیر کے

معنے اختیار کئے ہین اسواسطے کہ حقیقت مین پڑھنا وہی ہے جو پابندی
اور بجا آوری شروط کے ساتھ ہو۔ حاشیہ متعلقہ آیت یقیمون الصلوۃ
سورہ بقرہ۔ رکوع۔ ا۔

۲ اقول ڈپٹی صاحب کو محاورہ دانی کا تو اتنا بڑا دعوی کہ اوسیکے بھروسے
پر قرآن کا ترجمہ شروع کر دیا لیکن یہہ خبر نہین کہ یقیمون الصلوۃ کہان
اطلاق کیا جاتا ہے اور مصلین جسکا ترجمہ معنے اخیرہ مختارہ ڈپٹی صاحب
ہے کہان بولا جاتا ہے کاش اسکے لئے اگر ڈپٹی صاحب کتب لغات و
عرب ملاحظہ کیے ہوتے اور تفسیرون کو بھی دیکھے ہوتے تو کبھی یہہ معنے
اخیرہ نہ اختیار کرتے کیونکہ یقیمون محل مدح مین بولا جاتا ہے اور مصلین
مقام ذم مین اطلاق کیا جاتا ہے اور پھر اس معنے مین متن کی تمامی
حسن و قوت نہین ادا ہوتے اور جن اہتمامات بلیغہ سے یہہ امر مہتم
بالشان بیان کیا گیا ہے وہ سب فروگذاشت ہو جاتے ہین اسیلئے
مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے برپا میدارند نماز را ترجمہ کیا۔
اور ترجمہ سعدیہ مین بپا میدارند اور ترجمہ رفعیہ مین قایم رکھتے ہین اور
قادریہ مین درست کرتے ہین لکھا گیا۔ غرض ہر ایک مین ایک پہلو

تاکید و تنبیہ کا مرعی رکھا گیا ہے اسلئے معنے اخیرہ مختارہ ڈپٹی صاحب
مفسرین معتبرین کے نزدیک غیر مفید و خالی از تنبیہ و دور تر از حقیقت
و فہم مراد و مطلب بھی ہے۔

چنانچہ علامہ بیضاوی لکھتے ہین والاول اظہر لانہ
اول معنی بہت ظاہر ہے اسلئے کہ وہ
اشہر والی الحقیقۃ اقرب وافید لتضمنہ التنبیہ علی
بہت مشہور اور حقیقت سے بہت قریب اور بہت مفید بھی ہے۔ اسلیے کہ وہ اوس تنبیہ پر شامل ہے کہ لائق مدح وہی ہے
ان الحقیق بالمدح من راعی حدودھا الظاہرۃ
جس نے اس کے حدود ظاہرہ فرائض اور سنن
من الفرائض والسنن وحقوقھا الباطنۃ کالخشوع
اور حقوق باطن مثل خشوع اور دلی توجہ کے رعایت کی ہے۔
والاقبال بقلبہ علی اللہ تعالی لا المصلون الذین ھم
نہ اون لوگون کی نماز جو اپنے نماز سے غافل ہین اور اسی لیئے محل مدح مین مقیمین الصلوۃ
عن صلاتھم ساھون ولذلک ذکر فی سیاق المدح والمقیمین
اور مقام مذمت مین فویل للمصلین مذکور ہوا ہے یعنی جو نماز کو برقرار رکھتے اور اوسکی پابند ہین اونکی تعریف ہے اور جو خالی نماز پڑھتے
الصلوۃ وفی معرض الذم فویل للمصلین انتھی۔
ہین اونکے لیئے عذاب ہے

اور مولانا شاہ عبد العزیز صاحب تفسیر فتح العزیز مین تحریر فرماتے
ہین۔ در اینجا باید فہمید کہ نماز گزاردن چیزی ہست و برپا داشتن نماز چیزے
دیگر ہست و در قرآن مجید جا بجا در مقام مدح و تاکید گذاردن نماز را ذکر
نفرمودہ اند بلکہ اقامت نماز را یاد نمودہ و اقامت در لغت ماخوذ از قیام
ہست یعنے راست استادہ کردن و قاعدہ ہست کہ چون چیزے را راست استادہ

کنند ہر ہر جزو از اجزای او بر موضع مناسب کہ وضع طبعی اوست راست بنشیند پس معنی اقامت صلوۃ آنست کہ نماز را از ہر خلل و کجی محافظت نمایند خواہ ان خلل و کجی در کار دل باشد یا در کار زبان یا در کار جوارح و اعضا و خواہ این محافظت در فرائض باشد یا در شروط یا در سنن یا در مستحبات و لہذا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمودہ اند۔

اقامۃ الصلوۃ اتمام الرکوع والسجود والتلاوۃ والخشوع
نماز قایم کرنا اوسکے رکوع اور سجدہ اور تلاوت اور عاجزی

والاقبال علیھا فیھا۔
اور یہ توجہ دل کو پورا طور پر اوسکی کرنا ہے۔

و قتادہ رضی اللہ عنہ گفتہ است اقامۃ الصلوۃ المحافظۃ علیھا
نماز قایم کرنا اوسپر

وعلی مواقیتھا و وضوئھا و رکوعھا و سجودھا انتھی۔
اور اوسکے وقتون اور وضو اور رکوع اور سجدون کے محافظت کرنا ہے۔

قولہ جن منافقون پر ان آیتون مین لتاڑ ہے الخ حاشیہ متعلق آیت ومن الناس الخ وغیرہ وغیرہ سورہ بقرہ۔ رکوع۔ ۲۔

اقول اس حاشیہ مین لتاڑ اور تتو اور تھو کا لفظ ایسا کریہہ وغیر مانوس ہے کہ گو دہلی کے کسی طبقہ کے لوگ بولتے ہون اور اطراف کے اردو دان لوگ اسکو کچھہ نہین سمجھتے اور جو سمجھتے ہین وہ ازبس کریہہ و مکروہ سمجھتے ہین۔

ہون تو مین دیوانہ لیکن ایسی کہہ دیتا ہون بات	جو کہ پڑھا پاس ہی ہو کے قایل او ٹھ گیا

قولہ فی طغیانہم یعمہون ٹامک ٹوے مارا کرین اور اسکے فائدہ مین سب ہونگے بے تکے سورہ بقرہ۔ رکوع۔ ۲۔

۲ قول یہہ سب الفاظ بھی کریہہ وغیر مانوس ہین اسکا عمدہ اور عام فہم ترجمہ تھا ٹکراتے پھرتے ہین یا بھٹکے پھرتے ہین یا بھکے پھرتے ہین۔ جیسا کہ ترجمہ قادریہ اور رفیعیہ وغیرہ مین لکھا گیا ہے۔ پھر عام فہم اور فصیح الفاظ رہتے ہوے کریہہ وغیر مانوس الفاظ لکھنا ہی صاحب کے سہل وشایستہ اردو نہ جاننے کی دلیل ہے یا جان بوجھکر قرآن ایسے متبرک وضروری کتاب کے ترجمہ کو خراب کرنا ہے ٥

فان کنت لا تدری فتلک مصیبة
پھر اگر نہین جانتے تو ایک مصیبت ہے
وان کنت تدری فالمصیبة اعظم
اور اگر جانتے ہین اور جان بوجھکر خراب کرتے ہین تو سخت مصیبت ہے

قولہ ۲ او کصیب جیسے آسمانی بارش سورہ بقرہ۔ رکوع۔ ۲

۲ قول اس سے عمدہ و بامحاورہ وہ ترجمہ ہے جو آپکے سید نے لکھا ہے۔ موسلا دھار پانی۔

قولہ کلما۔ جب۔ سورہ بقرہ رکوع۔ ۲۔

۱ قول کلمہ کلما تکرار کے لئے موضوع ہے علامہ سیوطی تفسیر اتقان مین لکھتے هین ان کلما للتکرار پس بنا علیہ اسکا ترجمہ جب جب جا ہے۔

قولہ مشوافیہ تو اس (کی چاندنی) مین (کچھ) چلے۔ سورہ بقرہ رکوع۔ ۲۔

۲ قول اسکی روشنی یا چمک چا ہے کیونکہ چاندنی چاندکے سایہ کو کہتے هین نہ بجلی کے چمک کو۔ مولوی اوحدالدین بلگرامی نفائس اللغات مین لکھتے هین چاندنی بکسر نون وسکون تحتانی معروف بمعنی روشنی ماہ انتہی اور ناسخ شاعر کہتا ہے۔ ۵

تو چاند ہے سایہ چاندنی ہے	کوسون تک بلکہ روشنی ہے

اسیلئے مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے ترجمہ کیا ہے راہ روند دران روشنی۔

قولہ نکمی اور نچمٹر کے نام سے بدھکتے هین حاشیہ آیت ۲ ولئک هم الخاسرون سورہ بقرہ رکوع۔ ۳۔

۱ قول بدکنے کا لفظ ڈپٹی صاحب نے کئے مقام پر استعمال کیا ہے لیکن یہہ لفظ بھی نہایت ہی کریہہ و بہت ہی غیر مانوس ہے۔

قولہ تسبیح اور تقدیس کے معنے یہ ہین کہ خدا تمام عیوب سے بری اور نقصانات سے پاک ہے ترجمہ مین یہہ معنے اچھی طرح نہین کھلتے تھے اسلیئے اصل لفظ رہنے دیے ہین حاشیہ آیت نحن نسبح الخ سورہ بقرہ رکوع ۔ ۴ ۔

۲ قول مولانا شاہ عبدالقادر صاحب نے جو اپنے ترجمہ مین لکھا ہے ۔ ہم پڑھتے ہین تیرے خوبیان اور یاد کرتے ہین تیری پاک ذات کو اس سے بخوبی تسبیح و تقدیس کا مطلب کھل جاتا ہے اور آپکے سید کے اس ترجمہ سے بھی مطلب سمجھ مین آجاتا ہے ۔ اور ہم تو تیری تعریف جپتے ہین اور تجھہ پاک کو یاد کرتے ہین ۔ پس تراکہ دست بلرزد کہ چہ دانی سفت ۔

قولہ قلنا للملائکۃ اسجدوا لادم ہمنے فرشتون سے کہا کہ آدم کے آگے جھکو سورہ بقرہ ۔ رکوع ۔ ۴ ۔

۲ قول ڈپٹی صاحب یہان اور اسکے سوا اور مقامون پر بھی سجدہ کے معنے مطلق جھکنا اور آیت وارکعوا مع الراکعین وغیرہ مین رکوع کے معنے بھی مطلق جھکنا ہی لکھتے ہین ۔ پس انکو لازم تھا

کہ رکوع اور سجدہ دونون کا ترجمہ علیحدہ علیحدہ لکھتے اور دونون جھکنے

مین مابہ الامتیاز کو ظاہر کرتے اور اگر یہہ نکرتے تو نہین دونون لفظون ہی

کو بلا ترجمہ رہنے دیتے کیونکہ یہہ دونون لفظین عموماً اسقدر مشہور ہین کہ

انکی ترجمہ کی ضرورت ہی نہین چنانچہ آپکے سرسید نے اسی خیال سے

ان دونون کا ترجمہ نہین لکھا۔

پس اگرچہ ڈپٹی صاحب اپنی قابلیت یا جامعیت کے خیال سے یا نیچریت سے

بچنے کے لیئے گل محمد خان منگلوری کے خط کے جواب مین یہہ تحریر

فرماتے ہین کہ ہمنے ترجمہ کرنے کے وقت سرسید کی تفسیر کو دیکھا تک نہین

لیکن اگر دیکھے ہوتے تو بہت اچھا ہوتا۔

ہست بس پر آفت و خوف و خطر	پیرا بگذار بے پیرا این سفر

قولہ بعضکم لبعض عدو تم ایک کے دشمن ایک سورہ بقرہ رکوع۔

۲ قول ترجمہ قادریہ مین ہے تم ایک دوسرے کے دشمن ہو۔ بس یہہ بیشک

اوس سے اظہر و بامحاورہ ہے۔

قول مچا۔ حاشیہ آیت لعلکم تعقلون سورہ بقرہ۔ رکوع ۹

۲ قول مچا بمعنے ٹکرہ یا پارہ گوشت ہندوستان کے ہر اطراف مین مشہور

ومانوس نہیں۔

قولہ عند ربکم کل کالان کو تمہارے پروردگار کے روبرو سورہ بقرہ رکوع ۔ ۹ ۔

اقول یہ کل کلان بھی عموماً غیر مانوس ہے۔

قولہ ان ہم الا یظنون وہ فقط خیالی تکے چلایا کرتے ہین سورہ بقرہ رکوع ۔ ۹ ۔

۲ **اقول** اسیکے مانند ڈپٹی صاحب تلک امانیہم کا ترجمہ لکھتے ہین۔ یہہ انکے اپنے خیالی پلاؤ ہین۔ پس یہ دونون ترجمے ایسے ہین کہ جب یہان مبتدی ترجمہ پڑھنے والون کو پہلے دہلی کا محاورہ پڑھایا جاتا ہے تب اسکے بعد قرآن کا یہہ مطلب سمجھانیکا موقع ملتا ہے اور بغیر اسکے یہہ لوگ کچھ نہین سمجھ سکتے پس اگر یہی لکھا جاتا کہ وہ کچھ نہین مگر اٹکل کرتے ہین یا گمان کرتے ہین۔ اور یہہ انکی تمنایا آرزوئین ہین توکیا قرآن کا مطلب نہ کھلتا بس اگر اس صاف ترجمہ سے قرآن کا مطلب نکل آتا تھا تو خواہ مخواہ خیالی تکا چلانا اور خیالی پلاؤ پکانا کیا ضرور تھا۔

کاٹتی ہے کیونکہ زبان شمع کیا جز سوز دل	وہ زبان سے اپنے ای گلگیر کہتی اور ہے

قولہ من کسب سیۃ جسنے پلے باندھی برای سورہ بقرہ رکوع ۹۔

۲قول اگرچہ یہہ حضرات دہلی کا روزمرہ ہے لیکن اور اطراف کے لوگ اسکو پلے نہین باندھتے پس اگر اسکا یہہ صاف لفظی ہی ترجمہ لکھا جاتا۔ جسنے برائی کمائی یا۔ جسنے گناہ کیا۔ تو بہت ہی آسان و عموماً عام فہم بھی ہوجاتا۔

قولہ وان یاتوکم اساری تم تو چٹی بھر کر انکو چھڑا لیتے ہو سورہ بقرہ رکوع ۱۰۔

۲قول ڈپٹی صاحب نے یہان فدیہ کے جگہہ چٹی لکھا ہے اور سورہ توبہ دہلو مین مغرم کا اور سورہ یونس مین اجر کا اور سورہ ہود مین مال کا ترجمہ بھی آپ چٹی ہی تحریر فرماتے ہین غرض متعدد مقامون مین مختلف لفظون کا آپنے چٹی ہی ترجمہ لکھا ہے حالانکہ یہہ چٹی کا لفظ پنجابیون ہی مین بکثرت مستعمل ہے اور اید ہر یورپ و بہار وغیرہ مین مسافرون کے ٹھہرنے کی جگہہ یعنے اسٹیشن کو چٹی کہتے ہین اور کلکتہ مین چٹی ایک قسم کی جوتی کو بھی کہتے ہین پس ڈپٹی صاحب جو قرآن ایسے عام ضرورت کی کتاب کا ترجمہ کرنے بیٹھے تھے تو پہلے ہندوستان کے ہر اطراف کا محاورہ جان لیتے تب اس کار اہم کو اپنے ذمہ لیتے والا وہی مثل صادق آتی ہے کہ بچھو کا منتر نہ جانے سانپ

کے بل مین ہاتھہ ڈالے من لو یحسن الفقہ فقد صنف فیہ کتابا۔

قولہ من اسلم وجہہ للہ۔

جسنے خدا کے آگے تسلیم خم کر دیا ف ۲ اسلم وجہہ کے لفظی معنے تو ہین
اپنا مونہہ جھکا دیا لیکن محاورہ اردو مین مونہہ جھکانے سے اصلی مراد حاصل
نہین ہوتی اسلئے ہمنے محاورہ کا ترجمہ اختیار کیا ہے سورہ بقرہ رکوع - ۱۲
اسلمت وجہی للہ کے لفظی معنے تو ہین کہ مینے اپنا مونہہ خدا کے آگے جھکا دیا
لیکن ہمارے محاورے مین مونہہ کی جگہہ سر یا گردن بولتے ہین اسلئے ہمنے مونہہ
کو سر سے تعبیر کیا ہے۔ سورہ آل عمران۔ رکوع۔ ۲

اقول فقط اپنا محاورہ قایم رکھنے کیلئے جو آپ نے قرآن پاک کی آیت کریمہ
ھن لباس لکم وانتم لباس لھن مین لباس کو چولی اور دامن اور یہان
منہ کو سر و گردن سے تعبیر کیا ہے بہت ہی برا بلکہ قرآن سے تمسخر و استہزا
کیا ہے دیکھیے اسی مضمون کو آپکے سید نے کس عمدگی و خوبصورتی سے
ادا کیا ہے۔ جس کسی نے تابعداری سے اپنا منہ خدا کے سامنے کیا۔

قولہ دہکڑ پکڑ۔ حاشیہ آیت لقوم یوقنون سورہ بقرہ رکوع - ۱۴

اقول یہہ لفظ نہایت ہی کریہہ و غیر مانوس ہے اسکے جگہہ پر شک یا تردد

یا تا اِل عام فصیح لفظ موجود ہے۔

قولہ کھرپنچ حاشیہ آیت یھدی من یشاء سورہ بقرہ رکوع ۔ ۱۷۔

۲ قول اس لفظ کو یہان ڈپٹی صاحب نے بمعنی اعتراض اور چوتھے پارہ سورہ آل عمران رکوع ۱۴ ۔ مین ان میسکم قرح کے ترجمہ مین شکست کی کھرپنچ [illegible] فرماتے ہین وبہرصورت یہہ لفظ نہایت ہی کریہہ وغیر مانوس بھی ہے۔

قولہ [illegible] بڑا کرا مین میکھ نکالا کرتا ہے۔ حاشیہ آیت ما لا تعلمون [illegible] سورہ بقرہ رکوع ۱۶

۲ قول [illegible] نکالنا گنوارون کا محاورہ ہے اصل عموماً یہہ الفاظ فصیح و مانوس بھی نہین ہین

قولہ ہر ایک مسلمان کو فرضی روزہ رکھنا چاہیئے مگر بیمار اور مسافر کو فرصت ہے کہ رمضان مین روزہ نہ رکھے بعد کو قضا رکھ لے اور مقدور والا ہو تو قضا بھی نہ رکھے بلکہ روزہ پیچھے ایک محتاج کا پیٹ بھر دے اور روزہ قضا بھی رکھے اور محتاج کا پیٹ بھی بھر دے تو نورٌ علیٰ نور کہ روزہ کے بدلے روزہ ہوا اور فضیلت رمضان جو فوت ہو گئی تھی اوسکی تلافی کے لئے محتاج کا پیٹ بھر دیا اگرچہ مقدور والون کو قضا کے بدلے فدیہ

دینے کا اختیار دیا گیا ہے مگر اون کو بھی روزہ رکھنا چاہیئے تاکہ لوگ روزہ سے بچنے کیلئے بہانے نہ ڈھونڈھین۔ حاشیہ متعلقہ آیت و ان تصوموا خیر لکم سورہ بقرہ رکوع۔ ۲۳۔

۲ اقول جس آیت شریف کے متعلق ڈپٹی صاحب نے یہ حاشیہ لطیف چڑہایا ہے اوسمین تمامی مفسرین و فقہا و محدثین کی یہی تفسیر و تحقیق ہے کہ یہ تخییر بین الفدیہ و الصوم ابتدا اسلام مین تھے اسکے بعد منسوخ ہو گئی یا شیخ فانی وغیرہ معذرون کے لئے ہے یا حرف۔ لا۔ یطیقون کے پہلے سے محذوف ہے یا یطیقون اطاقۃ باب افعال سے ہے جسکا ہمزہ سلب کے لئے ہے یعنے مسلوبین طاقت و معذورین کے لئے یہہ حکم ہے۔ لیکن ڈپٹی صاحب اسمین سے کسی کو معتبر نہین سمجھتے بلکہ اب بھی اس تخییر کو جائز ہی تجویز فرماتے ہین اور اس بارہ مین ڈپٹی صاحب کو اسقدر کد و اصرار ہے کہ اپنے ایک حریف گل محمد خان منگلوری کے مقابلہ مین اسکو بڑے ہی شد و مد و زور و اصرار سے ثابت کیا چاہتے اور اسمین یہ بھی تحریر فرماتے ہین کہ چونکہ آجکل کے لوگ بہت غریب ہو گئے ہین اسلیئے فدیہ ہی دینا بہتر ہے۔ لہذا پہلے ہم علما مفسرین و فقہا و محدثین کی تحقیقات دکھاتے

ہین اسکے بعد ڈپٹی صاحب کے خطوط اور جواب اور جواب الجواب وغیرہ جو
پرچہ چودھوین صدی مین چھپے ہین ملاحظہ کراتے ہین تاکہ اہل علم ودین
اسکا انصاف وفیصلہ کرین مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح
فتح الرحمن مین فرماتے ہین مضمون این تخییرست در صوم و فدیہ یعنی
منسوخ شد بآیتی کہ متصل می آید انتہی۔
اور مولانا شاہ عبد القادر رح فائدہ مین افادہ فرماتے ہین اول یہی
حکم اوترا کہ مریض ومسافر چاہین تو پھر قضا کرین اور جنکو طاقت ہے یعنے
بے عذر ہین وہ چاہین کہ پھر قضا کرین تو بالفعل ہر روزے کے بدلے ایک
فقیر کو کھلاوین اور تو بھی بہتر ہے روزہ ہی رکھین پھر اسکے بعد جو آیت اوتری
اوسمین فقط مریض ومسافر کو رخصت ملی قضا کی اور کسیکو نہین۔
اور ترجمان القرآن مین ہے۔ پھر اللہ نے ابتدا اسلام کا ذکر کیا کہ اوس
زمانے مین مرض وسفر مین قضا کرنا درست تھا مقیم صحیح جسکو طاقت تھی وہ
بھی اختیار دیا گیا تھا کہ چاہے روزہ رکھے چاہے افطار کرے افطار کے بدلے
ایک فقیر کو ہر دن کھانا کھلادیا کرے یا ایک سے زیادہ کو اور جو روزہ رکھے
تو افضل ہے یہی قول ہے ابن عباس ومجاہد وطاؤس وغیرہ سلف

کا اسکے بعد آیت آیندہ شھر رمضان الذی الخ فلیصمہ تک اوتری اوسپر ہر مقیم و صحیح پر ایکماہ کا صوم ثابت ہوا مریض و مسافر کو رخصت ملی بوڑھے کو جسے طاقت روزہ رکھنے کی نہین ہے کھانا دینا ٹھرا انتھیٰ

ایساہی ہے تفسیر کبیر و ابن کثیر و ابن جریر و فتح البیان و فتح القدیر و بیضاوی و خفاجی و سیالکوٹی و کشاف و طیبی و مدارک و معالم و اکلیل و احمدی و روح البیان و مظہری و ابو السعود و شربینی و جلالین و کمالین و تعلیقات الجلالین و جمل و فوز الکبیر وغیرہ تفاسیر معتبرہ مین۔

پس حضرات ناظرین جب آپ علمار مفسرین و فقہار و محدثین کی عبارات و تحقیقات دیکھہ سن چکے تو اب ڈپٹی صاحب کے خطوط اور اونکے جواب جو پرچہ چودہوین صدی راولپنڈی مین چھپے ہین ملاحظہ فرمایئے۔

عنوان

فدیہ اور اسکی تحقیق

مولانا شمس العلمار مولوی نذیر احمد صاحب کے ساتھہ خط و کتابت

۷۸۶

مکرمی بندہ جناب مولانا صاحب دام مجدکم۔

بعد سلام مسنون وتقدیم ماستحق عرض آنکہ

نیازمند قدیم کو آپ سے اور آپکے تصانیف دل آویز سے ایک خصوصیت خاص ہے مضامین دلفریب جب تک نظر احقر سے نہین گذرتے ایکقسم کی بیقراری رہتی ہے یہان تک حسن عقیدت ہے کہ اگر قیمتاً دستیاب نہون تو عاریتاً لیکر کارروائی کیجاتی ہے ابھی حال کا ذکر ہے سننے مین آیا کہ انجناب نے ترجمہ قرآن شریف نہایت دلچسپ بامحاورہ تحقیق محققانہ فرماکر تیار کیا ہے طبیعت کو لگاؤ تو تھا ہی خبر بہجت اثر سنکر اور بھی گرویدہ ہوا اسی فکر مین تھا کہ کیونکر مراد کو پہونچون کہ ایک مہربان قدیم بامروت نے باآواز بلند فرمایا کہ کلام مجید ترجمہ [illegible] موصوفہ موجود ہے فکر نہ فرمایئے آپکے پاس پہونچیگا من ۲ و لہٗ الی آخرہ خوب غور تامل سے دیکھی بندہ نے انکا شکریہ تہِ دل سے ادا کیا فکر سرمایہ مطالعہ پھر بھی باقی رہا کیونکہ یہ کلام الٰہی ہے نہ کہ لڑکیون کا کھیل اسمین ہماری رہنمائی ہے نہ صرف دل لگی کچھ تو ذخیرہ میرے پاس موجود تھا باقی کتب ضروری دوست احباب سے لیکر کارروائی

شروع کردی اول بموجب ہدایت دیباچہ ونمونے مشکلات وکیفیت
متعلق فہرست مضامین قرآن وفہرست مجمل ومفصل وتصحیح اغلاط کو
بخوبی دیکھا واقعی دریا درکوزہ پایا رنگینی عبارت تو آپکا حصہ ہی ہے
مگر لطافت مضامین بھی کمال کر دکھایا خیر جزاکم اللہ جزا خیرا اس کے
بعد مقصد اصلی پر آیا بہ امداد خداوندی سواپارہ بالاستعاب نہایت
دلجمعی واطمینان سے پورا کیا جو خدشے بوجہہ اختلاف لفظی یا باعث امور
دیگر پیش آئے اقوال مفسرین رح واحادیث سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے حتی المقدور مطابق کی حسب صفحہ (۴۳) رکوع (۲۳) شروع آیت
(۱۸۳) بموجب تحریر گرامی پہونچا روزہ چونکہ رکن اسلام ہے اوسکے متعلق
جو احکامات خداوند کریم نے نازل فرمائے ہین حسب عادت ان کی تحقیقات
کے درپی ہوا یہانتک جہان بجہوڑ کی کہ اختلاف تو کیا کوئی دقیقہ باقی
نہین رہا ہمارے مہربان سید احمد خان بہادر نے بھی اپنے
تقریر مسمی بالتفسیر مین اس موقعہ پر عجیب وغریب مضمون تحریر فرمایا ہے
اس سے کچھ بحث نہین کہ وہ کیسا ہے اور کیا وقعت ہونی چاہیئے مقام
مذکور مین ترجمہ جناب پر جو نظر ڈالی تو کسیقدر اور ترجموں سے خلاف

پایا یہ خلاف لفظی ہی نہین معنے بھی اسپر دال ہین اگر اتنا ہی خلاف ہوتا تب
بھی گنجایش تھی ہرگز تکلیف دہ نہوتا میرا عقیدہ آپکے نسبت ایسا نہین
کہ خواہ مخواہ ایک بات اوٹھا کر کھڑی کر دون بلکہ صفحہ مذکورہ متعلق مضمون
بالا مین ابتدا ے آیت (۱۸۳) لغایت آیت (۱۸۴) کے ذیل مین حاشیہ
پر جو فائدہ ارقام فرمایا ہے مجھکو ہی کیا ہزارہا مسلمانون کو اس بات
پر برانگیختہ کریگا ملاحظہ فرمایئے **ف ۲** مطلب یہہ معلوم ہوتا ہے
کہ ہر ایک مسلمان کو فرضی روزہ رکھنا چاہیئے مگر بیمار اور مسافر کو رخصت
ہے کہ رمضان مین روزہ نہ رکھے بعد کو قضا کرلے اور مقدور والا ہو تو
قضا بھی نہ رکھے بلکہ روزے پیچھے ایک محتاج کا پیٹ بھر دے اور روزہ
قضا بھی رکھے اور محتاج کا پیٹ بھی بھر دے تو نورٌ علیٰ نور کہ روزہ کے
بدلے روزہ ہوا اور فضیلت رمضان جو فوت ہو گئی تھی اسکی تلافی کے
لئے محتاج کا پیٹ بھر دیا اگرچہ مقدور والون کو قضا کے بدلے فدیہ دینے
کا اختیار دیا گیا ہے مگر ان کو بھی روزہ رکھنا چاہیئے تاکہ لوگ روزہ
سے بچنے کے بہانے نہ ڈھونڈہین ۱۲

جناب من ہر مسلمان مکلف پر فرضیت روزہ مسلم رخصت قضا

مریض ومسافر مین کسی کا خلاف نہین صرف مضمون مابعد مین تامل
ہے اگر مریض ومسافر سے چسپان کیا جاے اور ظاہر عبارت فائدہ کی
اسی کو مقتضی ہے تو خلاصہ یہہ ہوگا مریض ومسافر اگر اہل مقدور سے
ہین تو قضا روزہ کے بدلے فی یوم ایک مسکین کو کھانا کھلا دین پھر روزہ
رکھنا امر اختیاری ہے ضروری نہین یعنے نور علی نور کا مرتبہ ہے اب مطلب
کلام اللہ شریف یا تو اسطرح پر بیان فرمائیگا - خداوند عالم نے اپنے فضل
وکرم سے مسافر ومریض کو صرف قضا روزہ کی رخصت عنایت فرمائی
کیونکہ (فعدۃ من ایام اخر) سے فقط ایام متعینہ کی تاخیر سمجھ مین آتی
ہے پھر اہل مقدور کو بجاے روزہ فدیہ کا بھی حکم عنایت ہوا یعنے دونون
باتون کا اختیار دیا گیا چاہے قضا روزہ رکھ لین چاہے ایک مسکین کو
کھانا کھلادین -
یا اس طرح سے ادا کیجیگا کہ اللہ جلشانہ نے ابتدا ہی مین مسافر ومریض کی دو قسمین
تجویز فرما کر غریبون کو تو تاخیر روزہ کی اجازت فرمائی اور امیرون کو دونون
باتون کا اختیار دیا اگر یہی مطلب ہے تو فائدہ وترجمہ جناب مین کچھ خلاف
نہین ہے بلکہ ایک دوسرے کا ممد ومعاون ہے اگرچہ ترجمہ مین فی الجملہ

گنجایش تھی مگر فائدہ نے اسکو بھی اپنے ہی صورت پہنا دی۔ فقط
حضرات سلف صالحین رحمہم اللہ سے لیکر آجتک بجز آنجناب کوئی ان معنے
کا قایل نہین ہوا مقام بیشک مختلف فیہ ہے تاہم کسی نے حکم فدیہ کو مسافر
و مریض کے ساتھ اس طرح پر خاص نہین مانا اور اگر مضمون مابعد کو مسافر و
مریض سے چسپان نہ کیا جاے بلکہ عام طور پر لیا جاے تو مطلب یہہ ہوگا
امیرون کو فدیہ دینے کا اختیار دیا گیا مسافر ہون یا مقیم مریض ہون یا
صحیح مگر لفظ قضا جا بجا فائدہ مین ان معنے کے خلاف ہے کیونکہ صحیح مقیم کو دیدہ
و دانستہ کسی حال مین روزہ قضا کرنے کی رخصت نہین شاید آپکے نزدیک
ہو تبھی اسکا علم نہین ان معنے کو بھی کسی نے نہین لیا بنا برعلیہ چند امور تحقیق
طلب بمندرجہ ذیل ارسال خدمت ہین جو تحقیق آپکے نزدیک حق او صحیح
ترجمہ و مطلب جناب ہی نے بہت جلد نیاز مند کے پاس مفصل تحریر فرما کر
ارسال فرما دیجئے۔ (۱) کتب علیکم الصیام سے کون سے روزے
مراد ہین۔

(۲) لفظ کما سے کس بات مین تشبیہ ہے۔

(۳) من قبلکم سے کون مراد ہین۔

(۴) شروع رکوع سے لیکر ولعلکم تشکرون تک جسقدر آتیین ہین پے درپے نازل ہوئی ہین یا وقتاً فوقتاً۔

(۵) پھر آپس مین ناسخ منسوخ ہین یا نہین۔

(۶) وعلی الذین یطیقونه فدیة طعام مسکین سے صرف مسافر و مریض ہی مستفید ہوسکتی ہین یا اور بھی۔

(۷) ومن کان منکم مریضا اوعلی سفر فعدة من ایام کے مکرر لانے مین کیا بھید ہے۔

(۸) بموجب خلاصہ فائدہ مختار جمہور کا کیا جواب ہوگا۔

(۹) وعلی الذین یطیقونه الخ سے سرسیّد احمد خان بہادر نے جو معنے لئے ہین انکی تردید کس طرح پر فرمائی ہے۔

(۱۰) شھر رمضان ترکیب مین کیا واقع ہے۔

باعث عریضہ خلوص نیتی ہی تصور فرمائی جاے مین تمام ترجمہ کو اسی تدقیق سے دیکھونگا اگر آیندہ کوئی شک و شبہہ پیش آیا تو اسی طرح تکلیف گوارا کرنے پڑیگی۔ فقط والسّلام جواب کا امیدوار خاکسار قدیم گل محمد خان عفی عنہ از قصبہ منگلور ضلع سہارنپور محلہ قلعہ۔ ۱۹ جون ۱۸۹۷ء

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپکا خط مورخہ ۱۹ جون پہنچا اسکو پڑھکر طبیعت نہایت محظوظ ہوئی کہ بفضلہٖ خیر ایک صاحب تو ہین جنکو کلام آلہی کا ورد ہے اور انکو خدا نے فہم قرآن کا سلیقہ بھی دیا ہے آپکے سوالات تفصیلی جواب چاہتے ہین اور نہ صرف جواب بلکہ انکا ماخذ بھی ترجمہ کرتے وقت یہہ خدشات گذرے تھے اور بقدر استطاعت چھان بین بھی کیگئی تھی آپکے جوابات دیتے وقت مین اپنے ترجمہ کا ماخذ لکھونگا انشاء اللہ تعالیٰ اسی ہفتہ کے اندر اندر جواب تفصیلی پہونچیگا استعجال نفرمائیگا اور اسی تدقیق سے ترجمہ ملاحظہ فرماتے رہے اگر آپ مجھکو میری کسی غلطی پر متنبہ کرینگے تو مین نہایت ممنون ہونگا والسلام۔ خاکسار نذیر احمد۔ ۳ جولائی ۱۸۹۷ء

۸۶

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

اس سے پہلے مین ایک کارڈ آپکے خدمت مین روانہ کرچکا ہون غالباً

آپ اس تفصیل کے جسکا کارڈ مین وعدہ کیا گیا تھا منتظر ہونگے اشتداد
گرما کے وجہہ سے شاید دو تین روز کا توقف بھی ہو گیا ہے معاف [illegible]
آپکے جوابات کے لئے مین نے مکرر بہت سی کتابون کے ورق گردانی
اور کرائی اور اگر ایسا نکرتا تو کلموا الناس علی قدر عقولھم کا عامل ہوتا
جوابات کا پرچا اس خط مین منسلک ہے اور اس سے مجھکو امید [illegible]
کہ آپ ان جوابات کو نہ بنظر مباحثہ دیکھینگے بلکہ بنظر تحقیق و احقاق [illegible]
مباحثہ مین تو اکثر فریقین کو اپنے اپنے بات کی پچ پڑجاتی ہے اور [illegible]
فیصل نہین نکلتا آپ اس بات کو مجھسے بہتر جانتے اور سمجھتے [illegible]
مبحوث عنہا کا لفظ لفظ اور جملہ جملہ مختلف فیہ ہے تو با این کثرت [illegible]
اگر ہم کلیتہ کسی ایک مفسر کی پیروی کرین یا ایک بات مین ایک کی اور
دوسری مین دوسرے کی تو ہم پر یہہ اعتراض نہین وارد ہوگا [illegible]
سلف سے علیحدہ ہو کر ایک نیا مسئلہ ایجاد کیا پہلی بات یہہ ہے [illegible]
فایدہ کو اس نظر سے نہ دیکھیے کہ وہ مترجم کا متفرع کیا ہوا مسئلہ ہے
بلکہ مترجم نے اپنے سمجھہ کے مطابق منطوق قرآنی کو اپنے عبارت [illegible]
مسلسل ادا کر دیا ہے دوسری بات یہہ ہے کہ صوم و فدیہ تکلیف [illegible]

دونون ہین لیکن صوم تکلیف محض ہے اور فدیہ تکلیف تو ہے مگر اسمین
ایک پہلو ایصال منفعت الی المساکین کا بھی ہے اور یہی وہ پہلو ہے
کہ جسکو شارع نے مختلف پیرایون مین ملحوظ و مرعی رکھا ہے قوم کبھی مساکین
سے خالی نہین ہوئی اور نہ اب ہے اور نہ آیندہ کبھی ہوگی تو ہم کو یہ بات
پیش نظر رکھنے چاہیے کہ شارع کا کوئی فعل اور قول اس رعایت اور
مصلحت کے خلاف نہو ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ
اختلافا کثیرا یہہ ہے وہ خاص بات جو ہمکو ترجمہ کی ایک شان
خاص اختیار کرنے کی داعی ہوئی اگر ہم فدیہ کو بالکل اڑا دین تو ایک
بڑی مصلحت قومی فوت ہوتی ہے اور وہ یقیناً مقصود شارع کے
خلاف ہے اور جن لوگون نے فدیۃ سے فدیۃ الفطر مراد لیا ہے گو ہم کو
ان سے اتفاق نہین لیکن اتنا تو معلوم ہوتا ہے کہ انکا ذہن بھی اسطرف
منتقل ہوا کما صرح بہ المولوی شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فی الفایدۃ
التی علی هامش ترجمتہ - جناب من اب مسلمانون مین افلاس
کثرت سے شایع ہوگیا ہے اور مفالیس اور مساکین بہت ہین باب فدیۃ
کو جہان تک الفاظ قرآنی مساعد ہون اور اہل علم بھی اسطرف گئے ہون

وسیع ہونے دیجئے وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ اگرچہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ از خود ترجمہ کو تمام ہادیکھینگے لیکن میری درخواست یہہ ہے کہ مہربانی فرماکر ذرا جلدی کیجئے کیونکہ لوگ حمایل کے متقاضی ہین اورمینے سامان جمع کرنا شروع کردیا ہے۔ والسّلام

۱۳؍ جولائی ۱۸۹۷ء خاکسار نذیر احمد

جوابات نمبر ۱

(۱) مفسرین نے اسمین اختلاف کیا ہے مگر سیاق قرآن سے انہین کا قول صحیح معلوم ہوتا ہے جو کہتے ہین کہ اس سے یہی رمضان کے روزے رکھنے مراد ہین جنکو پہلے ایاما معدودت سے پھر شھر رمضان سے کھولدیا ہے اور اسطرح کے بیان سے مکلفین کو اس فعل کا ہلکا کرد کھانا مقصود ہے جسکی انکو تکلیف دیگئی ہے جیسا کہ اسالیب کلام مین پایا جاتا ہے۔

(۲) اسمین بھی مفسرین کا اختلاف ہے مگر لفظ کما کتب کا ظاہر اور دیگر دلائل جمہور ہی کی تائید کرتے ہین کہ تشبیہ فقط نفس صوم اور

اصل وجوب مین ہے نہ کہ اسکے وقت اور قدر مین۔

(۳) الذین من قبلکم سے امم سابقہ مراد ہین جنمین یہود ونصاریٰ بھی داخل ہین کیونکہ اگر یہہ ان مین داخل نہون تو تشبیہہ سے جو اصل مقصود ہے یعنے ایک کام کو عام تبلاکر اسکو انکی نظرون مین سہل کر دکھانا یہ پورے طور پر حاصل نہو گا مثل مشہور ہے مرگ انبوہ جشنے دارد۔

(۴) اسمین شک نہین کہ قرآن مجید وقتاً فوقتاً نازل ہوتا رہا ہے اور اسکی ایک حکمت تو خود قرآن ہی مین مذکور ہے لنثبت بہ فوادک کہ مخالفین کے اعتراضات جو وقتاً فوقتاً ہوتے رہتے تھے انکے جواب خدا نے قرآن مین دیے جس سے پیغمبر خدا و مسلمانون کی تسکین خاطر ہوتی تھی۔ دوم لوگون پر احکام کا یکبارگی بوجھہ ڈالنا خصوصاً عرب جیسے آزاد اور وحشی قوم پر خلاف مصلحت تھا اسلیئے احکام مختلف وقتون مین انکے حالت کے مناسب نازل ہوتی رہے مگر پیغمبر خدا صلعم کے حکم سے آیات کو انکے موقع مناسب مین درج کرنیکا حکم فرماتے جس سے نظم کلام اور اسکا ارتباط سلسلہ وار معلوم ہوا اس سے سیاق کا لحاظ ضروری معلوم ہوتا ہے ان آیات مین بھی کہہ سکتے ہین کہ وقتاً فوقتاً

نازل ہوئین مگر چونکہ اختلاف بہت ہے اسلیئے جزماً نہین کہہ سکتے بہرصورت
نظم کلام اور سیاق عبارت کو جہان تک ممکن ہو مد نظر رکھنا چاہیئے۔

(۵) اسمین بھی مفسرین کا اختلاف ہے مگر جب تک آیات مین صریح
تخالف نہو اور شارع سے انکے نسخ کی کوئی صریح دلیل بھی نہو اور نہ انکے
الفاظ مین کوئی دلالت نسخ پر ہو اور مفسرین بھی انکے نسخ پر متفق نہون
تو ایسی صورت مین نسخ کے طرف جانا بہتر بلکہ جایز نہو گا کما قال
جیسا کہ کہا ہے
فی الکبیر و معلوم ان النسخ کلما کان اقل کان اولی فکان المصیر
تفسیر کبیر مین۔ معلوم ہے کہ نسخ جہانتک کم ہوگا بہتر ہے۔ پس رجوع کرنا
الی اثبات النسخ من غیر ان یکون فی اللفظ ما یدل علیہ غیر
طرف اثبات نسخ کے بدون اسکے کہ لفظ مین وہ امر ہو کہ جو اوسپر دلالت کرے
جایز پس تخییر بحق مرضی او مسافرین جیسا کہ بعض مفسرین کا قول ہے
جایز نہین ہے۔
اور سیاق عبارت بھی اسیکا مقتضی ہے یا بحق اصحا مقیمین جیسا کہ جمہور
کہتے ہین بہرصورت اس تخییر کو فمن شہد الخ سے منسوخ کر کے
کہنا یرید اللہ بکم الیسر الخ خلاف مقام و سیاق کلام ہے کما سیاتی
غرض جو لوگ انمین ناسخ منسوخ نہین بتاتے اونہین کا قول راجح
معلوم ہوتا ہے واللعلم عند اللہ۔

(۶) علی الذین یطیقونہ تو مرضی اور مسافرین کے حق مین ہے

جیسا کہ سیاق و سباق عبارت مقتضی ہے تو مسافر اور مریض ہی مستفید ہو سکتے ہین مگر بعض سلف نے شیخ ہرم اور مرضعہ اور حبلی کو مریضون مین داخل کیا ہے جیسا کہ امام حسن بصری نے کہا ہے ای مرض اشد من الحمل
حمل سے بڑھکر کون مرض ہے
اور بعض نے بطیقونہ کا مصداق انہین کو ٹھہرایا ہے بہر صورت یہہ بھی مستفید ہو سکتے ہین باقی رہا یہ امر کہ یہہ قضا کرین یا نہ کرین اسمین بھی اختلاف ہے کما سیاتی۔

(۷) بیشک مکرر ہے وفائدۃ التکریر التقریر للحکم الاول لیلا
فائدہ تکرار کا حکم اول کو ثابت کرتا ہے تا کہ
یظن احد ان الحکم الاول منسوخ بقولہ فمن شھد الخ فقرہ
کوئی یہہ نہ خیال کرے کہ حکم اول فمن شھد الخ سے منسوخ ہے۔
بالتکریر واثبتہ ہان یہہ گمان جاتا ہے کہ یہان اون مسافرون و
تکرار سے اسکو برقرار و ثابت رکھا۔ پس
مریضون کا ذکر نہین فرمایا جو مطیقین ہین شاید اس سے وہ حکم تخییر اور فدیہ منسوخ ہوگیا ہو سو اول تو تکریر سے فقط نسخ حکم کے وہم کا رفع کرنا مقصود ہے نہ ذکر اقسام محکوم لہم دوم اس ظن کو یرید اللہ
اللہ تمہیر آسانی و
بکم الیسر ولا یرید بکم العسر دفع کرتا ہے اس لئے کہ جس یسر
چاہتا ہے تمپر سختی کا ارادہ نہین کرتا
تخییر منسوخ کرکے ایک قسم کی تضیق کر دیجاے اسکی منت نہین رکھی جاتی اسلئے ابو مسلم اصفہانی اور اصم جو بڑے مفسرین ہین حکم تخییر کو بحق مرضی

اور مسافرین بحال رکھتے ہین اور منسوخ ہونیکو خلاف یسر بلکہ موجب عسر
بتلاتے ہین کما فی الکبیر۔

(۸) وجہ مذکورہ بالا ہی مختار جمہور کو اختیار نہ کرنے کی باعث ہوئی

(۹) سرسید کے ہم مقلد نہین ہین اور نہ تفسیر قرآن مین ہم انکو مستند سمجھتے
ہین اسلیئے ہمنے ترجمہ کے وقت انکی تفسیر کو دیکھا تک نہین تاویل معجزات
اور بہت سے احکام مین انہون نے سخت غلطی کھائی ہے۔

(۱۰) شہر رمضان مبتدا محذوف کی خبر ہے اور الذی اسکی صفت
ای هی شهر رمضان الذی انزل القران فی ایجاب صومه والله
تعالی اعلم۔

(۱۱) اس نمبر پر آپکا کوئی سوال نہین ہے لیکن خط مین یہہ الفاظ
ہین مقام بشیک مختلف فیہ ہے۔

تاہم کسی نے حکم فدیہ کو مسافر و مریض کے ساتھ اس طرح پر خاص نہین مانا
اسواسطے ہم نے اپنے طرف سے اسکا بھی ایک سوال قایم کرلیا ہے اسکے جواب
مین ذیل کے عبارتین نقل کرتے ہین استدل بالایۃ علی
اس آیت سے دلیل قایم کی گئی ہے کہ مسافر اور
ان المسافر والمریض یفدیان ولا یقضیان اخذا من
مریض دونون فدیہ دین اور قضا نکرین

عموم اللفظ ۱۲ تفسیر اکلیل للسیوطی -

عموم لفظ کے اعتبار سے

فتح الباری مین قضاء مریض کے بحث مین لکھا ہے ومن قال

جن لوگون نے کہا کہ

بالاطعام ابن عمر لکنہ بالغ فی ذلک فقال یطعم ولا یصوم

دینے کو کہا ہے انہین ابن عمر ہین لیکن انہون نے اسمین مبالغہ کیا ہے پس کہا ہے کہ کہانا ہی دے اور روزہ نہ رکھے

فتح البیان مین ہے عن ابن عباس بسند صحیح انہ قال لام

ابن عباس سے سند صحیح کے ساتھ روایت ہے اونہون نے اپنی ایک ام

ولدلہ حامل او مرضعۃ انت بمنزلۃ الذین لا یطیقون الصوم

ولد حاملہ یا دودہ پلانے والی لونڈی کو کہا تو اون لوگون مین سے ہے جو روزہ کے طاقت نہین رکھتے

علیک الطعام لا قضاء علیک

تجھپر کھانا دینا لازم ہے تجھپر قضا نہین ہے -

اور تفسیر ابن کثیر مین ہے ومما یلتحق بهذا المعنی الحامل والمرضع

اس معنے مین حاملہ و مرضعہ ملے ہوئے ہین جب یہ دونون اپنے جان پر یا اپنے

اذا خافتا علی انفسهما او ولدیهما ففیهما خلاف کثیر

بچے پر خوف کرین پس انمین بھی علما مین بہت خلاف ہے بعض نے کہا ہے کہ

بین العلماء فمنهم من قال یفطران ویفدیان ویقضیان

یہ دونون افطار کرین اور فدیہ دین اور قضا بھی کرین -

وقیل یفدیان فقط ولا قضاء وقیل یجب القضاء بلا

اور بعض نے کہا فقط فدیہ ہی دین قضا نہین ہے - اور بعض نے کہا بلا فدیہ کے قضا واجب ہے

فدیۃ وقیل یفطران ولا فدیۃ ولا قضاء ۱۲

اور بعض نے کہا افطار کرین نہ فدیہ ہے اور نہ قضا ہے

اور امام ابو مسلم اصفہانی اور اصم جو تخییر بحق مسافر و مریض کو بحال رکھتے ہین اور منسوخ ہونیکو موجب عسر بتلاتے ہین انکا مسلک بھی ہمارے مطابق معلوم ہوتا ہے والعلم عند اللہ تعالیٰ رہے صحیح مقیم مین انکو ہر گز روزے سے معاف نہین سمجھتا گو وہ کتنا ہی مقدور کیون نہ رکھتے ہون -

ایک بات ہے جس کا نہ آپنے خط مین مذکور کیا اور نہ سوالات مین یعنی

یعنے
کیف یجوز ارجاع الضمیر المذکر المنصوب فی یطیقونہ
یطیقونہ مین جو ضمیر مذکر منصوب ہے اوسکو فدیہ کے طرف پھیرنا کیونکر جایز ہوگا۔
الی الفدیۃ مع انہ موخر و مونث فجوابہ انہ لما کان
توجواب اوسکا یہ ہے کہ جبکہ
باوجودیکہ وہ موخر و مونث ہے۔
طعام مسکین بدلا من فدیۃ ولفظہ مذکر و مقدم رتبۃ
طعام مسکین فدیہ سے بدل ہے اور اسکا لفظ مذکر ہے اور مبتدا ہونیکے سبب سے رتبہ مقدم ہے
لکونہ مبتداء لا یمکن الایراد بارجاع الضمیر المذکر الی المونث
تو اس ضمیر مذکر کے مونث لفظ کے طرف جو متاخر ہے پھیرنے مین کوئی اعتراض نہین ہے
اللفظ المتاخر و قد ذهب الیہ المولوی شاہ ولی اللہ الدہلوی
اور شاہ ولی اللہ دہلوی بھی اسی آیت کے
ایضا فی فائدۃ علی هذہ الایہ واللہ اعلم بالصواب
فائدہ مین اس طرف گئے ہین۔

مولانا صاحب دام مجدکم

السلام علیکم۔ مین مشکور ہون۔ ۱۵ جولائی ۱۸۹۷ء کو رجسٹری وصول کر کے ایک خاص کام مین مشغول ہوگیا تھا معاف فرمائی ترجمہ دیکھنے وقت میرے آپکے درمیان جو گفتگو آوے بحث مباحثہ نہ خیال فرمائی جاوے بلکہ اوسمین صاف صاف معاملات اسلامی طے ہونگے کسی بات مین رو رعایت نہوگی غرض نفسی کو ذرا دخل نہونا چاہیئے بموجب تحریک گرامی ترجمہ دیکھنے مین زیادہ وقت صرف کرونگا اطمینان

رکھے کمترین عنقریب عریضہ مفصلہ ارسال خدمت شریف کریگا فقط اطلاعاً عرض کیا۔

احقر العباد گل محمد خان از قصبہ منگلور ضلع سہارنپور محلہ قلعہ

۲۵ ماہ و سنہ مذکور۔

مطابق ۲۴ صفر سنہ ۱۳۱۵ ھج

عنوان

فدیہ اور اسکی تحقیق

اظہار ما فی الضمیر

مکرمی بندہ جناب مولانا صاحب دام مجدکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آنجناب ضرور اس عریضہ مفصلہ کے منتظر ہونگے جس کے بارہ مین اطلاعی پوسٹ کارڈ ارسال خدمت شریف کیا گیا تھا اور اسکا بھی یقین ہو گیا ہو گا کہ مین جھگڑالو نہین اور نہ ایسا کہ تحقیق حق سے باز رہون

جو حضرات نسخ فدیہ کے قایل نہین اور کتب علیکم الصیام سے روزے
فرضی اور ایاما معدودات سے شہر رمضان ہی مراد لیتے ہین انکو
صرف ومن کان مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر ہی نہین بلکہ
فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ بھی ضرور مکرر ماننا ہوگا اختلاف
اقوال فی الحقیقت اپنے اپنے دلائل وسمجھ کا نتیجہ ہی ہین یہہ نہین کہہ سکتا
اور خدا نہ کھلوائے کہ اسکا باعث ضد وانانیت ہی نہین ہرگز نہین بلکہ
خالصاً للہ سمجھنا چاہیئے سو بعض اختلاف تو اس موقع پر ایسے ہین کہ
جنمین اب گفتگو وفکر کرنے سے کوئی فائدہ عملی نہین منصور ہوگا مثلاً
ایاما معدودات سے ایام بیض ویوم عاشورہ مراد لو یا نہ لو ابتدا مین
روزے مانو یا نہ مانو اب بالاتفاق رمضان شریف کے روزے فرض ہین
ہان اختلاف متعلق فدیہ ضرور قابل غور ہے فمن شہد منکم الشہر
فلیصمہ کے ناسخ فدیہ ہونے کو قول ضعیف ومرجوح نہین سمجھنا چاہیئے
بلکہ یہہ بھی ایسے دلایل پر مبنی ہے کہ جنکا خلاف بہت ہی مشکل ہے
ابتدا اسلام کی عموماً آسانی جو قائلین قول مذکور یعنے جمہور نے مانی ہے
گو انکو کسی ذریعہ سے پہونچے وہ واقع مین ہوئی ہے یا نہین اگر

ہوئی ہے تو ضرور اسکا نسخ ماننا ہوگا کیونکہ اب فدیہ علی العموم کسی کے
نزدیک جائز نہین اور اگر نہین ہوئی تو فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ
ومن کان مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر کے مکرر لانے کی کیا
ضرورت تھی کہ جسکی وجہ سے خواہ نخواہ نسخ وعدم نسخ کا قضیہ پیش آیا
اور آخر کار دو فریق بن گئے جس طرح ومن کان منکم مریضا او علی
سفر فعدۃ من ایام اخر کے مکرر ہونے کے فریقین نے وجوہ بیان کی ہی
اسی طرح فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ کی بہی وجہ ضرور ہونی چاہیئے
ورنہ قول الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ کی صریح مخالفت ہوگی یہہ تو ظاہر
حکیم کا قول حکمت سے خالی نہین ہوتا
ہے کہ لئلا یظن احد ان الحکم الاول منسوخ۔
تاکہ کوئی یہ نہ گمان کرے کہ فمن شھد سے حکم اول منسوخ ہے
بقولہ فمن شھد الخ تو وجہہ تکرار تو ہو نہین سکتی کیونکہ اس سے پہلے
کوئی عبارت نظم قرآن مین ایسی نہین کہ جسکو لئلا یظن احد ان الحکم
الاول منسوخ سے تعبیر کرکے فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ کو اسکا
دفعیہ گردانا جاوے تاکہ حکم اول بدستور باقی رہے اور فائدہ التکریر
التقریر کا تو اسی وقت نتیجہ نکل سکتا ہے کہ جب اصل حکم مین انکار ہو
یا نسخ کا احتمال اور یہہ دونون باتین نہین کیونکہ کتب علیکم الصیام وایاما

معدودات او فدیة طعام مسکین کا مکلفین مین سے کوئی منکر نہین
ہوا اور نہ فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ سے پہلے کوئی ایسا مضمون
کہ جسکی وجہہ سے نسخ کا احتمال ہو اگر احتمال ہے تو یہہ ہے کہ کتب
علیکم الصیام سے نفلی روزہ اور ایاما معدودات سے ایام بیض
ویوم عاشورہ اور فدیة طعام مسکین سے عام مکلفین یا خاص
خاص جیسے کہ اختلاف ہوئی ہین پس خداوند عالم نے فمن شہد
منکم الشہر فلیصمہ ومن کان مریضا او علی سفر فعدة من ایام اخر
مضمون ماسبق کو مکرر بیان فرماکر ان معنے کو معین و مقرر فرمادیا جو مقصود
تھے یعنے روزون سے فرضی روزے اور ایاما معدودات سے شہر
رمضان اور فدیة طعام مسکین سے صرف مسافر و مریض ہی مراد
ہین اور نہین اور اگر یہی وجہہ تکرار ہے تو اس طرح پر ادا ہونی چاہیئے
وفائدة التکریر التعین او التقریر للحکم الاول لیلا یظن
اور فائدہ تکرار کا حکم اول کو تعین اور ثابت کرنا ہے تاکہ کوئی یہ نہ گمان کرے
احد ان الحکم الاول محتمل کذا وکذا فتعینہ تعالے بالتکریر
کہ حکم اول ایسا ایسا محتمل ہے پس اللہ تعالی نے اوسکو تکرار سے متعین اور قصدًا ثابت کیا
وقررہ بہ قصدا او من کان مریضا او علی سفر فعدة من ایام اخر
کے تکرار سے مسافر و مریض کے ساتھہ فدیہ خاص نہین ہوسکتا تا وقتیکہ

حکم اول مین یہہ نہ ثابت ہوجاسے کہ فدیہ مسافر و مریض ہی کے بارہ
مین نازل ہوا ہے یا کلام ثانی مین صریح مسافر و مریض کے ساتھہ مذکور
ہوا اور یہہ ثابت نہین کیونکہ اول مین احتمالات مذکورہ ہین اور ثانی مین
کہین فدیہ کا ذکر تک نہین صریح تو کیا جب اول مین احتمال اور ثانی
مین اسکا ذکر نہین تو وہ کونسی بات ہے کہ جسنے حکم فدیہ کو بیمار و مسافر
کے ساتھہ خاص کر دیا اور خواہ نخواہ بلا ثبوت حکم فدیہ کو غیر محتمل مان لیا
جب تک قبل از تکرار یہہ ثابت نہوگا کہ فدیہ مسافر و مریض ہی کے ساتھہ
خاص ہے اور یکے نہین تو یہہ جواب بھی درست نہوگا کہ تکریر سے نسخ
حکم کے وہم کا رفع کرنا مقصود ہے نہ ذکر اقسام محکوم لہم یہہ تو فی الحقیقت
بعد کا مرتبہ ہے ہان ومعلوم ان النسخ کلما کان اقل کان اولی
اور معلوم ہے کہ نسخ جتنا ہی کم ہوگا بہتر ہوگا پس اثبات نسخ کی
فکان المصیر الی اثبات النسخ من غیر ان یکون فی اللفظ ما ید ل
طرف بدون اسکے رجوع کرنا کہ لفظ مین وہ ہو کہ اوسپر دلالت کرے ہرگز جایز نہین ١٢
علیہ غیر جایز البتہ ایسا کلیہ ہے کہ جسکی رعایت بہت ہی ضروری
ہے یہی وجہہ ہے کہ بعض حضرات رہنے حکم فدیہ مین صور عدم نسخ
کو اختیار کیا ہے بیشک کلیہ مذکورہ حتی الامکان اسی امر کا متقاضی
ہوگا کہ احتمالات عدم نسخ مین سے کسیکو اختیار کیا جاسے نہ اس بات

کا کہ فدیہ سے خاص مسافر و مریض ہی مراد ہین اور نہین اسکا جواب اس
طرح پر بیان کیا گیا ہے کہ احتمال عام تو یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید
بکم العسر سے دفع ہوگیا اسلئے کہ جس سے تخییر منسوخ کرکے ایک
قسم کی تضییق کردیجاے اسکی منت نہین رکھی جاتی اور باقی احتمالات
ایصال منفعت الی المساکین سے اس صورت مین باعتبار تحقق افراد
کثیرہ نفع رسانی الی المساکین زیادہ ہے بہ نسبت اور صور کے یہہ وہ خاص
بات ہے کہ جسکو شارع نے جابجا مختلف پیرایونمین ملحوظ و مرعی رکھا ہے
یہ تو سب کچھ ہوا اسکی تو بہت کچھ رعایت کیگئی اور طرح طرح کے بیل بوٹے
لگائے گئے مگر اسکی وجہ سے جو استحالہ لازم آتا ہے اسکے طرف ذرا بھی
توجہ نفرمائی وہ کیا خلاف ارادہ باری ہے اس اجمال کی تفصیل اس طرح
پر ملاحظ فرمایئے ومن کان منکم مریضا او علی سفر فعدۃ من
ایام اخر کو بلا خلاف سب نے مکرر مانا ہے مگر جو حضرات نسخ فدیہ کے
قایل نہین اونمین سے بعض رحمہم اللہ نے فدیۃ طعام مسکین
کو بھی اسمین داخل کیا اور مکرر مانا اونکو بھی نہین بلکہ فمن شھد منکم
الشھر فلیصمہ سے کتب علیکم الصیام وایاما معدودات کو بھی

ضرور مکرر ماننا ہوگا کیونکہ کتب علیکم الصیام سے روزے فرضی اور ایاما معدودات سے شہر رمضان مراد لی رکھی ہے اور یہی فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ مین ہے جب حکم اول تمامہ فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ ومن کان مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر سے مکرر بیان فرمایا گیا اور اوسکی وجہہ بھی معلوم ہوگی تو اسی طرح فائدۃ التکریر التعین۔یا۔التقریر بھی ضروری ہے یعنے بالکل احتمالات کلام اول کا اوٹھ جانا اور یہہ حاصل نہین بالکل اوٹھنا تو بجای خود رہا یہان دو چار ہی صاحب ہین جو مطلب اصلی پر پہونچے باقی خیر جب یہہ حال ہے تو پھر فائدۃ التکریر التقریر کہان فائدۃ التکریر التقریر کا تو یہی مطلب ہے کہ جس غرض سے کلام اول کو مکرر بیان فرمایا گیا ہے پھر اسمین کسی طرحکا شک شبہہ باقی نہ رہے ورنہ نعوذ باللہ من ذلک یہہ بات لازم آویگی کہ خداوند کریم نے قصداً احتمالات کلمات سابق کو بہ تکرار مضمون ماسبق بطریق احسن رفع فرمانا چاہا اور فرمایا مگر ایسی عبارت وطرز ادا میسر نہ آیا کہ جس سے منشا باری متعین ومقرر ہو جاتا اور جملہ احتمالات سابقہ من کل الوجوہ اوٹھکر ایک صورت خاص سمجھ مین آجاتی کیا یہہ ہوسکتا

ہے کہ جس بات کو خداوند کریم مقرر و معین فرماے اور خاص اسی غرض سے
اپنے کلام پاک کو دھرای اور پھر وہ غرض پوری نہو نہین ہرگز نہین یہہ
توصریح محال ہے کیونکہ اسمین خلاف ارادہ باری و مجبوری محض لازم
آتی ہے و تعالی اللہ عن ذالک علوا کبیرا بھی کیا درصورت تکرار مذکور
خدا اس سے برتر ہے
جسقدر صور بیان کیجاوینگے خواہ وجہہ تکرار متحد ہو یا مختلف سب کا یہی حال
ہوگا لہذا ہم مکلفین کو واجب بلکہ فرض ہے کہ جو معانی قرآن مستلزم محال یا
باعث نقصان ہون انسے پرہیز کرین اور وہ بات اختیار کرین کہ جسکا ہر پہلو
مصلحت آمیز و جملہ نقایص سے پاک ہو خاص کر ایسے موقع پر کہ جہان
اسقدر احتمالات موجود ہون بناء علیہ انکا تکرار مذکور الصدر ضروری
سمجھا گیا عموما نہین خصوصًا ورنہ انکار تو کسی طرح پر ہوسکتا ہے
مگر ہم کو وہی صورت اختیار کرنی چاہیئے کہ جسمین ہر ایک امر کی رعایت
ہو وہ کیا حکم فدیہ کو مکرر نہ مان کر صورت نسخ فدیہ کو اختیار کرنا علاوہ
اسکے تمام صورتین باعث شکوک و موجب ایراد ہین یعنے کوئی صورت
ایسی نہین کہ جسمین تکرار کا انکار ہو اور تمام رعایتین ملحوظ نظر رہین مثلاً
بالکل حکم اول کا مکرر نہ ماننا خلاف کلام آلہی و من کان مریضا او علی

سفر فعدۃ من ایام اخر لازم آویگا اور اگر فمن شهد منکم الشهر فلیصمہ
ناسخ کتب علیکم الصیام و ایاما معدودات و فدیۃ طعام مسکین
کہا جاوے تو ممکن ہے مگر کلیہ مذکورہ بالا کی کچھہ رعایت نہوگی باوجودیکہ
ہوسکتی تھی یا اس طرحپر انکا تکرار کیا جاوے کہ فمن شهد منکم الشهر
فلیصمہ سے صرف کتب علیکم الصیام و ایاما معدودات کا نسخ ہے
نہ فدیہ کا اول تو کلیہ کی کما ینبغی رعایت نہوئی حالانکہ گنجایش تھی علاوہ اسکی
ومن کان مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر کی وجہہ تکرار بیان کرنی
پڑیگی زیادہ سے زیادہ یہہ کہہ سکتے ہین کہ فمن شهد منکم الشهر فلیصمہ سے
نسخ کا احتمال ہوگیا تھا خداوند کریم نے اس احتمال کو ومن کان مریضا
او علی سفر فعدۃ من ایام اخر کو مکرر بیان فرماکر دفع فرمادیا اس پر
یہہ وارد ہوگا کہ یہہ احتمال فدیۃ طعام مسکین مین بھی تو تھا اگر خداوند
کریم کو حکم فدیہ بدستور باقی رکھنا منظور ہوتا تو ضرور فدیۃ طعام مسکین
کا صراحتًا تکرار کیا جانا یا اس طرحپر بیان فرمایا جاتا کہ فمن شهد منکم الشهر
فلیصمہ سے ہرگز نسخ کا احتمال نہوتا حالانکہ احتمال نسخ قوی ہے اسی وجہ
سے اکثر حضرات مفسرین و علماء معتبرین رحمهم اللہ علیهم اجمعین

نے صورت نسخ کو اختیار کیا یہہ تو اہل اسلام کے مسلمات مین سے ہے کہ خداوند
کریم نے جو احکامات بندون پر نازل فرمائی سراسر حکمت آمیز و مقتضی حال کے
موافق تھے اور زمانہ نزول احکام مین وقتاً فوقتاً کچھہ نہ کچھہ تغیر و تبدل
ہونا بھی یہی درجہ رکھتا ہے ورنہ ماننسخ من ایۃ او ننسہا نات بخیر
ہم کسی آیت کو منسوخ نہین کرتے یا نہین بھلاتے مگر اوس سے بہتر
منہا او مثلہا الم تعلم ان اللہ علی کل شئ قدیر صریح کلام اللہ شریف
یا ویسے ہی لے آتے ہین کیا تم نہین جانتے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے
کا خلاف لازم آویگا بموجب آیت شریفہ نسخ علی الاطلاق تو مکلفین کا اتفاق
ہونا چاہیئے ہی تھا مگر کلما کان اقل کان اولی کی تعمیل بھی ضروری معلوم
ہوتی ہے جیسا فدیۃ طعام مسکین کو بوجہہ استحالہ معلومہ و من کان
مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر کے ذیل مین مکرر نہین مانا گیا
تو ضرور بوجہہ مخالفت صریحہ فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ سے منسوخ
ماننا پڑا یا مخصوص تخصیص عام نہین ہو سکتی تا وقتیکہ خود آیات قرآنی
مخصوص نہون یا شارع سے اسکا بیان شافی نہوا ہو ورنہ تخصیص
بالرائے لازم آویگی ہمنے تمام کتب احادیث مستندہ صحیحہ کو چھان مارا
اور نظم قرآنی مین اپنی طاقت بشریہ کو ختم کردیا مگر بجز احتمال اسکا کہین
پتہ نہین چلا کہ فدیۃ طعام مسکین سے صریح شیخ ہرم و مرضعہ و حبلی

یا مثل انکے خاص خاص ہی اشخاص مراد ہین عام نہین اگر ہے تو بعض حضرات
مفسرین رح کی راے ہے الفاظ کلام مجید ہرگز اس تخصیص کی متقاضی نہین
علاوہ اسکے وجوہات تخصیص کو جو دیکھا گیا تو تماما مخدوش و خلاف
ظاہر ہے دیکھنے مین آئین اور اگر فمن شھد منکم الشھر فلیصمه سے
فقط کتب علیکم الصیام یا فقط ایاما معدودات کا نسخ مراد لیا جاے
تو بھی یہی دقتین پیش آوینگی باقی رہا یہ کہ تخییر منسوخ کرکے ایک قسم کی تضیق
کردیجاے اسکی منت نہین رکھی جاتی بیشک نہین رکھی جاتی جب وجوہات
سیہ تماما موجود ہون اور پھر سیہ بالکل وڑا دیا جاے یا کسی خاص قسم
پر حصر کردیا جاے مقام معلوم مین یہہ بات نہین بلکہ جب قائلین
نسخ فدیہ کی تمام تقریر پر غور کیا جاتا ہے تو کسی طرح سے یہہ شک نہین
پیدا ہوتا انکا یہہ بیان ہے کہ تاخیر روزہ بوجہہ سفر و مرض عنایت ہوئی
اور حکم فدیہ باعتبار تکلیف عام اور یہہ تکلیف ایک زمانہ محدود تک
ہی شروع شروع مین جب مسلمانون پر پے درپے پورے ایک مہینے
کے روزے فرض ہوے چونکہ پہلے سے روزہ رکھنے کے عادی نہین
تھے روزہ رکھنا انپر شاق گذرا یا گذرتا اور خداوند عالم کو بوجہہ مصالح

خاص اس فعل کا کرانا بسہولت مقصود تھا عموماً بذریعہ فدیہ اس مشقت
کا جبر فرما کر وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون کا اشتہار دیدیا
اگر تم جانو تو تمکو روزہ ہی رکھنا بہتر ہے
کہ مکلفین بوجہ تخییر روزہ رکھین اور عادت پذیر ہوکر مقصد اصلی پر پہونچین
مگر جب مکلفین روزہ رکھتے رکھتے روزہ سے مانوس ہونے لگے جسقدر
انسیت ہوتی گئی اسیقدر گرانی دفع ہوتی رہی رفتہ رفتہ اس مرتبہ
پر پہنچگئے کہ جسمین بخوشی اصل تکلیف کی برداشت کرسکین تو اللہ
جلشانہ نے فمن شهد منکم الشهر فلیصمه سے وہی اصلی بات
جب رمضان کا مہینہ آوے تو تم روزہ رکھو
انکے ذمہ لگادی تاکہ الصوم لی وانا اجزی به و دیگر فوائد صوم
روزہ میرے لئے ہے اور مین اسکی جزا دونگا
سے محروم نہ رہین۔

اس تقریر سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ جس یسر سے تنگی فرمائی اسکی
منت نہین رکھی اور نہ درحقیقت وہ تنگی ہی کیونکہ اس یسر کا نسخ
جب ہوا ہے کہ پہلے اس کے مقابلہ کا عسر جاتا رہا تضییق اسی وقت
ہوتی کہ عسر نہ جاتا اور اسکے مقابلہ کا یسر منسوخ ہوجاتا اور جس یسر
مین منت نہی ہوئی اسمین تنگی نہین فرمائی یرید اللہ بکم الیسر ولا
یرید بکم العسر تو مرضی و مسافرین کے ساتھ ہے یعنے ای مکلفین

جب تمکو سفر و مرض پیش آوے تو تمہارے لئے اذن ہی چاہے روزہ ادا رکھو چاہے فدیہ دو، خداوند کریم تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ رکھتا ہے گرانی کا نہین غرض کہ جب فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ ومن کان مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر سے قطع نظر کیجائے تو جسقدر احتمالات وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین مین حضرات مفسرین و علماء مترجمین رحمہم اللہ اجمعین نے بیان فرمائے ہین تمام ہادرجہ امکان رکھتے ہین راجح مرجوح ہونا دوسری بات ہے اور اگر فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ الخ کو کلام اول کے ساتھ ملایا جاوے اور اول سے آخر تک بخوبی غور کیا جاوے تو احتمال مرضی و مسافرین سب سے زیادہ ضعیف بلکہ بالکل خلاف مصلحت معلوم ہوتا ہے اسلیئے کہ اگر صورت مذکورہ کو لیا اور بسبب یسر مرض و سفر ہی کو کیا اور پھر فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ سے منسوخ فرمایا تو یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر کے خلاف ہے کیونکہ اسمین صراحتاً منت نہین ہے حالانکہ یہ بات مانی ہوئی ہے کہ جس یسر سے تخییر منسوخ کر کے ایک قسم کی تضییق کر دیجای اسکی منت نہین رکھی جاتی اور اگر حکم فدیہ

کو منسوخ نہ مانا جاوے بلکہ فمن شهد الخ کو تکرار حکم اول کہا جاوے
اور غرض اس تکرار سے تعین وتقرر حکم اول ہی ہو تو وہ مضمون استحالہ کہ
جسکی نسبت پہلے بیان ہو چکا ہے لازم آویگا یہہ ایک ایسی بات ہے
کہ ہمکو اس سے اتنی دور رہونا چاہیئے کہ بالکل ہماری نظرون سے غایب
ہو جاوے اور ایسی معنے اختیار کرین کہ کبھی ہمارے ذہن مین یہ مضمون
نہ آوے واقعی یہہ دقت کسی قول مین نہین۔ اگرچہ خلاف ظاہر اور
بعید الفہم ہین مگر درجہ امکان سے انکار نہین ہو سکتا۔ اگر مضامین مذکورہ
ونظام آیات مسطورہ پر بغور نظر ڈالین تو ہمکو بہتر وانسب بلکہ اس سے
بڑھکر معلوم ہوتا ہے کہ حکم فدیہ کو مکرر نہ مان کر فمن شهد منكم الشهر
فليصمه سے منسوخ مانین اور اسی نسخ کو باعث ایراد فمن شهد منكم الشهر
فليصمه مکرر مانین اگرچہ احتمالات کتب علیکم الصیام وایاما معدودات
مذکورہ بالا غیر واقع بھی دفع ہوگی مگر ضمناً یا قصداً اسی سے کچھ حرج نہین
پھر فمن شهد منكم الشهر فليصمه سے یہہ وہم ہوتا تھا کہ شاید حکم خاص
مرضی ومسافرین یعنے فعدة من ایام آخر بھی مثل فدیہ منسوخ ہو گیا ہو تو
اللہ جلشانہ نے اوسکا دفعیہ ومن کان مریضا او علی سفر فعدة من ایام آخر

مکرر لاکر بیان فرمایا یہہ ایک خاص صورت ہے نہ الفاظ کلام مجید اسکی منافی نہ شان متکلم جل وعلا کا خلاف نہ مستلزم محال نہ کلیہ مذکورہ کا اہمال بلکہ بہرا فطرت انسانی کے مناسب حال۔

ہمنے جہان تک نظام قرآن مین گنجایش دیکھی جتنی الوسع ہر امر کی رعایت کی کوئی دقیقہ منظر الہیا باقی نہین چھوڑا۔صور ممکنہ مرجوحہ کو درجہ امکان مین رکھا اور صورت راجحہ کو اختیار کیا جن حضرات نے صور عدم نسخ کو اختیار کیا ہے انکو اپنے اپنے ثبوت مین قراین قویہ ودلایل مثبتہ مل ہونگے ہمکو ابتک ایسے دلایل ووجوہات قویہ نہین ملین کہ صورت نسخ کو چھوڑکر صور عدم نسخ مین سے کسیکو اختیار کر لیا جاے۔واللہ اعلم بالصواب

فقرا ومساکین کی مناسب طور پر رعایت کرنی چاہیئے جیسے کہ جمہور نے کی تناسب کلام الٰہی وشان متکلم جل وعلا کا لحاظ ضروری ہے عریضہ سابقہ کے ان دو فقرون کو بغور ملاحظہ فرماکر جواب مین عبارت منقولہ نقل فرمانی چاہیئین تھین اور لفظ اسطح پر پوری توجہ۔اول یہان تک چہان بیچھوڑ کی کہ اختلاف توکیا کوئی دقیقہ باقی نہین رہا دوم مقام بیشک مختلف فیہ ہے تاہم کسی نے حکم فدیہ کو مسافر ومریض

کے ساتھ اسطرح پر خاص نہین ما نا مرجع ضمیر منصوب خواہ کسی ہی کو قرار دیا جاوے مگر مناسب مطلب فوت نہ ہونا چاہیئے فقط والسلام۔

جواب شافی کا امیدوار خاکسار قدیم گل محمد عفی عنہ از قصبہ منگلور محلہ قلعہ تحصیل روڑکی ضلع سہارنپور۔ ۸ر اگست ۱۸۹۷ء مطابق ۸ر ربیع الاول ۱۳۱۵ھ تاریخ نقل ۱۴ر فروری ۱۸۹۸ء مطابق ۲۲ر رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ۔

مکرمی بندہ جناب مولانا صاحب دام مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

نیازمند ۱۴ر فروری ۱۸۹۸ء کو ایک مضمون بذریعہ عریضہ مفصلہ دربارہ تحقیق مسئلہ قدریہ کو جسکو اظہار ما فی الضمیر سے بھی تعبیر کیا ہے۔ بملاحظہ اقدس نہایت صحیح پتہ سے گذران چکا ہے۔ معلوم نہین کیا وجہہ ہوئی کہ آنجناب نے اس خاکسار کو وصول یابی سے مطلع نہین فرمایا اگر مضمون مذکور پہنچ گیا ہے تو فبہا۔ جواب شافی آوے ہی گا۔ ورنہ پھر بذریعہ رجسٹری ارسال خدمت فیضدرجت کیا جاوے یہہ مسئلہ بہت ضروری ہے اسلیئے جوابی عریضہ ارسال کیا گیا مین امید کرتا ہون کہ جواب با صواب

سے بہت جلد معزز فرمایا جاؤن فقط والسلام

راقم الحروف خاکسار قدیم گل محمد خان از قصبہ منگلور

ضلع سہارنپور - ۷ مارچ ۱۸۹۸ء مطابق ۱۳ شوال المکرم سنہ ۱۳۱۵ ہجری

۷۸۶

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پہلے سے معلوم تھا کہ مناظرات منطقیانہ اس قدر طول پکڑجاتے ہین کہ ان کا انجام تردد وحیرت کے سوا اور کچھ نہین ہوتا مین بالطبع ایسے مناظرات کا سخت مخالف ہوان نہ مجھکو ان کے طرف رغبت ہے اور نہ فرصت اور اسلامی ضرورت بھی داعی نہین میرے لئے بس کرتا ہے کہ مینے مسئلہ کے مالہ وما علیہ اور مصالح اسلامی پر نظر کرکے ایک مذہب اختیار کیا کہ جس کا ماخذ موجود ہے اور پہلے بھی اس کا حوالہ آپ کا دیچکا ہون کہ علامہ سیوطی نے اکلیل مین لکھا ہے استدل بالآیۃ علی ان المسافر والمریض یفدیان ولا یقضیان اور مین اس سے عدول کرنے والا نہین اور نہ مجھکو اس بات پر اصرار ہے کہ دوسرے اسکو تسلیم کرین مین اس اختلاف کو مسلمانون کے حق مین ایک رحمت سمجھتا ہون جسکو

توسیع لازم ہے اور توسیع نہین ہے مگر سہولیت مین پس آپ اس بحث
کو موقوف فرماکر اور باتین پیش کیجئے کیونکہ بیس پارون پر آپکی نظر پڑچکی
ہے تو کوئی نہ کوئی بات کہین نہ کہین ضرور کھٹکی ہوگی - مین اپنی راے
بدلون یا نہ بدلون آگاہ اور متنبہ کر دینے سے آپکا فرض ذمہ ادا ہو جاتا
ہے اور شروع سے میری یہی درخواست ہے - والسّلام
خاکسار نذیر احمد - ۱۷ مارچ ۱۸۹۸ء

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

مولانا صاحب دام مجدکم - السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
بہت اچھا - بموجب تحریر ۱۷ مارچ ۱۸۹۸ء اس مسئلہ مین خط وکتابت
بند کسی قسم کی گفتگو نہین کیجائیگی - مجھے عرض کرنیکی ضرورت نہین - حضرات
علمار ذوی اقتدار وناظرین باوقار خود اس امر مین فیصلہ کلی فرمالینگے کہ دلائل
والا مثبت مدعا کو اظہار مافی الضمیر نے کس درجہ ضعیف اور کس مرتبہ
پر پہنچا دیا کہ چار ناچار آنجناب کو بجای اقرار یہ کہنا پڑا کہ یہہ بحث موقوف

اور ہمارا دعویٰ بلا دلیل قایم گو کچھہ ہی کیون نہو اور اسکا بھی تصفیہ ہوجاویگا

کہ ضعف مذکور مناظرات منطقیانہ سے ہوا یا نفس کلام شریف و دلائل والا

سے مین افسوس کرتا ہون اور نہایت افسوس کہ آپ جیسے شخص اور مجھ

جیسے عقیدتمند کو ایسا مضمون ارقام فرماوین کہ جسکو دیکھکر مین خود

ہی متعجب ہوگیا اور تو خدا جانے کیا کچھہ خیال کرینگے۔ مکرما۔

جس قول کو آپ نے ترجمہ و فائدہ کا ماخذ واصل ٹھہرایا ہے اسی کو

بموجب دلائل والا مذکرہ بالا جو مثبت مدعا تھے۔

اظہار مافی الضمیر نے صاف کلام اللہ شریف سے اور ایا ہی مناظرات

منطقیانہ کو اس سے کیا تعلق ذرا انصاف کی ضرورت ہے اگرچہ للحق مر

ہاری طبیعتون کا خاصہ ہے مگر مآل الحق یعلو ولا یعلیٰ ہی ہوتا ہے

جب کسی دعویٰ کے بینہ سقیم البیان وغیر مثبت ثابت ہوجاتے ہین

تو اسکی ثبوت مین اور شاہد لانے پڑتے ہین ورنہ اس دعویٰ سے رجوع

ہی بہتر ہے جس مدعی کے پاس کوئی ثبوت نہو تو وہ صرف اپنے

بھروسے پر اسقدر اصرار نہین کرسکتا کہ اور اسکو تسلیم کرین اور اگر

ایسا ہی ہو تو ضرور انکار کی نوبت آئیگی مقام معلوم مین اگر صاحب اکلیل رح

کا دارمدار انہین دلایل پر ہے جو آنجناب نے پیش کی تو خاتمہ ہوا مہربانی فرماکر
اس قول کو اپنے حال پر چھوڑ دیجیے اور قرآن شریف سے جو تمام اقوال
کا ماخذ واصل ہے اپنے مدعا کو اخذ کیجیے جیسا کہ دیباچہ سے ثابت ہوتا
ہے مین ایسی بے پتہ بات کا قایل نہین اور نہ کوئی اس سے اتفاق کریگا
کہ باوجود معلوم ہونے تحقیق حق پھر اوسکے خلاف پر بلا ثبوت کہنا کہ ہمین
اوس سے عدول کرنے والا نہین کون سے مذہب وملت کی بات ہے
اور کس شریعت مین جایز ہے یہ کیسا مسئلہ ہے کہ بجای جواب شافی ارقام فرمانا
(مین بالطبع ایسے مناظرات کا سخت مخالف ہون اور نہ مجھکو ان کے طرف
رغبت ہے اور نہ فرصت اور اسلامی ضرورت بھی داعی نہین)
مخدوما آپکے کلام سے چونکہ کلام الٰہی کا تقابل ہوگیا ہے اسلئے اسلامی
ضرورت داعی نہین ورنہ ہمارے جیسون پر تو بہتیری لے دے ہوتی
اور آیندہ آپ بھی دیکھ لیجیگا مصالح اسلامی پر اچھی نظر کی سیدھی سادھی
تقریر جو کلام اللہ شریف کے موافق اور شان الٰہی جل وعلا کے مطابق تھی اسکو
تو مناظرات منطقیانہ کہکر ٹالدیا اور ادھر ادھر کی باتین لاکر خواہ کلام اللہ
شریف کے موافق ہون یا مخالف اپنے بات کو خوب بنانا چاہا اور بنایا او

جب نہ بنی تو سخت الفاظ کے پہلو پر اگر پیچھا چھوڑا یا مین تو پھر بھی یہی کہونگا
اور بار بار کہونگا کہ ذرا غور کیجیے تامل سے کام لیجیے قول راجح کو پسند فرماکر
مرجوح کو ترک کر دیجیے اور مرجوح بھی اس درجہ کا کہ جسکے وجہ سے نعوذ باللہ
شان باری مین بٹہ لگے ہمارا اسلام ہرگز اس جرئت بیباکانہ کو جائز نہین رکھتا
اور نہ عقل سلیم تو جمہ اور فائدہ تو پھر بھی درست ہوکر شایع ہوسکتے ہین
اور ایسا ہی ہوا کرتا ہے مگر شان باریتعالی جو جمیع نقائص سے پاک و منزہ
ہے اسمین کوئی کسی وقت کسی طرحکا نقص نہین نکال سکتا اور نہ کوئی ایسی
بات اختیار کرے کہ جس سے کسی قسم کا الزام لازم آوے چہ جائیکہ اصرار اور
اگر بمعنواے الانسان مرکب من الخطاء والنسیان نادانستگی مین کسی
سے کوئی خطا و سہو ہو بھی جاوے تو بعد علم اس خطا کو خطا سمجھکر رجوع
الی الحق ضروری ہے ورنہ وہ سہو سہو نہین رہے گا آئندہ تمام کارروائی
قصدی ہی شمار ہوگی اور اسکا بدل بجز توبہ نصوح کچھ نہین ہوسکتا
میری سچائی اور نیک نیتی میرے خلوص ارادہ سے ظاہر ہوتی ہے
منفعت جمہور جو بوجوہات موجہہ و دلائل معتبرہ سے راجح ثابت
ہو چکی ہے اگر کوئی صاحب بدلائل واثقہ ضعیف و مرجوح ثابت

کر دینگے تو مین ہرگز اپنی بات کی پچ نہین کرونگا فوراً رجوع کرکے قول راجح کو اختیار کرونگا ورنہ میرا اصرار ہے کہ قول جمہور کو اختیار کرنا چاہیئے اور قول مرجوحہ کو ترک خاص کر صورت مرضی و مسافرین مین کیونکہ اسمین سخت اندیشہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

یہہ نیاز مند عنقریب اور مسائل مین بھی تحقیق کریگا اطمینان رکھیے فقط والسلام۔

راقم الحروف

خاکسار قدیم گل محمد خان عفی عنہ از قصبہ منگلور محلہ قلعہ تحصیل رڑکی ضلع سہارنپور - ۱۹ اپریل ۱۸۹۸ع مطابق ۲۷ ذیقعدہ ۱۳۱۵ ہجری

جاننا چاہیئے کہ اگرچہ مولوی گل محمد خان صاحب نے ڈپٹی صاحب کے تمامی افادات کو بیفائدہ و ایرادات کو رد کرکے اونکی پوری خدمت کردی ہے لیکن پھر بھی بموجب کم ترک الاول للآخر کے (پہلوں نے پچھلوں کیلئے بہت کچھ چھوڑ دیا ہے) جو دو ایک بات رہگئی ہے مین اوسکی خدمت سے مشرف ہوتا ہون (اگر قبول افتد زہے عز و شرف)

قوله استدل بالآية على ان المسافر والمريض يفديان
عموم لفظ کو لیکر اس آیت سے یہ دلیل قائم کیگئی ہے کہ مسافر اور مریض فدیہ دین اور قضا نکرین
ولا يقضيان اخذا من عموم اللفظ تفسير اكليل للسيوطى

اقول ڈپٹی صاحب نے تفسیر اکلیل سے اس عبارت کے نقل کرنے اور ہم

اس سے اپنا مطلب گانٹھنے مین بڑی بد دیانتی کی ہے کیونکہ علامہ سیوطی

نے اس عبارت کے بعد یہہ بھی لکھا ہے ورد لان قوله تعالى او لا في
یعنی یہہ مردود ہے کیونکہ پہلے خداوند تعالی کا قول انکے حق مین
حقهما فعدة من ايام اخر يمنع دلالة وعلى الذين يطيقونه عليهما
فعدہ من ایام دلالۃ اسکو منع کرتا ہے اور علی الذین یطیقونہ بھی انہین پر ہے
لان ما عطف على الشيء غيره لا محالة انتهى پس جو عبارت کسی
کیونکہ عطف معطوف مین ضرور مغایرت ہوتی ہے
مستدل مجہول کے استدلال فاسد کے تردید کے لئے لکھی گئی ہو اوسکو

چھوڑ دینا اور عبارت مردودہ کو لکھکر اوس سے اپنا مطالب نکالنا

اور اسکی نسبت ایک عالم و کتاب معتبر کے طرف کرنا علما مصنفین و فضلا

متدینین کے نزدیک دسیسہ کبری اور جریمہ عظمی نہین ہے تو اور کیا ہے

استغفر اللہ۔

قوله فتح الباری مین قضاء مریض کے بحث مین لکھا ہے وممن
جن لوگون نے کھانا
قال بالاطعام ابن عمر لكنه بالغ فى ذلك فقال يطعم ولا يصوم
دینے کو کہا ہے اونمین ابن عمر ہین لیکن انہون نے اسمین مبالغہ کیا ہے اور کہا ہو کہ کھانا ہی دے اور روزہ نہ رکھے
اقول اسمین بھی ڈپٹی صاحب نے بد دیانتی کی ہے چنانچہ اسکے ثبوت

کے لئے ہم **صحیح بخاری** اور **فتح الباری** کی پوری عبارت نقل

کرتے ہیں دیکھئے **صحیح بخاری** میں ہے **باب** متی یقضی

باب رمضان کی قضا کب کرے

قضاء رمضان وقال ابن عباس لا باس ان یفرق لقول اللہ تعالی

اور ابن عباس رض نے کہا کہ اگر متفرق رکھے تو کچھ مضائقہ نہیں اسلئے خداوند تعالے

فعدة من ایام اخر وقال سعید بن المسیب فی صوم العشر لا یصلح

نے فرمایا ہے کہ دوسرے دنوں میں اسکی قضا کرے۔ اور سعید بن مسیب نے کہا کہ عشرہ کا روزہ نچاہیئے

حتی یبدء برمضان وقال ابراهیم النخعی اذا فرط حتی جاء رمضان

جب تک رمضان کا روزہ نہ رکھے اور ابراہیم نخعی نے کہا کہ جب رمضان کے قضا رکھنے میں

آخر یصومهما ولم یر علیه طعاما ویذکر عن ابی هریرة مرسلا

اتنی تاخیر کیا کہ دوسرا رمضان آگیا تو دونوں کے لئے روزہ ہی رکھنا چاہیئے اور اوسپر کھانا دینا لازم نہیں اور

وابن عباس انه یطعم ولم یذکر اللہ الاطعام انما قال فعدة

ابی ہریرہ رض سے بطور ارسال کے اور ابن عباس رض سے مذکور ہے کہ کھانا دے لیکن اللہ تعالے نے کھلانے کا کچھ ذکر نہیں کیا ہے اور

من ایام اخر۔

تو یہی فرمایا ہے کہ دوسرے دنوں کو اسکی قضا کے لئے گن رکھے۔

بخاری کے اسی ترجمہ باب کے شرح میں علامہ ابن حجر نے **فتح الباری**

میں وہ عبارت لکھی ہے جسکو ڈپٹی صاحب نے بحذف عبارات سابق

ولاحق تحریر فرمایا ہے جو بوجوہ چند مخدوش ہے۔

اولاً بالغ کا لفظ خود کہہ رہا ہے کہ یہ حکم عام اور عند العلما عموماً عام

پسند نہیں ہے۔

ثانیاً اوسی فتح الباری میں اسکے نیچے ہی یہ بھی لکھا ہوا ہے

قال الطحاوی تفرد ابن عمر بذلک۔

طحاوی نے کہا کہ ابن عمر اس قول میں تنہا ہیں

ثالثاً اسکا معارض اولاً بخاری مین اور **ثانیاً** فتح الباری مین اسی باب کے پہلے یہہ لکھا ہے **باب** وعلی الذین یطیقونه فدیة طعام
باب اور جو لوگ طاقت رکھتے ہیں اونپر مسکین کو کھانا دینا ہے
مسکین **قال** ابن عمر وسلمة بن الاکوع نسختها شهر رمضان الذی
ابن عمر اور سلمہ بن اکوع نے کہا اسکو شہر رمضان الذی نے منسوخ کر دیا
انزل فیه القران هدی للناس وبینات من الهدی والفرقان فمن شهد منکم الشهر فلیصمه ومن کان مریضا او علی سفر فعدة من ایام اخر الی قوله لعلکم تشکرون **وقال** ابن نمیر ثنا الاعمش
اور ابن نمیر نے کہا کہ ہمکو اعمش نے حدیث سنایا
ثنا عمرو بن مرة حدثنا ابن لیلی ثنا اصحاب **محمد** صلی الله علیه وسلم
اور اعمش نے کہا کہ ہمکو عمرو بن مرہ نے حدیث کیا اور عمرو بن مرہ نے کہا کہ ہمکو ابن ابی لیلی نے حدیث کیا اور ابن ابی لیلی نے کہا کہ ہمکو صحابہ
نزل رمضان فشق علیهم فکان من اطعم کل یوم مسکینا ترك الصوم
محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث سنایا کہ رمضان شریف کا روزہ فرض ہوا تو لوگون پر گران گذرا تب جو لوگ ایک مسکین کو کھانا کھلا دیتے
ممن یطیقه ورخص لهم فی ذلك فنسختها وان تصوموا خیر لکم
تھے وہ باوجود طاقت کے بھی روزہ چھوڑ دیتے تھے اور اسمین اونکو رخصت تھی اسکے بعد اس حکم کو وان تصوموا خیر لکم نے منسوخ کر دیا پس لوگ روزہ
فامروا بالصوم حدثنا عیاش ثنا عبد الاعلی ثنا عبید الله عن نافع
رکھنے پر مامور ہوے۔ حدیث بیان کیا ہمسے عیاش نے کہا حدیث بیان کیا ہمسے عبد الاعلی نے کہا حدیث بیان کیا ہمسے
عن ابن عمر قرء فدیة طعام مسکین قال هی منسوخه۔
عبید اللہ نے نافع سے اونہون نے ابن عمر سے پڑھا فدیہ طعام مسکین تو کہا کہ یہ منسوخ ہے
اور **فتح الباری** مین ہے قال ابن عمر وسلمة بن الاکوع نسختها
ابن عمر اور سلمہ بن اکوع نے کہا کہ شہر رمضان نے اسکو منسوخ کر دیا ہے
شهر رمضان۔
اور اوسی مین یہ بھی ہے نسخت هذه الایة وعلی الذین یطیقونه
اس آیت کو او علی الذین یطیقونہ کو
التی بعدها فمن شهد منکم الشهر فلیصمه۔
اوسنے منسوخ کر دیا جو اسکے بعد فمن شهد الخ ہے۔

اور اوسی مین یہہ بھی ہے لما نزلت وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام
جب آیت وعلی الذین یطیقونہ الخ نازل ہوئی

مسکین کان من اراد ان یفطر افطر وافتدی حتی نزلت الآیۃ التی بعدہا
توجسکا ارادہ افطار کرنے کا ہوتا تھا وہ افطار کرتا تھا اور فدیہ دیتا تھا۔ یہان تک کہ وہ آیت اوتری جو اسکے بعد

فنسختہا۔
ہے اوسنے اسکو منسوخ کر دیا

اور اوسی مین یہہ بھی ہے قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین تشریف لائے اور یہان کے لوگ روزہ رکھنے کے عادی

ولا عہد لہم بالصیام فکانوا یصومون ثلاثۃ ایام من کل شہر حتی
نہ تھے پس یہ لوگ ہر مہینے مین تین روز روزہ رکھتے تھے یہانتک کہ آیت شہر رمضان نازل ہوئی

نزل شہر رمضان فاستکثروا ذلک وشق علیہم فکان من اطعم
تو اوسکو اونھون نے بہت سمجھا اور اون پر گران گذرا۔ پس جو ہر روز ایک مسکین کو کھلا دیتا تھا باوجود

مسکینا کل یوم ترک الصیام ممن یطیقہ ورخص لہم فی ذلک ثم
طاقت کے بھی روزہ چھوڑ دیتا تھا اور اسکے اونکو رخصت تھی پھر اسکو آیت وان تصوموا خیر لکم نے منسوخ کر دیا

نسخہ وان تصوموا خیر لکم فامروا بالصیام۔
پس لوگ روزہ ہی رکھنے کا حکم کئے گئے۔

اور اوسی مین یہہ بھی ہے واتفقت ہذہ الاخبار علی ان قولہ وعلی الذین
اور یہہ خبرین اس پر متفق ہین کہ وعلی الذین یطیقونہ

یطیقونہ فدیۃ منسوخ وخالف فی ذلک ابن عباس فذہب الی انہا
منسوخ ہے اور ابن عباس اسکے مخالف ہین وہ اسکے محکم ہونے کے طرف ہین لیکن وہ اسی کو بڈھے

محکمۃ لکنہا مخصوصۃ الشیخ الکبیر ونحوہ۔
وغیرہ کے لئے خاص رکھتے ہین۔

رابعاً ابن عمر رضہ کا یہہ قول اوس حالت کیواسطے ہے جبکہ رمضان کے

روزے قضا ہوگئے ہون اب اسکی قضا روزہ سے کیجاے یا اطعام سے تو تمامی

علماء کی تو یہ تحقیق ہے کہ بدلیل فعدۃ من ایام اخر روزہ ہی سے چاہیے

لیکن ابن عمر رضہ البتہ اس قول مین فرد ہین کہ اطعام ہی سے یہ قضا ادا

منعقد ہوجائیگی چنانچہ بخاری کا باب کو بعنوان متی یقضی قضاء رمضان
کرنا اسکا شاہد عادل ہے پس یہہ ماخن فیہ سے خارج ہے کاش ڈپٹی صاحب
اسکو کسی قابل مولوی یا لائق طالب العلم ہی سے تحقیق کرائی ہوتی تو اچھا ہوتا
ورنہ اب کیا ہوتا ہے۔ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہین۔

قوله فتح البیان مین ہے عن ابن عباس بسند صحیح انه قال لام ولد
ابن عباس رض سے سند صحیح سے یہ روایت ہے کہ انہون نے اپنی ایک حاملہ یا دودھ
له حامل او مرضعة انت بمنزلة الذین لا یطیقون الصوم علیک الطعام
پلانی لونڈی سے کہا تو ویسی ہے جنکو روزہ رکھنے کی طاقت نہین تجھپر کھانا کھلانا ہے تجھپر قضا نہین
لا قضاء علیک۔

اور تفسیر ابن کثیر مین ہے ومما یلتحق بهذا المعنی الحامل والمرضع
اور اس معنے مین حاملہ اور دودھ پلانے والی شامل ہے جب یہ دونون اپنے
اذا خافتا علی انفسهما او ولدیهما ففیهما خلاف کثیر بین العلماء فمنهم
جان پر یا اپنے بچے پر خوف کرین پس اسمین علماؤن کے درمیان مین بہت خلاف ہے بعض نے تو کہا کہ
من قال یفطران ویفدیان ویقضیان وقیل یفدیان فقط ولا قضاء و
یہ دونو افطار کرین اور فدیہ دین اور قضا رکھین اور بعض نے کہا فقط فدیہ دین پر قضا نہین اور بعض نے کہا قضا
قیل یجب القضاء بلا فدیه وقیل یفطران ولا فدیه ولا قضاء۔
بلا فدیہ واجب ہے اور بعض نے کہا یہ دونون افطار کرین اور نہ فدیہ اور نہ قضا کچھ نہین۔

اقول اولا یہہ سب اقوال اس آیت کے محکم و منسوخ ہونے پر متفرع ہین اور
ڈپٹی صاحب کو یہہ مسلم نہین تو پھر وہ اس سے مستدل کیونکر ہوسکتے ہین۔
ثانیا معلوم ہے کہ یہہ سب اقوال یہان بلا دلیل مذکور ہین اور جو قول
مع الدلیل ہے اوسکا بیان بالا مزید علیہ اوپر گذرا پس قول راجح مع الدلیل

کہ رہتی ہوئی مرجوح بلا دلیل پر کیونکر عمل کیا جا ئیگا۔

ثالثا یہہ سب اقوال ڈپٹی صاحب کے نزدیک بھی ماخوذ نہونگے ضرور نہین

ہے وہی ایک قول پسندیدہ ہوگا پس جو پسندیدہ ہوگا اسکا مناقض بھی

اسمین موجود ہے پس ڈپٹی صاحب کو اس جگہہ قاعدہ اصول اذا تعارضا

(جب ایک دوسرے کا مخالف ہوتا ہے تو دونون کے اعتبار ہوجاتے ہین)

تساقطا یاد کر کے چپ رہجانا چاہیئے اور یہہ سمجھ لینا چاہیئے کہ یہہ سب

اقوال بنابر ذکر مذاہب واقوال وخیالات علما حکایتًا بیان کیگئی ہین

نہ کہ سب اخذ وعمل کر نیکے لئے مذکور ہین اسلیئے کہ ماخوذ ومقبول ضرور

وہی قول راجح ہوگا جسکا بیان مع الحجج والبرہان اوپر گذرا ۵

جملے ہر جا بود مہر آشکارا		سہا را جز نہان بودن چہ یارا

قولہ ابو مسلم اصفہانی اور اصم جو بڑے مفسرین ہین حکم تخییر کو بحق مریض

اور مسافرین بحال رکھتے ہین اور منسوخ ہونیکو خلاف یسر بلکہ موجب عسر

بتلاتے ہین کما فی الکبیر الی قولہ امام ابو مسلم اصفہانی اور اصم جو تخییر

بحق مسافر ومریض کو بحال رکھتے ہین اور منسوخ ہونیکو موجب عسر بتلاتے

ہین ان کا مسلک بھی ہمارے مطابق معلوم ہوتا ہے۔

۲ اقول ڈپٹی صاحب کا اصم اور ابو مسلم کے قول کو مسلم رکھنا اور اسکے لئے

تفسیر کبیر کا حوالہ کرنا اور پھر اسپر اپنے مسلک کو قایم کرنا بالکل بد دیانتی

اور بنا رفاسد علی الفاسد ہے کیونکہ انکے اقوال و احتجاج کو امام رازی نے

تفسیر کبیر مین احتجاجا و استدلالا نہین لکھا ہے بلکہ ردا و ابطالا تحریر

فرمایا ہے چنانچہ اوسکی عبارت یہہ ہے واحتج القاضی رح علی فساد
اصم کے قول کے فساد پر قاضی رح نے یہ حجت قایم کی

قول الاصم فقال ان قوله وعلی الذین یطیقونه معطوف علی المسا
ہے کہ وعلی الذین یطیقونہ مسافر اور مریض پر معطوف ہو اور حق معطوف سے یہ ہے کہ غیر معطوف علیہ ہو

والمریض ومن حق المعطوف ان یکون غیر المعطوف علیه فبطل
پس اصم کا قول

قول الاصم اگر کوئی صاحب فرماوین کہ تفسیر کبیر مین اسکا یہہ جواب بھی لکھا
باطل ہو گیا

ہوا ہے انا بینا ان المراد من المسافر والمریض المذکورین فی الایة
ہمنے بیان کر دیا ہو کہ اس آیت مین جو مسافر اور مریض مذکور ہین انسے وہ مراد ہین

هما اللذان لا یمکنهما الصوم البتة والمراد من قوله وعلی الذین
جنسے روزہ رکھنا ممکن نہو اور علی الذین یطیقونہ سے وہ مسافر اور مریض

یطیقونه المسافر والمریض اللذان یمکنهما الصوم فکانت المغایرة
مراد ہین جنسے روزہ ممکن ہو پس مغایرت حاصل ہے پس ہماری بیان سے ثابت ہوا کہ جس قول کو اصم نے اختیار کیا ہو

حاصلة فثبت بما بینا ان القول الذی اختاره الاصم لیس بضعیف
ضعیف نہین ہے

تو کہا جاویگا کہ اسکے نیچے تفسیر کبیر مین یہ بھی لکھا ہے کہ یہ قول خلاف

جمہور ہے چنانچہ اوسکی یہہ عبارت ہے اما اذا وافقنا الجمهور
لیکن جب ہم جمہور کی موافقت کرین اور اسکے

سلمنا فساده نفی القولان الاخران وهو قول اکثر المفسرین ان المراد
فساد کو مان لین تو دوسرے قول باقی رہینگے اور یہی قول اکثر مفسرون کا ہے کہ وعلی الذین یطیقونہ سے

من قوله وعلی الذین یطیقونه المقیم الصحیح فخیره الله تعالی اولا بین
مقیم صحیح مراد ہین ۔ پس پہلے اللہ تعالی نے ان دونون امر مین مخیر

هذين ثم نسخ ذلك واوجب الصوم عليه مضيقا معينا والقول الثالث
کیا تھا اسکے بعد اسکو منسوخ کردیا اور روزہ ہی کو معین کردیا اور تیسرا یہہ کہ یہ آیت بڑی بڈھے
انه نزلت هذه الاية في حق الشيخ الهرم واكثر المفسرين والفقهاء على القول
کے لئے نازل ہوئی ہے اور اکثر مفسرین اور فقہاء دوسری قول پر ہین اور شافعی نے
الثاني واختاره الشافعي۔
اسیکو اختیار کیا ہے۔

پس اس سے بخوبی ثابت ہے کہ گو مذہب اصم از روے طرق استدلال و قواعد عربیت جذر اصم ہی ہو لیکن باعتبار مسلک و مختارات المفسرین والفقہا المحققین بلاشک شاذ باشد شذ وذھے پھر امام رازی تفسیر کبیر مین اسکے بعد فمن شهد منكم الشهر فليصمه کے تفسیر مین لکھتے ہین المسئلة السادسة
چھٹا مسئلہ
القائلون بان الاية المتقدمة تدل على ان المقيم الصحيح مخير بين ان يصوم
جو یہہ کہنے والے ہین کہ پہلے آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ مقیم صحیح روزہ رکھنے اور روزہ کے فدیہ دیکر افطار کرنے مین
وبين ان يفطر مع الفدية قالوا هذه الاية ناسخة لها وابو مسلم
مخیر ہے وہ کہتے ہین کہ یہہ آیت اوسکی ناسخ ہے اور ابو مسلم اصفہانی اور اصم
الاصفهاني والاصم ينكران ذلك وقد تقدم شرح هذه المسئلة
دونون اسکے منکر ہین اور اس مسئلہ کی شرح اوپر ہو چکی پھر بتقدیر صحت قول اس نسخ کے
ثم بتقدير صحة القول بهذا النسخ فهذا يدل على ان نسخ الاخف
یہہ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ اخف کا نسخ اثقل سے جائز
بالاثقل جائز لان ايجاب الصوم على التعيين اثقل من ايجابه
ہے کیونکہ بالتعیین روزہ کا واجب کرنا بیشک بھاری ہے اس سے کہ وہ روزہ اور
على التخيير بينه وبين الفدية انتهى۔
فدیہ کے درمیان مخیر ہو کر واجب ہو۔

اور بڑے تعجب کی بات ہے کہ ڈپٹی صاحب نے ابو مسلم کی قول کو مسلم رکھا ہے حالانکہ یہہ شخص سرے سے اسلام مین ناسخ منسوخ ہی کا قایل نہین ہے

مولوی فیض الحسن سہارنپوری تعلیقات الجلالین میں لکھتے ہیں قولہ نزل نسخا

جمہور اسی پر ہیں
هذا ما عليه الجمهور خلافا لابی مسلم الاصفهانی حيث يزعم ان لا نسخ فی شريعتنا
بخلاف ابومسلم صفہانی کے چنانچہ وہ یہ خیال کرتا ہے کہ ہماری شریعت میں نسخ نہیں ہے

اور تفسیر نیچری میں ہے ابومسلم صرف ایک شخص ہے جو خلاف جمہور مفسرین ہمار
رای سے متفق ہے اسکا بھی یہی عقیدہ ہے کہ قرآن میں نسخ واقع نہیں ہوا
پس جو شخص کلیتہً نسخ کا قایل ہی نہیں وہ ایک مسئلہ خاص میں کیونکر نسخ کا قایل
ہوگا اور پھر عموماً مسلمان اپنے جمہور کے اقوال عدللہ کے مقابل میں ایسے ایک
شخص کو کیونکر قبول کرکے مسلم الثبوت رکھینگے ۔ ۵

چھپا ہو جہاں عنادل کا		ایک بدی کو پوچھتا ہے کون

قولہ ایک بات ہے جسکا نہ آپنے خط میں مذکور کیا اور نہ سوالات میں یعنی

كيف يجوز ارجاع الضمير المذكر المنصوب فی (يطيقونه) الی الفدية
یطیقونہ میں ضمیر مذکر منصوب کا فدیہ کے طرف پھیرنا کیونکر جائز ہے باوجودیکہ وہ موخر اور مونث ہے
مع انه موخر و مونث فجوابه انه لما كان طعام مسكين بدلا من فدية
تو اوسکا یہ جواب ہے کہ جبکہ طعام مساکین فدیہ سے بدل واقع ہے
ولفظه مذكر ومقدم رتبة لكونه مبتدأ لا يمكن ان لا يراد بارجاع الضمير
اور اسکا لفظ مذکر اور مبتدا ہونے کے سبب سے رتبہ مقدم ہے تو اسپر ضمیر مذکر کا مونث لفظی متاخر کے طرف
المذكر الی المؤنث اللفظی المتاخر وقد ذهب اليه المولوی شاه ولی الله
پھیرنے کا اعتراض نہ پڑیگا اور مولوی شاہ ولی اللہ دہلوی بھی اس آیت کے فائدہ میں اس طرف
الدهلوی ايضا فی فائدته علی هذه الآية
گئے ہیں۔

اقول جیسے اور امور میں ڈپٹی صاحب نے بددیانتی اور تحریف کی ہے

ویسے ہی اسمین بھی یاتو دیدہ و دانستہ یہ جرءت و بیباکی فرمائی ہے یا اصل بات

نہ جاننے کے سبب سے یہ تحریر کی گئی ہے وکلاہما کما تری

اور یہ دونون عیب آپ دیکھتے ہو ہر بین
۲ ولا دیکھی کہ امام رازی جن سے ڈپٹی صاحب اکثر استدلال کیا کرتے ہین

اور اس مسئلہ فدیہ مین بھی اونسے مستدل ہین تفسیر کبیر مین اس مرجع کو رد

کرتے ہین حیث قال فان قیل لم لا یجوز ان یکون الضمیر عاید الی الفدیۃ
چنانچہ لکھا ہے کہ اگر کوئی کہے کہ اس ضمیر کا فدیہ کیطرف پھرنا کیون نہین جائز ہے تو ہم کہینگے
قلنا لوجہین احدہما ان الفدیۃ غیر مذکورۃ من قبل فکیف یرجع الضمیر
کہ دو وجہ سے اول تو اس وجہ سے کہ فدیہ پہلے مذکور نہین لیس ضمیر ادھر کیونکر پھریگی۔
الیہ والثانی ان الضمیر مذکر والفدیۃ مونثۃ۔
اور دوسری ضمیر مذکر ہے اور فدیہ مونث ہے

ثانیا باعتبار عربیت کے اگر یہہ تاویل علیل بلا قال وقیل صحیح بھی مانی جاے

تو اکثر علما مفسرین و فقہا معتبرین کے خلاف ہوکر یہ قول مرجوح و شاذ ہی

ہوگا و ھو کما تری علامہ ابن حجر فتح الباری شرح صحیح البخاری مین لکھتے ہین

ان الاکثر علی ان الضمیر فی قولہ یطیقونہ للصیام اور امام رازی
اکثر علما اسی طرف ہین کہ یطیقونہ مین ضمیر روزہ کے طرف پھرتی ہے
بھی تفسیر کبیر مین لکھتے ہین الضمیر فی قولہ وعلی الذین یطیقونہ
یطیقونہ مین ضمیر روزہ کے طرف پھرتی ہے۔

عاید الی الصوم۔

ثالثا مولانا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ کے طرف اس مرجع کے جواز کی نسبت

کرنا نہایت ہی نامعقول وغیرہ پسندیدہ امر ہے کیونکہ مولانا موصوف کبھی

اس فدیہ ڈپٹیہ یا نیچریہ کے معاذ اللہ قایل نہین وہ ایک دوسری ہی تحقیق
لکھتے ہین جسکے مغز کو شاید ڈپٹی صاحب نے سمجھا بھی نہو گا اسلیئے مین
اونکی عبارت حضرات علماء کے سامنے اس غرض سے پیش کرتا ہون کہ
صاحبان علم و انصاف مجتنبا عن التعصب والاعتساف پہلے اسکو ملاحظہ
کرین اور اسکے بعد فرماوین کہ ڈپٹی صاحب نے یہہ تحقیق حق کی ہے یا
تفسیر القرآن برایہ فرما کر ایک مشہور مسلم الثبوت عالم کی سر ناحق کی تہمت
تہوپی ہے۔ حضرات اب آپ مولانا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ کی عبارت
جو اونہون نے فتح الرحمن ترجمہ قرآن مین لکھی ہے ملاحظہ فرمائین ایاما معدودات
فمن کان منکم مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر وعلی الذین یطیقونہ
فدیۃ طعام مسکین فمن تطوع خیرا فھو خیر لہ وان تصوموا خیر لکم
ان کنتم تعلمون ٥ روزہ داشتن در روز چند شمردہ شدہ پس ہر کہ باشد
از شما بیمار یا مسافر پس لازم ست شمار آن از روز ہاء دیگر و لازم ست بر
آنانکہ می توانند روزہ داشتن یعنی و نمی دارند فدیہ کہ عبارت از خوراک
یک درویش ست پس ہر کہ بجا آرد نیکی این بہتر ست او را و آنکہ روزہ دارید
بہتر ست شمارا اگر میدانید۔ مترجم گوید مضمون این آیت تخییر است

در صوم و فدیہ وایمعنی منسوخ ہست بآیتی کہ متصل می آید مترجم گوید شاید
کہ معنی اینچنین باشد و واجب ہست بر آنانکہ می توانند داد فدیہ را دادن فدیہ
کہ عبارت از طعام یک درویش ہست مراد صدقۃ الفطر ہست وسنت ان را مقدر
کردہ ہست بیک صاع یا نیم صاع از گندم پس آیت محکم باشد نہ منسوخ وشاید
کہ معنی چنین باشد واجب ہست برانانکہ می توانند قضا کردن یعنی قضا نکردند
تا آنکہ رمضان دیگر آمد واللہ اعلم۔
فدیہ دادن کہ عبارت از طعام یک مسکین ہست وآن مقدر ہست بیک
صاع مد واین حکم منقول ہست از قاسم وسعید بن جبیر وہمین ہست مذہب شافعی
ودرینصورت نیز محکم ہست غیر منسوخ انتہیٰ۔
اور مصفا ترجمہ موطا مین تحریر فرماتے ہین ای مسلمانان فرض کردہ شد
بر شما روزہ داشتن چنانکہ فرض کردہ شدہ بود برانانکہ پیش از شما بودند
یعنے اہل کتاب تا بود کہ شما پرہیز کاری کنید۔
فرض کردہ شد بر شما روزہ داشتن در روزہا شمردہ شدہ یعنی روزہاے
اندک نہ بسیار پس ہر کہ باشد از شما بیمار یا مسافر وافطار کرد پس واجب ہست
بروے عدد روزہا کہ فطار کردہ ہست از روزہاے دیگر و برآنانکہ نمی توانند

روزه داشتن فدیه است که عبارت از طعام یک مسکین است و این ترجمه بنابر
آنست که لا مقدر باشد یعنی لا یطیقونه یا و برانانکه میتوانند روزه داشتن
و روزه نمیدارند فدیه است که عبارت از طعام یک مسکین است و این ترجمه
بنابرآن است که لا مقدر نباشد پس بر وجه اول آیت در شیخ فانی که طاقت
روزه ندارند نازل شده است و محکم است و بر وجه ثانی منسوخ است در اول
اسلام اختیار بود در روزه داشتن و فدیه دادن بعد از ان منسوخ شد بآیت
فمن شهد منکم الشهر مترجم گوید همین دو توجیه از سلف منقول است
و قلق خاطر از هر دو نمیرود زیرا که حذف لا جایز در ان جاست که معنی مشتبه
نشود و اینجا معنی مشتبه میشود و لهذا جمعی عظیم از سلف قائل شده اند بوجه
ثانی و فرود آوردن آیت باینمعنی باوجود ابا ر لفظ گویا برهم کردن تفسیر آیت
است و این از معانی قرآن بر میخیزد و انانکه قائل به نسخ شده اند زیاده
از مفهوم آیت و عمل مستمر مسلمین شاهد ایشان نیست و وجوب قول به نسخ درین
صورت اگرچه از صحابی منقول شود محل نظر است زیرا که امر اجتهادیست پس
وجهی دیگر بخاطر این فقیر ریختند که قلق از ان برخاست والله اعلم یعنی
و واجب است فدیه نفس خود یا نفس ولد و مملوک خود وان فدیه طعام یک

مسکین ست یعنی فراخور یک مسکین یا اہل او باشد برآنانکہ طاقت دادن
آن فدیہ دارند پس مراد صدقۃ الفطر ست کہ در ہر سال یکبار در روز
فطر از خود و ولد و مملوک خود می باید داد و تسمیہ او بفدیہ بجہت آنست
کہ ابقاے آدمی تا یک سال نعمتی ست عظیم عوض آن اشباع یک مسکین
ست باعیال او پس انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تقدیر فرمودہ اند آنرا
بیک صاع از قوت بلد یا نیم صاع از گندم و یک صاع از خرما و جو و اضمار
قبل از ذکر بجہت آنست کہ مرجع مقدم ست مرتبۃ چنانکہ فی دارہ زید
وضرب غلامہ عمرو و تذکیر ضمیر بجہت آنست کہ مسین بمعنی کردہ اند زیراکہ فدیہ
ہمان طعام مسکین ست کما قال اللہ تعالی و ان لکم فی الانعام لعبرۃ
نسقیکم مما فی بطونہ۔

اور یہی جناب **شاہ ولی اللہ** صاحب مسوی شرح موطا مین فرماتے
ہین قلت اختلف السلف فی قولہ تعالیٰ وعلی الذین یطیقونہ
خداوند تعالی کے قول وعلی الذین یطیقونہ مین سلف دو قول مین مختلف ہوے ہین
علی قولین۔

احدھما انہ کان رخصۃ فی اول الاسلام ان من شاء صام ومن شاء
پہلے یہ کہ ابتدا اسلام مین اسکی رخصت تہی کہ جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے افطار کرے اور صدقہ دے پہر یہ حکم
افطر و تصدق ثم نسخ۔
منسوخ ہوگیا۔

وثانيهما ان المعنى وعلى الذين لا يطيقونه او على الذين يطيقونه
اور دوسرے یہ کہ مراد یہہ ہے کہ جو حال قوت مین روزہ کی طاقت رکھتے تھے اور اب عاجز ہوگئے۔
في حال قوتهم ثم عجزوا عن الصوم والمراد هو الشيخ الفاني
اور مراد اس سے بڑا بوڑھا ہے۔
وعندي له وجه ثالث آخر وهو ان المعنى ويجب طعام مسكين
اور میرے نزدیک اسکی ایک تیسری وجہ ہے - اور وہ یہ ہے کہ جو طاقت رکھین وہ صدقہ فطر ادا کرین
على الذين يطيقونه يوم الفطر فاضمر قبل الذكر لانه مقدم رتبة
پس اضمار قبل ذکر اسکے رتبہ مقدم ہونیکے سبب ہے - اور ضمیر کا مذکر لانا
وذكر الضمير ميلا الى المعنى لان الفدية انما هي الطعام ووجوب الفطر
معنے کے خیال سے ہے کیونکہ فدیہ وہی کھانا دینا ہے اور صدقہ فطر کا واجب ہونا
مذهب جميع اهل العلم واستنبطت من كلام القاسم وسعيد بن
جمیع اہل علم کا مذہب ہے۔ اور اسکو مینے قاسم اور سعید بن جبیر کے کلام سے استنباط کیا ہے
جبير على ما سيأتي -

ووجها رابعا وهو ان المعنى وعلى الذين يطيقون القضاء في ايام
اور چوتھے یہہ وجہ ہے کہ مراد یہہ ہے کہ جو لوگ دوسرے ایام مین قضا کی طاقت رکھتے ہین
اخر ولا يقضون فدية طعام مسكين والايام الاخر المراد بها ما
اور قضا نہین کرتے او نیز فدیہ مسکین کو کھانا دینا ہے اور دوسرے ایام سے رمضان کے بعد کے ایام
بعد الرمضان الفائت الى رمضان اخر لانه ان اريد بها عدم القضاء
دوسرے رمضان تک مراد ہین کیونکہ اگر اس سے مطلقاً عدم قضا مراد لیجاے تو یہہ اسکے مرنے کے بعد
مطلقا لم يثبت ذلك الا بعد موته وبعد الموت لا يكون محلا
ثابت ہوگا اور موت کے بعد کے ایام کسی چیز کے وجوب کے محل نہین ہین
لوجوب شيء فلا يكون للاية معنى واستنبطت من حديث
تو آیت کے کچھ معنے نہونگے اور یہ مینے اس حدیث سے استنباط کیا ہے کہ جو مر گیا او
من مات وعليه صيام شهر فليطعم عنه مكان كل يوم مسكينا-
اوسپر مہینون کے روزے ہین تو وہ ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلادے
ووجها خامسا وهو ان المعنى وعلى الذين يطيقونه القضاء ولا
اور پانچوین وجہ یہہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ جو قضا کی طاقت نہین رکھتے اور قضا بھی نہ کئے یہان تک
يقضون حتى يموتوا اطعام مسكين بكل صوم ومعنى على الذين انه
کہ مرگئے ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا دینا ہے - اور معنے علی الذین کے یہ ہے کہ ولی پر واجب ہے۔

یجب علی الولی ان یخرج من ترکۃ المیت بسبب شغل ذمۃ المیت
کہ میت کے ترکہ سے اوسکو نکالے بسبب مشغول ہونے ذمہ میت کے
بالصوم وھذہ وجوہ صحیحۃ قد ذھب الی مدلول کل واحد منہا
روزہ کے ساتھہ اور یہ سب وجہین صحیح ہین اور ہر ایک کے مدلول کے طرف سلف مین سے لوگ گئے ہین
السلف والظاھر انھم اخذوا من محتملات الاٰیۃ واللہ اعلم انتھی۔
اور ظاہر ہے کہ یہہ اون لوگون نے آیت کے محتملات سے اخذ کیا ہے۔

الحاصل روزہ جو ارکان خمسہ اسلامیہ مین سے ایک رکن اعظم اور بنص صریحہ قرانیہ فرض ہے اور کسی مسلمان سے بجز ان حالات ثلثہ مفصل ذیل کے کسی حالت مین بروقت معاف نہین۔

اولاً عورتون کو حالت حیض مین۔

ثانیاً زن ومرد مریض کے لئے۔

ثالثاً زن ومرد مسافر کے لئے۔

اور ان حالات ثلاثہ کے لئے یہی حکم ہے کہ دوسرے ایام مین اسکے قضا کرے ہان اگر کوئی ایسا بیمار ہو کہ پھر اوسکے اچھے ہونیکے امید نہو تو اسکے لئے اجازت ہے کہ وہ فدیہ یعنی ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلاوے سلف سے خلف تک یہہ ایسا اتفاقی مسئلہ ہے کہ اسمین کسیکو کچھہ اختلاف نہین لیکن آجکل کے بعض شمس العلما لوگون کی یہہ تحقیق ہے کہ جسکو فدیہ دینے کی قدرت ہو وہ فدیہ دیدے اور روزہ سے

اپنے کو معاف سمجھے وھو کما تری

قولہ شھر رمضان الذی انزل فیه القران (روزون کا) مہینہ رمضان کا ہے جس کے (روزون کے) بارے مین خدا کے طرف سے قرآن (مین حکم) نازل ہوا ہے اکثر مفسرین نے انزل فیه القران کے یہہ معنے کئے ہین کہ ماہ رمضان مین قرآن کا اترنا شروع ہوا جیسا کہ پارہ اخیر کے سورہ قدر مین مذکور ہے مگر جو معنے ہمنے اختیار کئے ہین تفسیر کبیر مین انکا ماخذ موجود ہے اور ہم کو یہی چسپان معلوم ہوئی۔ حاشیہ سورہ بقرہ رکوع ۲۳

اقول ڈپٹی صاحب جس معنے کو اکثر مفسرین کے طرف منسوب کرتے ہین وہ قول جمہور ہے جیسا کہ تفسیر کبیر ہی مین لکھا ہے

وھو اختیار الجمھور ان الله تعالی انزل القران فی رمضان
یہہ اختیار جمہور ہے کہ بیشک اللہ تعالے نے قرآن کو رمضان شریف مین نازل فرمایا۔

اور پھر لکھا ہے **ھھنا سوالات**
یہان پر چند سوالات ہین

السوال الاول ان القران ما نزل علی محمد علیه الصلوة والسلام
پہلا یہہ کہ قرآن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک ہی دفعہ نہین نازل ہوا۔

دفعة واحدة وانما نزل علیه فی مدة ثلاث وعشرین سنة
بلکہ تیئس برس مین تھوڑا تھوڑا کرکے نازل ہوا ہے

منجما مبعضا وکما نزل بعضه فی رمضان نزل بعضه فی سائر
اور جیسے بعض قرآن رمضان مین اوترا ویسے بعض اور مہینون مین بھی نازل ہوا ہے۔

الشهور فما معنے تخصیص انزاله برمضان۔
پس رمضان مین اسکے نازل ہونیکے تخصیص کے کیا معنے
والجواب عنه بوجہین۔ الاول ان القران انزل في ليلة القدر
اسکے دو جواب ہین پہلا یہ کہ بالکل قرآن پہلے لیلۃ القدر مین
جملة الى السماء الدنيا ثم نزل الى الارض نجوما۔
آسمان دنیا مین نازل ہوا پھر وہانسے تھوڑا تھوڑا دنیا مین اوترا۔
والجواب الثاني ان المراد منه انه ابتدى انزاله ليلة القدر
اور دوسرا جواب یہہ ہے کہ لیلۃ القدر مین رمضان کے مہینے مین اسکا اوترنا شروع ہوا
من شهر رمضان وهو قول محمد بن اسحق انتهى۔
اور یہی قول محمد بن اسحاق کا ہے۔

اور ڈپٹی صاحب کو جو چپان معلوم ہوتا ہے اوسکا ماخذ تفسیر کبیر مین کچھہ نہین ہے بجز اسکے کہ دو تین شخصون کا نام البتہ لکھا ہوا ہے اور یہہ ماخذ نہین اور بصورت تسلیم جمہور کے مقابل مین فقط تین شخصون کا قول بلا دلیل کیونکر مقبول ہو سکتا ہے۔

پس اگر انصافاً دیکھا جاے تو تفسیر بالرای اسیکو کہتے ہین کہ قول جمہور مدلل بالدلائل تو نہ قبول کیا جاے اور دو تین شخصون کا قول فقط اسی بنا پر کہ ہمکو چپان معلوم ہوتا ہے اختیار کر لیا جاے استغفر الله ولا حول ولا قوة الا بالله۔

قوله هن لباس لكم وانتم لباس لهن وہ تمہارے دامن کے جگہہ ہین اور تم اونکی چولی کے جگہہ **ف** ایک چیز ایک چیز کو ایسی

لازم ہو کہ دوسرے سے جدا نہ ہو سکین تو کپڑے کے ضلع مین اوس
لزوم کو ہمارے ہان یون تعبیر کرتے ہین کہ دونون مین چولی دامن کا
ساتھ ہے اسی محاورہ کے لحاظ سے لباس کا ترجمہ چولی دامن کا
کیا گیا ہے - حاشیہ ترجمہ سورہ بقرہ رکوع ۲۳ -

۲ **اقول** قرآن ایسے متبرک وضروری کتاب کے مترجم کو چاہیئے کہ سیدھے سادے طور پر اوسکے مطلب کو ایسے واضح طور پر ادا کر دے کہ عام فہم ہو جاے نہ یہہ کہ کسی خاص شہر کے ایسے مختص محاورہ مین اوسکو مقید کرے کہ اسکے لئے بھی اسکو ایک حاشیہ لکھکر اسکے توضیح وتشریح کی ضرورت پڑے - پس بنا رعلیہ ڈپٹی صاحب کو لازم تھا کہ ضلع جگت کو چھوڑ کر صاف طور پر مطلب قرآنی ادا فرما دیتے جیسا کہ مولانا **شاہ عبد القادر** صاحب نے ترجمہ کیا ہے وہ پوشاک ہین تمہاری اور تم پوشاک ہو انکی - اور ترجمہ رفعیہ مین ہے وے پردہ ہین واسطے تمہارے اور تم پردہ ہو واسطے اونکے -

قولہ تلك عشرة كاملة یہہ پورا دہا ہوا - سورہ بقرہ رکوع ۲۴

۲ **اقول** اس سے ظاہر اور فصیح وہ ترجمہ ہے جو **سید احمد خان** نے

اپنے تفسیر مین اختیار کیا ہے۔ یہہ پورے ونش ہوے۔

قولہ ویسخرون من الذین آمنوا اور مسلمانون کے ساتھہ مخول کرتے ہین سورہ بقرہ رکوع ۲۶

اقول جیسے یہان یسخرون کا ترجمہ مخول کیا گیا ہے ویسے ہی سورہ مومنون مین یضحکون کا ترجمہ بھی مخول لکھا گیا ہے لیکن چونکہ مخول کا لفظ ہندوستان کے ہر اطراف مین مستعمل نہین اسلیئے یہہ ترجمہ عموماً عام فہم نہین ہے اسکے مقابل مین ہنسی یا ٹھٹھا کا لفظ جیسا کہ ترجمہ قادریہ اور رفیعیہ وغیرہ مین ہے یا مسخراپن کا لفظ بہتر ہے جو ہر قطر مین بلاتردد مفہوم و مستعمل ہے۔

قولہ یسئلونک ماذا ینفقون اے پیغمبر تم سے لوگ پوچھتے ہین کہ خدا کے راہ مین کیا خرچ کرین تو انکو سمجھا دو کہ خیر خیرات کے طور پر جو کچھہ بھی خرچ کرو تو وہ تمہارے مان باپ کا حق ہے سورہ بقرہ رکوع ۲۷

اقول مطابق تفاسیر خصوصاً تفسیر کبیر کے مطابق یہان پر ماذا کا مطلب خیر ترجمہ کس پر چاہی ڈپٹی صاحب کے سید نے اسکے قریب قریب اسکا یہہ ترجمہ کیا ہے کس طرح اپنا مال خرچ کرین۔

اور ڈپٹی صاحب نے خیر کا ترجمہ اپنے محاورہ کے جھونک مین خیر خیرات لکھا

ہے حالانکہ اسکا ترجمہ یہان پر مال چاہے جیسا کہ آپکے سید نے بھی لکھا ہے اور تفسیر کبیر وغیرہ مین بھی یہی لکھا ہے اور خود قرآن شریف مین بھی خیر بمعنے مال وارد ہوا ہے کقولہ تعالیٰ

ان ترک خیرا ای مالا کما فی عامۃ التفاسیر۔
اگر چھوڑا نیکی یعنے مال ایسا ہی ہے بہت سی تفسیرون مین۔

قولہ مصارف خیرات کی توصراحت فرمادی اور مقدار کے نسبت لوگون کے ہمت پر چھوڑ دیا کہ جتنا گُڑ ڈالوگے اتنا ہی میٹھا ہوگا۔ حاشیہ آیت قل ما انفقتم من خیر الخ سورہ بقرہ رکوع ۲۶

اقول عموماً ایسا نہین ہے کیونکہ اسکے تھوڑے ہی بعد ویسئلونک ماذا ینفقون قل العفو ہے اور اسکا ترجمہ خود آپ یہہ تحریر فرماتے ہین اور تمسے دریافت کرتے ہین کہ خدا کی راہ مین کتنا خرچ کرین تو انکو سمجھا دو کہ جتنا تمہاری حاجت سے زیادہ ہو پس گڑ بھی اندازہ ہی کا اچھا ہوتا ہے۔ ۵

چاہے حد سے زیادہ نہ بشر حل نکلے	چلے چال ایسے کہ کچھ کام ظفر حل نکلے

قولہ والمطلقات یتربصن بانفسھن ثلاثۃ قروء اور جن عورتون کو طلاق دے گی ہو وہ اپنے آپ کو تین دفعہ کپڑون کے آنے تک روکے رکھین

سورہ بقرہ رکوع ۲۸

۲ قول کپڑا آنا۔ کپڑون سے ہونا۔ کپڑا میلا ہونا۔ میلے سر سے ہونا
ناپاک ہونا۔ بے نمازی ہونا۔ پھول آنا۔ معمولی بیماری ہونا۔ مہینے واری
بیماری۔ وغیرہ مختلف جملے ہندوستان کی مختلف حصونمین حیض کے لیئے
اگرچہ مستعمل ہین لیکن حیض خود ایسا صریح و عام لفظ ہے کہ ہندوستان کے
ہر شہر و دیہات مین یہہ لفظ عام فہم ہو رہا ہے۔
پس عام فہم لفظ کو چھوڑ کر خواہ مخواہ ایک ایسے محاورہ و اصطلاح کے لفظ
کو استعمال کرنا کہ جسکو فقط ایک جگہہ کے خاص لوگون کے سوا اور کوئی
نہین سمجھتا کیا ضرور تھا۔

قولہ ۲ افرغ علینا صبرا ہمپر صبر کی پکھالین اونڈیل دے

سورہ بقرہ رکوع ۳۳

۲ قول پکھال کو ہر جگہہ کے لوگ نہین جانتے اسلیئے اس سے زیادہ
با محاورہ اور عام فہم وہ ترجمہ ہے جو آپکے سرسید نے اپنی تفسیر مین
اختیار کیا ہے۔ ہمارے دلون مین صبر ڈال۔

قولہ فتر کہ صلدا ۲ اسکو سپاٹ کر کے سورہ بقرہ رکوع ۳۶

اقول سپاٹ کا لفظ اکثر سیدہے کے تاکید وصفت کے لئے مستعمل ہوتا ہے اور یہان پر سیدہے کا موقع نہین بلکہ غرض یہہ ہے کہ جس چٹان پر تھوڑی سی مٹی جم گئی تھی جب اوسپر زور کا پانی آیا تو مٹی بہہ گئی اور وہ پتھر صاف سخت رہگیا جو قابل زراعت نہین۔ چنانچہ ترجمہ رفعیہ مین ہے پس چھوڑ دے اوسکو صاف۔ اور ترجمہ قادریہ مین ہے تو اوسکو کر رکھا سخت۔ اسلئے صلدا کا ترجمہ سپاٹ ہرگز مناسب نہین کیونکہ صلدا کے معنے سخت وشفاف کے ہین جیسا کہ تفسیر کبیر مین لکھا ہے الصلد الاملس الیابس یقال
(صلد کے معنے صاف خشک کے ہین)
حجر صلد اذا کان براقا املس وارض صلدة ای لا تنبت
(عرب کہتے ہین حجر صلد جبکہ وہ براق صاف ہوتا ہے اور کہتے ہین ارض صلدة جب اوسمین کوئی چیز نہین جمتی جیسے حجر صلد یعنے صاف پتھر)
شیئا کالحجر الصلد وصلد الزند اذا لم یور نارا
(اور کہتے ہین صلد الزند جب چقماق کے پتھر سے آگ نہین نکلتی ہے)
پس باعتبار لغت کے اسکا ترجمہ سخت وشفاف یا صاف چاہیئے اور ا‌یکے سرسید کے محاورہ مین صفاچٹ چنانچہ تفسیر نیچری مین یہی لکھا ہے

دل فقیری سے صفا کر اس سے کیا حاصل اگر	تونے داڑہی کو بڑہایا یا صفاچٹ کر دیا

الحاصل اسکا ترجمہ سپاٹ کسی طرح درست نہین لیکن

ہوتا ہے آپکا انداز سے مطلب معلوم	ورنہ کہنے مین کرامات تو کچھ بہی نہین

قولہ فطل ہلکی پہوار سورہ بقرہ رکوع ۳۶

۲قول اولاً یہ لفظ پہوار نہین بلکہ پہوہار ہے انشا کہتا ہے ع

پہوہار مینہ کی خوش آیندہ ہے بہت اسوقت	شراب پینے کا سوقع اسی پہوہار مین ہے

ثانیاً پہوہار کے معنے خود چہوٹی چہوٹی بوندیون کے ہے خواجہ اشرف علی مصطلحات اردو مین لکھتے ہین پہوہار ننہی ننہی بوندیان تب اسکے لئے ہلکی چہ معنی دارد۔

ثالثاً طل کا ترجمہ پہوہار نہین ہے بلکہ اسکا ترجمہ شبنم یا اوس چاہیے چنانچہ ترجمہ رفیعیہ اور قادریہ مین یہی لکھا ہے اور تفسیر نیچریہ مین شبنم لکھا ہے پس ع

خدا علیم ہے ہر شخص کے بناوٹ کا	اُٹھو نماز یو سجدہ کئے کہ سر ٹپکا

قولہ اسلام کے عملداری مین حسن انتظام کا چاندنا تھا حاشیہ آیت تولج اللیل الخ سورۂ ال عمران رکوع ۳۔

۲قول چاندنی کے جگہہ چاندنا ایک عجیب یا خاص محاورہ ہے۔

قولہ وانبتہا نباتاً حسناً اور اوس کو خوب اچھا اوٹھایا سورہ ال عمران رکوع ۴۔

اقول اسکا مطلب خیز یہہ ترجمہ ہے اور اسکو اچھی طرح پال پوس کر بڑا کیا - پالا پوسا کا لفظ ڈپٹی صاحب نے بھی سورہ احزاب کے حاشیہ مین زید بن ثابت رض کے شان مین استعمال کیا ہے -

قولہ آیتک ان لا تکلم الناس ثلاثہ ایام الا رمزا فرمایا نشان جو تم مانگتے ہو یہہ ہے کہ تین دن تک لوگون سے بات نکروگے مگر اشارۃ یعنے روزے رکھنا سورہ آل عمران رکوع ۴

اقول اشارہ کے معنے روزے رکھنا لکھنا قرآن کی تفسیر برایہ کرنا ہے کیونکہ کسی نے یہہ معنے اختیار نہین کیا ہے حتی کہ آپکے سید کو بھی یہہ معنے نہ سوجھے وہ بھی یہہ لکھتے ہین خدا نے کہا کہ تیرے لئے نشانی یعنے حکم یہہ ہے کہ تین دن تک کسی آدمی سے بجز اشارون کے بات نکر تفسیر کبیر مین ابو مسلم کا قول لکھا ہے کہ لا تکلم الناس کا مطلب یہہ ہے کہ تو مامور ہوا ہے کہ تین دن تک بات نکرے اسی لئے ہمنے اسکا ترجمہ بمعنے نہی کیا ہم قول مذکور یہہ ہے ان المعنی آیتک ان لا تکلم (آیت کے یہ معنے ہے کہ تم اس پر مامور) تصیر ماموراً بان لا تکلم ثلاثہ ایام انتھی - (ہو کہ تین روز تک بات نکرو)

قولہ اگلے شریعت مین یہہ بھی تھا کہ روزہ مین دنیا کی بات چیت

بھی نہ کیجائے حاشیہ آیت قال رب اجعل لی آیۃ سورہ آل عمران رکوع ۴ -

۲ قول روزہ مین دنیا کی لغو باتین کرنی تو اس شریعت محمدیہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مین بھی منع ہے لیکن یہان پر رمز ا سے روزہ مراد لینا اور پھر اسپر یہہ حکم سکوت جاری کرنے مین کلام ہے اور یہہ ثابت نہین پس ثابت ہو گیا کہ یہہ بناء فاسد علی الفاسد ہے کیونکہ اوسے تفسیر کبیر مین لکھا ہے اختلفوا فی المراد بالرمز ھھنا علی اقوال
رمز کے معنے مین یہان پر کے قول مختلف ہین
احدھا انہ عبارۃ عن الاشارۃ کیف کانت بالید او الراس او الحاجب
پہلا یہہ کہ یہ اشارہ سے عبارت ہے جسطرح سے ہو چاہے ہاتھ سے ہو یا سر سے اور ابرو سے یا آنکھ سے
او العین او الشفۃ -
یا لب سے
والثانی انہ عبارۃ عن تحریک الشفتین باللفظ من غیر نطق
دوسرا یہہ کہ یہ تلفظ کے ساتھ فقط لب ہلانے سے عبارت ہے جو بدون گویائی اور آواز کے ہو
وصوت قالوا وحمل الرمز علی ھذا المعنے اولی انتھی -
کہا ہے لوگون نے کہ رمز کو اس معنے پر حمل کرنا اولی ہے

قولہ ما کان ابراھیم یھودیا ولا نصرانیا ولکن کان حنیفا ؟
ابراہیم نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی بلکہ ہمارے ایک سرکار کے بندہ فرمانبردار تھے سورہ آل عمران رکوع ۔ ۷ -

۲ قول کہین تو ڈپٹی صاحب محاورہ کے ایسے شیفتہ ہوتے ہین کہ اوسکے

لیے مفہوم قرآنی کے متغیر ہوجانے کی بھی کچھ پرواہ نہین کرتے اور کہین لفظی بِن مانی معانی کے ایسے پیچھے پڑتے ہین کہ عام فہم عمدہ محاورہ کے الفاظ بھی چھوڑ دیتے ہین مثلاً حنیف سے ترجمہ مین پکا یا چپٹا مسلمان جیسا سید احمد خان نے لکھا تب اُمت تو کیا اچھا او عام فہم بھی ہوجاتا لیکن ہان ڈپٹی صاحب کے نئی اپج اور قابلیت کا اظہار نہوتا ۔

کس سے اوڑائی تمنے یہہ رفتار کی طرح	ہوتے ہین پایمال گل ای تازہ نوبہار

قولہ ۲۹۱ انفسہم مگر اپنی ہی تئین سورہ آل عمران رکوع ۷

اقول تئین کا لفظ آجکل غیر فصیح ہے انشاء اللہ خان دریا لطافت مین لکھتے ہین بجای میرے تئین مجھے تیری تئین تجھے ہمارے تئین ہمین تمہارے تئین تمہین و اوسکی تئین اوسے اونکی تئین اونہین و اونکی تئین و آپکی تئین کہ زبان اردو بہت فصیحان بجاے آن سب مجھے و تجھے وہمین و تمہین و اسے و اوسے و انہین و اونہین و آپکو گویند انتہی ۔

قولہ ہمنے تو ایسا سمجھا ہے کہ جیسے تمام بنی آدم کے ۲ الست بربکم [illegible] پیغمبرون کا عہد و پیمان کیونکہ دین حق ہمیشہ ایک رہا ہے شریعت مین مصالح عباد کے لحاظ سے کچھ کچھ اختلاف ہوا کیا ہے ۔ حاشیہ آیت و اذ اخذ اللہ میثاق النبیین سورہ آل عمران رکوع ۹ ۔

اقول اگر آپ نے ایسا سمجھا ہے تو اس حدیث صحیح کے صریح خلاف کیا ہے۔

عن ابی بن کعب فی قوله عز وجل واذ اخذ ربك من بنی ادم من ظهورهم
ذريتهم قال جمعهم فجعلهم ازواجا ثم صورهم فاستنطقهم فتكلموا
ثم اخذ عليهم العهد والميثاق واشهدهم على انفسهم الست بربكم
قالوا بلى قال فانی اشهد عليكم السموات السبع والارضين السبع
واشهد عليكم اباكم ادم ان تقولوا يوم القيامة لم نعلم بهذا
اعلموا انه لا اله غيري ولا رب غيري ولا تشركوا بی شيئا
انی سارسل اليكم رسلی يذكرونكم عهدی وميثاقی وانزل عليكم كتبی
قالوا شهدنا بانك ربنا والهنا لا رب لنا غيرك ولا اله لنا غيرك فاقروا
بذلك ورفع عليهم ادم علیہ السلام ينظر اليهم فرای الغنی والفقير
وحسن الصورة ودون ذلك فقال رب لو سويت بين عبادك قال
انی احببت ان اشكر ورای الانبياء فيهم مثل السرج عليهم النور
خصوا بميثاق اخر فی الرسالة والنبوة وهو قوله تبارك وتعالى و
اذ اخذنا من النبيين ميثاقهم الى قوله عيسى بن مريم كان فی تلك
الارواح فارسله الى مريم عليها السلام فحدث عن ابی انه دخل من فيها

رواہ احمد ھکذا فی المشکوۃ فی باب الایمان بالقدر۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ میں خصوا بمیثاق اخر کے شرح میں لکھتے ہیں مخصوص گردانیدہ شدند پیغمبران بعہد و پیمان دیگر زیادہ بر عہد الوہیت و ربوبیت در رسالت و نبوت تا حق آنہا ادا کنند و از عہدہ آن برآیند و احکام شرایع و احکام الٰہی بخلق می رسانند ازینجا معلوم شد کہ درمیان نبوت و رسالت فرقے ہست چنانکہ در کتب کلامیہ مذکور ست وھو قولہ واین عہد رسالت و نبوت مذکور ست درحق تبارک وتعالی و اذ اخذنا من النبین میثاقھم وچون گرفتیم ماکہ پروردگار جہانیانیم از پیغمبران پیمان ایشانرا در رسالت و نبوت الی قولہ تا قول وے تعالی عیسی بن مریم تمام این آیت اینچنین وانتہٰ و اذ اخذنا من النبین میثاقھم ومنک ومن نوح وابراھیم وموسی وعیسی ابن مریم انتھی۔

قولہ خلاصہ مطلب یہہ ہے کہ تمام کارخانہ عالم خدا کا بنایا اور پیدا کیا ہوا ہے اور جس قاعدے پر اس کارخانے کو چلانا خدا تعالی کو منظور تھا اوسی قاعدے پر چل رہا ہے اور قیامت تک چلا جائیگا پتھر کو ایسا بنایا

ہے کہ وہ خود بخود جگہہ سے ہل نہین سکتا اوپر کو پھینکا جاے تو آخر کار
زمین پر گر پڑتا ہے پانی نشیب کے طرف کو بہتا ہے ایک خاص بلندی سے
زیادہ اونچا چڑھہ نہین سکتا ایک قاعدہ مرغی کے انڈے بچے دینے کا ہے
ایک قاعدہ آدمی کے توالد و تناسل کا ہے یہی قاعدے فطرت کہلاتے
ہین انسان کے فطرت مین سے ایک یہہ بھی ہے کہ وہ خدا کو مانتا ہے اور
اوسکو ایک ہی مانتا ہے اور یہی دین اسلام ہے فطرة الله التی فطر
الناس علیہا لا تبدیل لخلق الله ذلك الدین القیم ولکن اکثر الناس
لا یعلمون جس طرح کوئی چیز اپنے فطرت سے خارج نہین ہوسکتی اور جیسی
بنائی گئی ہے اس ہستی کو چھوڑ کر دوسرے طرح کے ہستی اختیار نہین کر سکتی
انسان بھی از روے فطرت خداے واحد کا منکر نہین ہوسکتا یعنے انسان
ہونا اور خداے واحد کا قائل ہونا لازمہ خلقت بشری ہے ہان غلط
فہمیان واقع ہوجاتی ہین جسکے اصلاح کے لئے پیغمبر آتے اور کتابین
نازل ہوتی رہتی ہین - حاشیہ آیت افغیر دین الله یبغون سورہ
آل عمران رکوع - ۹ -

اقول اس حاشیہ غاشیہ فائدہ بفائدہ مین گو آپنے نیچر یا نیچری

کا لفظ اطلاق نہین فرمایا لیکن بموجب ولتعرفنھم فی لحن القول
کے آپ کی اس تقریر مین نیچر بیچ کے اصول و فروع کا بالکل فوٹو اوتر آیا۔
چنانچہ پیر نیچر کے ایک تقریر مین ہے جسقدر چیزین دکھائی دیتی ہین
یا جاتی گئی ہین یہان تک کہ انسان کے کام اور انسان کے خیالات اور اوسکے
اعتقادات سب کے سب نیچر کے قوانین کے زنجیر مین جکڑے ہوے ہین پس
جو ہمارے خدا کا مذہب ہے وہی ہمارا مذہب ہے خدا نہ ہندو ہے نہ عرفی مسلمان
نہ مقلد نہ لامذہب نہ یہودی نہ عیسائی وہ تو پکا چھٹا ہوا نیچری ہے
وہ خود اپنے کو نیچری کہتا ہے پھر اگر ہم بھی نیچری ہین تو اس سے زیادہ
ہمکو کیا فکر ہے لا تبدیل لخلق اللہ کے تفسیر مین قاضی بیضاوی نے لکھا ہے
لا یقدر احد ان یغیرہ یعنے کسیکا مقدور نہین ہے کہ اسکو بدل دے
پس یہہ خدا کا دین ضرور پھیلیگا نہ سید کے روکنے سے رکے نہ تمہارے
روکنے سے موسی پر کیا موقوف ہے جتنے پیغمبر گذرے سب نیچری تھے
خدا خود نیچری ہے جب لوگون نے نیچر کے قوانین کو چھوڑا تب ہی اسنے
پیغمبر بھیجا جو پیغمبر آیا اس نے کیا کیا پھر لوگون کو نیچر کا رستہ بتایا اور جتنا
بگاڑ اٹھا اتنے کو پھر سنوارا جب ہمارا دادا ابراہیم نیچری تھا تو ہم اسکے

نانخلف اولاد نہیں ہین جو نیچری نہون نیچر ہمارے خدا کا ہمارے باپ دادا

کا تمغہ ہے ہم نیچری ہمارا خدا نیچری ہمارے باپ دادا نیچری انتہی بلفظہ

اب اس پر آپ سے استفسار ہے کہ جب آپ اور آپکے سید کے نزدیک

نیچر مین کسی قسم کی تبدیلی ہوہی نہین سکتی تو اونکا یہہ لکھنا کہ جتنا لوگون

نے بگاڑا اوتنا پیغمبرون نے سنوارا اور آپکا یہہ تحریر فرمانا بان غلط

فہمیان واقع ہوجاتے ہین جنکے اصلاح کے لیے پیغمبر آتے اور کتابین

نازل ہوتی رہی ہین اسکے کیا معنے کیونکہ مغیر اور مخرب نے اپنی ہستی اولی

چھوڑی اور دوسرے ہستی کے طرف انتقال و حرکت کی

یا نہین اگر کی تو تبدیل نیچر لازم آئی وھو خلاف مفروضکم اور اگر
وہ تمہارے فرض کے خلاف ہے

نہ کیا تو پھر صلاح الانبیاء چہ معنی دارد۔

ثانیا آپکے اس فائدہ مفیدہ سے ثابت ہے کہ فقط خداے واحد کا

قایل ہونا یہی دین اسلام ہے اور رویا صادقہ مین بھی آپ لکھتے ہین

من قال لا اله الا الله کے سواے اسکے اور کیا معنے ہوسکتے ہین کہ اصل

دین خدا کا جاننا ہے اور اتنا جاننا نجات کے لیے بس ہے۔

پس بموجب قرار آپکے فطرہ یعنے اصل توحید تو کبھی بگڑتی ہی نہین اور

خداے واحد کا منکر بحت کبھی کوئی پایا ہی نہ گیا اور نجات کا مدار فقط اسی توحید ہی پر ہے تو پھر ارسال رسل و انزال کتب سے کون ضرورت داعی ہوئی اور انبیا و رسل نے کیا اصلاح کی۔

ثالثًا آپ رویا صادقہ مین لکھتے ہین۔ فطرت کے اعتبار سے آدمی آدمی سب یکسان مگر نری فطرت ہی فطرت ہوتی تو کچھ جھگڑا نہ تھا مصیبت یہہ ہے کہ انسان ایک طرف مغلوب ہے گوناگون خواہشون کا مغلوب ہے تعلیم و تربیت کا مغلوب ہے سوسائٹی کا مغلوب ہے رسم و عادت کا چوپای تو ہوا چل رہی ہے ہر طرف سے تھپیڑے پر تھپیڑے پڑ رہے لگ رہے ہین کنکوا سیدھا اوڑے سے کیا خاک ۵

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ	باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

پس اس سے ثابت ہے کہ آپ کے یہہ تحقیق فطرت بھی مناقضہ و ظلمت سے خالی نہین۔ ۵

اگرچہ بڑھ گئے تھے استخوان و پوست ملے	لگایا ایسا کہ تسمہ بھی پھر لگا نہ رہا

قولہ ان الذین کفروا وماتوا وھم کفار فلن یقبل من احدھم ملء الارض ذھبا ولو افتدی بہ جو لوگ منکر ہوے اور انکار ہی

کے حالت مین مرگئے ان مین کوئی شخص کرۂ زمین کے گول بھر بھی سونا فدیے مین دینا چاہے تو ہرگز قبول نہین کیا جائیگا۔ بڑے مٹکے کو اردو مین گول کہتے ہین۔ حاشیہ آیت ان الذین کفروا الخ سورہ ال عمران رکوع ۹

۱ قول معلوم نہین کہ کہان کی اردو مین بڑے مٹکے کو گول کہتے ہین اور آپ کس کے محاورہ مین یہہ ترجمہ لکھتے ہین نفائس اللغات وغیرہ کتب لغت اردو مین کہین اسکا پتہ نہین اور پھر یہان پر گول مٹکے کی ضرورت ہی کیا ہے کیونکہ مل ء الارض کے معنے مطلق زمین بھر ہے چنانچہ مولانا شاہ عبدالقادر رح نے یہی لکھا ہے اور آپکے سرسید نے بھی یہی اختیار کیا ہے پس ناحق آپ کو اس گول مٹکے مین گرنا کیا ضرور تھا۔

قولہ فینقلبوا خائبین بے نیل مرام واپس چلے جائین سورہ ال عمران رکوع ۱۳

۱ قول نیل مرام عربی لفظ عام فہم نہین ہے اس سے اچھا اور واضح ترجمہ آپکے سرسید نے لکھا ہے نامراد ہوکر الٹے پھر جاوین۔

قولہ لعلکم تفلحون عجب نہین (آخرت مین) تم فلاح پاؤ سورہ آل عمران رکوع ۱۴۔

۲ قول لعل کا ترجمہ عجب اور پھر آخرت کی قید یہہ دونون زائد قطع ہین
اس سے کہین بہتر وہ ترجمہ ہے جو آپکے سید نے مطلق اختیار کیا
ہے۔ تاکہ تم فلاح پاؤ۔

قولہ الی مضاجعھم اپنے بچھڑنے کی جگہہ سورہ آل عمران رکوع ۱۶
۲ قول بچھڑنے کی جگہہ مصرع و مصارع کا ترجمہ ہے نہ مضاجع کا کیونکہ اسکے
لغوی معنے ہے خوابگاہ سونیکی جگہہ اور با محاورہ مطلب خیز وہ ترجمہ ہے
جو ہمارے مولانا عبد القادر رح نے لکھا ہے اپنے پڑاؤ پر اور واضح
وہ ترجمہ ہے جو آپکے سید نے لکھا ہے اپنے قتل ہونیکی جگہہ بہر صورت
ڈپٹی صاحب کا ترجمہ نہ تو لفظاً ہی صحیح ہے اور نہ محاورۃً فصیح کما لا یخفی۔

قولہ ولیبتلی اللہ ما فی صدورکم ولیمحص ما فی قلوبکم خدا کو منظور
تھا کہ تمہارے ما فی الضمیر کو آزماے اور تمہارے دلی خیالات کو وسوسون
کے میل کچیل سے صاف کرے سورہ آل عمران رکوع ۱۶
۲ قول ما فی الضمیر ما فی القلوب کا ترجمہ نہوا اگر حواریان ڈپٹی صاحب
فرماوین کہ اردو مین یہہ مستعمل و مفہوم ہے تو کہا جائیگا کہ پھر ترجمہ کے
ضرورت ہی کیا تھی اوسیکو رہنے دیتے اور پھر اگر مستعمل ہے تو اونہین

لوگون مین ہے جو کم سے کم ایامیٰ و محصنات کے گردانئی اور مرۃ العروس
و بنات النعش کے دیکھنے بھالنے کی لیاقت رکھتے ہین اور جو بیچارے تنبیہ الغافلین
و راہ نجات والے ہین اونکے دلون کو تو ضرور اس سے بے چینی ہوگی۔ پس
قرآن ایسے متبرک و ضروری کتاب کے ترجمہ مین ایسا خاص محاورہ اختیار کرنا
تسہیل و تیسیر (جسکے ڈپٹی صاحب مدعی ہین) کے ضرور خلاف ہے ہان
یہہ ترجمہ البتہ بامحاورہ ہے جسکو آپ کے سرسید نے اختیار کیا ہے
تاکہ امتحان کرے اللہ جو کچھہ تمہارے سینون مین ہے اور کسوٹی پر کسے
جو کچھہ کہ تمہارے دلون مین ہے اور اوضح وہ ترجمہ ہے جو مولانا عبد القادر
صاحب نے لکھا ہے۔ اور اللہ کو آزمانا تھا جو کچھ تمہارے جی مین ہے اور
نکھارنا جو کچھ تمہارے دلمین ہے

قولہ۔ احد کی لڑائی بگڑی تو مسلمان ایک جھکولا کھا کر پھر سانوٹے
ہوگی۔ حاشیہ آیت ۲ انما ذلکم الشیطان الخ سورہ آل عمران رکوع ۱۸

۲ قول سانوٹے کو ڈپٹی صاحب نے اس جگہہ کے سوا سورہ طہ اور سورۂ فتح
کے ترجمہ مین بھی اختیار کیا ہے لیکن شاید یہہ خاص پنجابی لفظ ہے اسلئے
ہم ہندوستانی اس سے عموماً مستفید نہین ہوسکتے

سندیان را اصطلاحے دیگر است	ہندیان را اصطلاح دیگر است

قولہ سورة النساء مدنية وهي مائة وسبع وسبعون اية واربع
سورہ نساء مدینے مین نازل ہوئی اور اس کے ایک سو ستہتر آیتین ہین۔
وعشرون ركوعا

۲ **قول** اس مین اخیر کے جملہ واربع وعشرون رکوعا کا ترجمہ بالکل
چھوڑ دیا گیا ہے جسکے معنے ہے اسمین چوبیس ۲۴ رکوع ہین۔

قولہ واذا حضر القسمة اولوا القربى واليتامى والمساكين فارزقوهم منه
اور جب تقسیم ترکہ کے وقت دور کے رشتہ دار اور یتیم بچے اور مساکین آموجود
ہون سورہ نسار رکوع۔۱

۲ **قول** دور کے رشتہ دار کے جگہہ محجوب یا محروم رشتہ دار چاہیے چنانچہ
مولانا عبد القادر صاحب فائدہ مین افادہ فرماتے ہین جسوقت
میراث تقسیم ہوا اور برادری کے لوگ جمع ہون تو جنکو حصہ نہین پہونچتا
اور قرابتی ہین یا یتیم یا محتاج ہین تو کچھہ کھلا کر رخصت کرو۔

قولہ والتى ياتين الفاحشة من نسائكم فاستشهدوا عليهن اربعة
منكم فان شهدوا فامسكوهن فى البيوت حتى يتوفاهن الموت او يجعل الله
لهن سبيلا واللذان ياتيانها منكم فاذوهما فان تابا واصلحا فاعرضوا

عنهما ان اللہ کان توابا رحیما اور مسلمانو تمہارے عورتون مین سے
جو عورتین بدکاری کی مرتکب ہون تو اونکی بدفعلی پر اپنے لوگون مین سے
چار کی گواہی لو پس اگر گواہ اونکی بدکاری کی تصدیق کرین تو سزا کے طور پر
اون عورتون کو گھرون مین بند رکھو یہان تک کہ موت انکا کام تمام کر دے
یا اللہ انکے لیئے کوئی اور رستہ نکالے اور جو دو شخص تم لوگون مین سے
بدکاری کے مرتکب ہون تو اونکو مارو پیٹو پھر اگر توبہ کرین اور اپنی حالت
کی اصلاح کرلین تو اونسے اور زیادہ تعرض نکرو اللہ بڑا توبہ قبول کرنے
والا مہربان ہے۔

ف

پہلی آیت مین صرف عورت کی خفیف سے سزا یعنے گھر مین بند رکھنے کا مذکور
تھا اور اس مین مرد و عورت دونون کے مار پیٹ اور یہہ دونون حکم بھی ابتدائی
تھے اسکے بعد سَو درے اور سنگسار کرنیکا حکم اخیر نازل ہوا۔ سورہ نسار رکوع ۳
اقول اس سے ثابت ہے کہ ڈپٹی صاحب کے نزدیک دونون آتین ایک
ہی حکم یعنے زنا ہی سے متعلق ہین حالانکہ تفسیر در المنثور مین ہے اخرج
نکالا
عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم عن مجاھد
عبد بن حمید اور ابن جریر نے اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے
واللذان یاتیانہا منکم قال الرجلان الفاعلان اور مولانا شاہ عبدالقادر
کہ واللذان یاتیانہا منکم سے دو مرد لواطت کرنے والے مراد ہین

صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسکے فائدہ مین افادہ فرماتے ہین اگر دو مرد فعل

بد کرین اور آپکے سید لکھتے ہین اور جو دو مرد تم مین سے بدکاری کرین

تو اونکو ایذا دو۔ پس ان سب سے ثابت ہے کہ پہلی آیت زنا سے علاقہ رکھتی

ہے اور دوسری آیت لواطت کے متعلق ہے لیکن معلوم نہین کس وجہہ و

مصلحت سے ڈپٹی صاحب نے اپنے قرآن سے یہہ حکم اوڑا دیا معاذ اللہ منہ ع

رموز مصلحت خویش خسروان دانند۔

قولہ ۲ انی تبت ۲ ۱۸ اے رب میری توبہ سورہ نسار رکوع ۳

۲ **قول** گو یہہ دہلی کے کسی محلہ کا محاورہ ہو لیکن نہ یہہ لفظی ترجمہ ہے اور

نہ عموماً ہندوستان چہ معنی دہلی کا بھی محاورہ نہین ہے کیونکہ مولانا عبد القادر

صاحب بہ پابندی الفاظ یہہ ترجمہ کرتے ہین مینے توبہ کی اب۔ اور آپکے

سید دہلی کے عام محاورہ مین لکھتے ہین مینے اب توبہ کی۔ پس آپ اس ترجمہ

مین ۲۷ الی ھولاء و ۲۹ الی ھولاء ہین **سہ**

پھنس گئے ہم عجیب مخمصہ مین		ہم ادہر کے نہ اب اودھر کے ہوے

قولہ و ربائبکم ۴ گیلڑ لڑکیان سہ پہلی شوہر کی اولاد جو عورت ساتھ لاتی ہے

سورہ نسار رکوع ۴

۲ قول گیلڈر لڑکیاں عموماً عام فہم نہیں اور آپنے جو حاشیہ مین اولاد
لکھا وہ لڑکا لڑکی دونون کو شامل ہے پس اسکا شرحوار یہہ ترجمہ تھا۔
تمہارے جورون کی لڑکیان جو دوسرے شوہرون سے ہون۔
قولہ ولا تقتلوا انفسکم ۱۲ اور اپنے ہاتھون اپنے پانون پر کلھاڑی
نہ مارو ف ا لفظی ترجمہ تو یہہ ہے کہ اپنے جانون کو ہلاک نکرو اس
سے بعض نے خودکشی مراد لی ہے۔ بعض نے خون ریزی اور بعض نے
مشقت جسکا تحمل نہ ہوسکے اور بعض نے یہہ معنے بھی بیان کیے ہین
جو ہمنے ترجمہ مین اختیار کیے ہین حقوق عباد کا تلف کرنا مواخذہ عاقبت
اور باہمی اعتبار کے لحاظ سے اپنے ہاتھون اپنے پانون پر کلھاڑی مارنا
ہے۔ سورہ نساء رکوع ۵۔
۲ قول اگرچہ بزعم خود آپنے اردو کا ایک محاورہ یہان ترجمہ مین لکھدیا
لیکن متن مین جو زور و قوت ہے وہ اس سے حاصل نہین ہوتی کیونکہ
قتل نفس ایک نہایت ہی سخت و غلیظ و ایسا محدود دام ہے کہ ما فوق
اوسکے کوئی عقوبت متصور نہین بخلاف کلھاڑی مارنے کے کہ ادنی
تکلیف و ایذا و نقصان پر بھی اسکا اطلاق ہوسکتا ہے اور اگر

تغلیظ بھی ہو تو عموماً مادون القتل ہی پر اطلاق ہوتا ہے پس ایسا
محاورہ اختیار کرنا جس سے متن کے قوت مین ضعف آجاے
یا مفہوم ہی بدل جاے مترجم کی بددیانتی یا نالیاقتی کی دلیل ہے
اور پھر اسکی تائید کے لئے جو آپنے حاشیہ چڑھایا اور اوسمین خودکشی
وخون ریزی وغیرہ بیان کرکے یہہ فرمایا ہے کہ بعض نے یہہ معنے بھی
بیان کئے ہین جو ہمنے ترجمہ مین اختیار کئے ہین تو اسی سے ثابت ہے
کہ یہہ مذہب بعض (غیر معلوم وغیر مشہور) آپنے اختیار کیا ہے
جمہور یا اکثر کا متفق علیہ مسلک کچھہ اور ہی ہے چنانچہ تفسیر کبیر مین
لکھا ہے اتفقوا علی ان هذا نهی ان یقتل بعضهم بعضا وانما
اتفاق کیا ہے علمار نے اس پر کہ یہہ نہی آپس کے باہم دیگر قتل کرنے سے ہی اور
قال انفسکم لقوله علیه السلام المومنون کنفس واحدة ولان العرب
انفسکم اسلئے کہا کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سب مسلمان ایکجان کے مانند ہین اور اسلئے کہ
یقولون قتلنا ورب الکعبة اذا قتل بعضهم بعضا لان قتل
عرب جب ایک دوسرے کو قتل کرتے ہین تو کہتے ہین کہ ہمنے قتل کیا اسلئے کہ بعض کا قتل کرنا سب کے
بعضهم یجری مجری قتلهم پس اس سے ظاہر ہے کہ ڈپٹی صاحب
قتل کے قائم مقام ہے
آیت کے محامل صحیحہ اور اوسکے تفسیر مین جو روایات صریحہ وارد ہوئی
ہین اونکو تو جانتی ہے نہین اسکے سوا محاورہ عرب عربا سے بھی ناواقف
ہین اور ڈپٹی صاحب کے ترجمہ اور حاشیہ سے لا تاکلوا اموالکو

بینکم بالباطل اور لا تقتلوا انفسکم دونون جملون سے ایک ہی
مطلب ثابت ہوتا ہے ہان ایک دوسرے کا موید اور موکد البتہ معلوم
ہوتا ہے چنانچہ اسکے تائید کے لئے خود بدولت یہہ تشریح فرماتے ہین کہ
حقوق عباد کا تلف کرنا مواخذہ عاقبت اور باہمی بے اعتباری کے لحاظ
سے اپنے ہاتھون اپنے پانٔون پر کلہاڑی مارنا ہے۔ حالانکہ ان دو جملون
سے دوام و حکم مقصود ہے علامہ ابو السعود اپنے تفسیر مین لکھتے ہین
وقد جمع فی التوصیة بین حفظ النفس وحفظ المال لما انه
جان و مال دونون کے حفاظت کی ایک ہی جگہہ اسلئے تاکید کی کہ مال جان کا ساتھی ہے اس
شقیقتها من حیث انه سبب لقوامها وتحصیل کمالاتها
سبب سے کہ مال نفس کے باقی رکھنے اور اوسکے کمالات کے حاصل کرنے اور اوسکے فضائل کے پورا کرنیکا
واستیفاء فضائلها وتقدیم النهی عن التعرض له لکثرة
سبب ہے اور نفس کے تعرض کی نہی کو اسکے بکثرت واقع ہونیکے سبب سے مقدم کیا۔
وقوعه انتهی۔

قوله ومن یفعل ذلک عدوانا وظلما اور جو زور و ظلم سے
ایسا کام کریگا یعنے پرایا مال کہا جائیگا۔ سورہ نسا۔ رکوع ۵۔
اقول ڈپٹی صاحب نے ذلک کا مشار الیہ فقط پرایا مال کہانا ہی تجویز
کیا ہے حالانکہ تفسیر کبیر مین لکہا ہے اختلفوا فی ان قوله ومن یفعل
ذلک کے مشار الیہ مین مفسرون نے کئی وجہہ پر
ذلک الی ماذا یعود علی وجوه الاول قال عطاء انه خاص فی
اختلاف کیا ہے۔ پہلے عطا نے کہا کہ اسکا مشار الیہ خاص نفس محرمہ کا

قتل النفس المحرمة لان الضمیر یجب عوده الی اقرب المذکورات
قتل کرنا ہے کیونکہ واجب ہے کہ ضمیر اپنے مرجعون مین سے قریب کے مرجع کے طرف پھرے۔
الثانی قال الزجاج انہ عائد الی قتل النفس واکل المال
دوسرے زجاج نے کہا کہ یہہ نفس کے قتل کرنے اور حرام مال کھانے کے طرف پھرتی ہے اسلئے کہ یہی
بالباطل لانهما مذکوران فی ایة واحدة
دونون ایک آیت مین مذکور ہین۔
والثالث قال ابن عباس انہ عائد الی کل مانهی الله عنہ
تیسرے ابن عباس نے کہا کہ ابتدا سورہ سے یہان تک جتنے منہیات ہین سب کے طرف
من اول السورة الی هذا الموضع۔
یہہ ضمیر پھرتی ہے
پس بحسب منطوق قرآنی مطلق جو کریگا یہہ ترجمہ کرنا تھا جیسا کہ مولانا
عبد القادر صاحب نے کیا ہے اور اگر اقوال مفسرین بھی بیان کرنا
تھا تو تمامی اقوال کو بیان کرتے والا یہہ ترجیح بلا مرجح کیون ؎

سب ہی ہین عجز سے درگاہ مین تیری حاضر	سرو آزاد ہے کچھ خادم درگاہ نہین

قولہ الرجال قوامون علی النساء مرد عورتون کے سر دھرے ہین
سورہ نساء رکوع ۶۔

۲ قول سر دھرے کا لفظ عام فہم نہین اسلئے واضح و عام فہم وہی
ترجمہ ہے جو مولانا عبد القادر رح نے لکھا ہے مرد حاکم ہین عورتون پر
قولہ تبغوا علیهن سبیلا تو تم بھی ان پر ناحق کے چھدرے
رکھنے کے پہلو نہ ڈھنڈھتے پھرو سورہ نساء رکوع ۶۔

۲ قول۔ چھدرے کا لفظ ڈپٹی صاحب نے کئے مقام پر استعمال کیا ہے اور چھٹے پارہ مین لفظ سبیل کا ترجمہ بھی آپ نے چھدا ہی لکھا ہے اور وہان پر ایک مختصر سا یہہ حاشیہ بھی چڑھایا ہے کہ ٹھینٹھہ ہندی مین چھدا الزام کو کہتے ہین۔ پس مین کہتا ہون کہ یہہ ایسی ٹھینٹھہ ہندی ہے کہ ہر اطراف کے ہندوستانیون کے لئے اس سے الزام ہی بہتر ہے کیونکہ گو دہلی و اطراف دہلی مین یہہ لفظ مستعمل ہو لیکن اور اطراف کے لوگ اس لفظ سے عموماً آشنا نہین اسی وجہہ سے مولانا عبد القادر صاحب نے اسکا ترجمہ الزام ہی لکھا ہے پس ایک فصیح و مشہور لفظ کو چھوڑکر ناحق ایک ایسے غیر مانوس لفظ کو جسے ہر اطراف کے لوگ نہ سمجھتے ہون قرآن ایسے متبرک و ضروری کتاب کے ترجمہ مین اختیار کرنا کیا ضرور ہے۔

قوله ولا یظلمون فتیلا اور ظلم نو کسی پر ایک تس برابر بھی نہوگا سورہ نسار رکوع ۔ ۷۔

۲ قول تس کا لفظ عام فہم نہین اسلئے اسکے حاشیہ مین جو ریشہ کا لفظ لکھا گیا ہے اگر وہی نقش ترجمہ مین لکھا گیا ہوتا تو حاشیہ نویسی کی زحمت نہ اوٹھانی پڑتی اور ترجمہ عام فہم ہوجاتا اور اگر

مولانا عبد القادر رح نے جو لکھا ہے۔ اور او نپر ظلم نہوگا تاگی برابر۔ لکھا جاتا تو بیشک عموماً عام فہم ہوتا کما لا یخفی۔

قولہ لا یؤتون الناس نقیرا لوگون کو تل برابر بھی دینا نہین چاہتی۔ ف اصل مین نقیر کہتے ہین اوس ننھے سے گرٹھے کو جو چھوہارے کی گٹھلی مین ہوتا ہے عرب مین چھوہارون کی کثرت ہے اسلئے اونکی بولی مین حد درجہ کی کمی کے لئے چھوہارے کے اوس ننھے سے گرڑھے کی تمثیل دیجاتی ہے جیسے ہمارے بان رتی۔ تل۔ رائی۔ ذرہ۔ وغیرہ انمین سے ہمنے تل کا ترجمہ اختیار کرلیا ہے۔ سورہ نساء رکوع۔ ۸۔

اقول جبکہ اس لفظ سے غایت درجہ کی قلت ہی مراد تھی تو وہ تل اور۔ رائی۔ کے اعتبار سے ذرہ ہی مین زیادہ پائی جاتی تھی پس اس مطلب کو آپنے اسی سے کیون نہ ادا کیا اگر فرمایئے کہ مینے یہہ مولانا عبد القادر صاحب کے ترجمہ سے اوڑالیا ہے تو کہا جائیگا کہ مولانا کا ترجمہ آپکے نزدیک مسلم ہی کب ہے اور اگر یہی تھا تو جیسے آپنے باغراض خاص کہین کہین مولانا کے بعض فائدون سے فائدہ اوٹھاکر اونکا

اسم سامی و نام نامی لکھدیا ہے ویسیہی یہان بھی لکھ دیتے تاکہ آپ
پر تندلیس کا الزام نہ عاید ہوتا اور ٹبرے بول (یہنے تل کا ترجمہ اختیار
کرلیا ہے) سے خود لپسندی کا دھبانہ لگتا۔ پس جب آپنے یہہ نہ کیا تو اس
صورت مین یا تو آپ کو ذرہ لکھنا مناسب تھا کیونکہ اوس سے کوئی
چھوٹی چیز نہین یا بمناسبت لفظ وہ لکھتے جو ترجمہ رفیعیہ مین ہے کہ
کے شگاف برابر اور اگر اسکو نہ لکھتے تو یہ تو ضرور تحریر فرماتے جو آپکے
سیدنے اختیار کیا ہے۔ کہجور کے گٹھلی کے ڈرار برابر بھی۔

قوله ام یحسدون الناس علی ما اتاھم اللہ من فضلہ۔ یا ان
جو اپنے فضل سے لوگون کو نعمت قرآن عطا فرمائی ہے اور ... کرتے
ہین سورہ نسار رکوع۔ ۸۔

۲ اقول قرآن مین تو فضل اللہ عام ہے پھر اسکو ایک نعمت قرآن
ہی سے خاص کرنا کیا ضرور ہے لم حجرت واسعا اور ...
کشادہ کو تمنے کیون تنگ کیا
کے اقوال کے طرف آئے تو مفسرین نے جیسے فضل قرآن کو لکھا
ویسیہی یہ بھی لکھا ہے کہ اللہ تعالی نے ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم کو نو بیبیان دی تہین اسی پر یہود نا مسعود وغیرہ جلے مرتے

ہے چنانچہ تفسیر در منثور مین لکھا ہے عن ابن عباسؓ قال قال
ابن عباسؓ سے روایت ہے کہا کہ اہل کتاب نے
اھل الکتاب زعم محمدٌ انه اوتی ما اوتی فی تواضع و له
کہا کہ محمد خیال کرتے ہین کہ مجھکو بہت تواضع دیگیی ہے حالانکہ انکی نو بیبیان ہین اور انکی ہمت
تسع نسوة ولیس ھمه الا النکاح فای ملك افضل من ھذا
ہمیشہ نکاح ہی مین رہتی ہے پس اس سے بڑھکر کون سلطنت ہوگی تب اللہ تعالے نے اس آیت کو اوتارا
فانزل الله ھذه الایة ام یحسدون الناس علی ما اتاھم الله
بلکہ حسد کرتے ہین لوگ اس پر کہ دیا اللہ نے اپنے فضل سے پس بیشک دیا ہمنے ال ابراہیم کو
من فضله فقد اتینا ال ابراھیم الکتاب والحکمة واتینٰھم
کتاب اور حکمت اور دیا ہمنے اونکو بڑا ملک۔
ملکا عظیما۔

لیکن چونکہ ڈپٹی صاحب تعدد ازدواج سے کانپتے ہین اسلئے شاید آپنے
اس فضل کو اسی مین محدود کر دیا ہے مگر ظاہر ہے کہ عام خاص نہین ہوتا
اور دریا کوزہ مین نہین سما سکتا۔

قوله ومنھم من صدّ عنه اور کوئی اوس سے ٹھٹک رہا سورہ
نسار رکوع ۔ ۸ ۔

اقول ٹھٹک ایک نہایت ہی کریہہ لفظ ہے اسکے بدلے یہہ البتہ
واضح و فصیح ہے باز رہا جیسا کہ ترجمہ رفیعیہ مین ہے اور آپکے
سمدھیہ نے لکھا ہے رک گئے۔

قوله یا ایھا الذین امنوا اطیعوا الله و اطیعوا الرسول و

اولی الامر منکم فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الاخر ذلک خیر و احسن تاویلا

مسلمانو اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور جو تم مین سے صاحب حکومت ہین (انکا بھی) پھر اگر کسی امر مین تم (اور حاکم وقت) آپس مین جھگڑ پڑو تو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لانے کی شرط یہہ ہے کہ اس امر مین اللہ اور رسول (کے حکم) کے طرف رجوع کرو (کہ) یہ (تمہارے حق مین) بہتر ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی (یہی طریقہ) بہت اچھا ہے۔ سورہ نسا رکوع۔ ۸۔

اقول فقط حاکم وقت کی قید یہان پر بیموقع ہے ملا احمد جیون صاحب نور الانوار اوستاد عالمگیر بادشاہ تفسیر احمدی مین لکھتے ہین والحق ان المراد کل اولی الحکم اماما کان او امیرا سلطانا
حق یہہ ہے کہ مراد اس سے ہر حکم والے ہین امام ہو یا امیر یا بادشاہ ہو
کان او حاکما عالما کان او مجتہدا قاضیا کان او مفتیا علی حسب
یا حاکم ہو عالم ہو یا مجتہد قاضی ہو یا مفتی بحسب مرتبے تابع اور متبوع کے
مراتب التابع والمتبوع لان النص مطلق فلا یقید من غیر دلیل الخصوص
کیونکہ نص مطلق ہے پس بغیر دلیل خصوص کے کسی ایک مین تقیید نہیں ہو سکتا
انتھی اسلئے مولانا عبد القادر رح فائدہ مین افادہ فرماتے ہین اختیار والے بادشاہ اور قاضی اور جو کسی کام پر مقرر ہو اوسکے

حکم پر چلنا ضرور ہے جب تک وہ خلاف خدا اور رسول حکم نکرے
اگر صریح خلاف کرے تو وہ حکم نہ مانے اگر دو مسلمان جھگڑتے ہین ایک نے
کہا چل شرع مین رجوع کرین دوسرے نے کہا مین شرع نہین سمجھتا یا مجھے
شرع سے کام نہین وہ بیشک کافر ہوا -

قولہ حدیث مین آیا ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک بار
کوہ احد پر تشریف رکھتے تھے اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان
رضی اللہ عنہم ساتھ تھے اتنے مین بھونچال آیا تو آپنے فرمایا کہ اے احد ٹھہر جا
کہ اسوقت تجھپر نبی (یعنی مین) اور صدیق (یعنے حضرت ابو بکر) اور شہید
(یعنی حضرت عمر اور عثمان رض) ہین غرض اس حدیث نے نبی اور صدیق اور
شہید کی تفسیر کر دے الخ حاشیہ آیت ومن یطع اللہ الخ سورہ
نسار رکوع - ۹ -

۲ قول ڈپٹی صاحب نے جس حدیث کا یہ ترجمہ لکھا ہے اوسکے یہ الفاظ
ہین عن قتادۃ رض ان انس بن مالک حدثھم ان نبی اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم صعد احدا فتبعہ ابو بکر و عمر و عثمان فرجف بھم
فضربہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برجلہ وقال اثبت احد

بنی وصدیق وشہیدان رواہ ابوداود

اس سے یہہ کہان ثابت ہوتا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پہلے سے احد پر تشریف رکھتے تھے اور یہہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم بھی وہان آپ کے ساتھہ موجود تھے کہ بھونچال آیا بلکہ یہ ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسپر صعود فرمایا اور ان حضرات صحابہ رضنے بھی آپکے پیروی کی پس انکی عظمت کے سبب سے احد کانپ اوٹھا تب آپنے اپنے قدم مبارک سے اوسکو مارا اور یہ فرمایا کہ اے احد ثابت رہ تجھپر نبی اور صدیق اور دو شہید ہین۔ پس اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ رضی اللہ عنہم کی جو ایک عظمت غیر معتاد جسکو معجزہ وکرامت کہتے ہین ثابت ہوتی تھی وہ ڈپٹی صاحب کے عنوان تلخیص وترجمہ حدیث سے بالکل اوڑ گئی کیونکہ اس سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہہ حضرات اوسپر تھے اور اتفاقیہ اوسیوقت بہونچال بھی آگیا جیساکہ وقتاً فوقتاً ہوا ہی کرتا ہے۔ ببین تفاوت رہ از کجا ست تا بکجا۔

علامہ فتنی مجمع البحار مین لکھتے ہین اھتز العرش لموت
سعد کے موت سے عرش ہل گیا
سعد الھز لغۃ الحرکۃ والاضطراب فضیلۃ لہ کما کان رجف
ہز کے معنے لغت مین حرکت اور اضطراب کے ہے یہ اونکے فضیلت کے تئے تھا جیسے احد پہاڑ

جعل احد فضیلۃ لمن کان علیہ وھو النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اون لوگون کی فضیلت کے لئے بل کیا جو لوگ اوس پیر تھے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
واصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعی۔
اور آپ کے اصحاب رضوان اللہ عنہ تھے

قولہ واذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منہا او ردوھا۔

اور جب تمکو کسی طرحپر سلام کیا جاسے تو تم اوسکے جواب مین اوس سے
بہتر طور پر سلام کرو یا کم سے کم ویسا ہی جواب دو۔ سورہ نسار رکوع ۱۱۔

۲ **قول** آپ کے سرسید اس آیت کا یہہ ترجمہ لکھتے ہین۔ اور جب تم کو
دعا دیجاسے سلامتی کی دعا دو یا اوسی دعا کو الٹ کر کہو اور مولانا
عبد القادر فائدہ مین افادہ فرماتے ہین مثلاً کوئی کہے
۲ السلام علیکم تو واجب ہے اوسکا جواب اگر برابر چاہے تو وعلیکم السلام
اور اگر زیادہ ثواب چاہے تو ورحمۃ اللہ بہی اور اگر اوسنے یون
کہا تو آپ کہے وبرکاتہ انتہی۔

اور سورہ نور کی آیت فسلموا کے فائدہ مین افادہ فرماتے
ہین اور تقید فرمایا سلام کا آپس کی ملاقات مین اس سے بہتر
دعا نہین جو لوگ اسکو چھوڑ کر اور لفظ ٹھہراتے ہین اللہ کے
تجویز سے اونکی تجویز بہتر نہین۔ آب ان دونون ترجمون اور دونو

فائدون سے دعا کا انواع واقسام پر ہونا اور سلام کا کمی بیشی الفاظ کے ساتھ ایک طریقہ خاص پر ہونا ثابت ہے جو مسلمانون کا سلام مسنون ہے لیکن ڈپٹی صاحب توکسی طرح پر سلام کیا جاے لکھکر ۔ گوڈ مورننگ ۔ گوڈ ایوننگ گوڈ بائی ۔ کورنش وبندگی مجرا اور رام رام وستیارام ونمس کار وجی جی وغیرہ وغیرہ ہر ملت ومذہب کے ہر روش والفاظ سلام کو معاذ اللہ قرآن سے ثابت کیا چاہتے ہین اور اسکی شرح وتائید اپنے ایک قصیدہ مین جو رپورٹ سالانہ مدرسہ طبیہ دہلی سال یازدہم مطبوعہ سنہ ۱۳۱۷ ہجری مین چھپا ہے یون تحریر فرماتے ہین ۔ ع

ہمارا مذہب ہے صلح سب سے ہو کوئی ہندو کوئی مسلمان
سلام اسکو اگر کیا ہے تو اس سے بھی رام رام کر دے

پس صاحبان دین وعلماء مسلمین انصاف فرماوین کہ اس ترجمہ مین قرآن سے کیسے نامعقول وگندے مضمون کے اثبات کی کوشش کیگئی ہے نعوذ باللہ منہ ع

ہم خدا خواہی وہم دنیاء دون	این خیالست ومحالست وجنون

قولہ واذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوۃ

ان خفتم ان یفتتکم الذین کفروا مسلمانو جب تم جہاد کے لئے کہین کو جاؤ اور تمکو خوف ہو کہ نماز پڑہنے مین کہین کافر تمسے چھیڑ چھاڑ نہ کرنے لگین تو تمپر کچھہ گناہ نہین کہ نماز مین کچھہ گھٹا دیا کرو ف

کچھہ گھٹا دینے سے چار رکعت کا دو رکعت کر دینا مراد ہے اور اتنا بھی موقع نہ ملے تو ایک ہی پر کفایت کرے جیسا کہ احادیث مین آیا ہے اور اسکا بھی موقع نہ ملے تو قضا کرے جیسا کہ پیغمبر خدا اور حضرت عمرؓ سے غزوہ خندق مین عصر کی نماز قضا ہوگئی تھی تو مغرب کے ساتھہ ادا کی یہہ آیت مجاہدین کے صلوٰۃ الخوف کے متعلق ہے اور عام مسافرون کا قصر صلوٰۃ احادیث سے ثابت ہوا ہے۔ سورہ نسار رکوع - ۱۵ -

اقول ۲ واذا ضربتم فی الارض کا ترجمہ جب تم جہاد کے لئے کہین کو جاؤ تقیید بقید زائد ہے کیونکہ اسکا ترجمہ یہی ہے کہ جب تم زمین پر چلو یا کہین کو جاؤ یا جب تم سفر کرو - افسوس ہے کہ ڈپٹی صاحب نے اپنی تحقیق و من ثانی معنے کے جھونک مین منتخب بھی نہ یاد رکھا کہ اوسمین بھی مطلق ہی لکھا ہے الضرب رفتن برروی زمین -

ثانیا ڈپٹی صاحب کے ترجمہ و حاشیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انکے نزدیک

یہہ دونون آئتین صلوٰۃ الخوف ہی سے متعلق ہین اور صلوٰۃ القصر کا بیان
قرآن مین نہین ہے بلکہ حدیثون ہی سے ثابت ہے لیکن مولانا شاہ
عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ پہلی آیت کے فائدہ مین افادہ فرماتے ہین سفر
جو تین منزل کا ہو اوس مین چار رکعت فرض مین سے دو ہی پڑھنی چاہئین
اور کافرون کے ستانیکا ڈر اوس وقت تھا جب یہہ حکم آیا اس تقریب سے معافی
ملی ہر وقت کو اور پوری نہ پڑھے کہ اللہ صاحب کے بخشش سے بی پروائی ہوتی
ہے اور سنت کا تقید سفر مین نہین رہتا انتہیٰ اور دوسری آیت کے فائدہ مین
لکھتے ہین۔ یہہ نماز خوف فرمائی کہ اگر وقت مقابلہ کا ہو تو فوج دو حصہ
ہو جاوے ہر جماعت آدہی نماز مین امام کے شریک اور آدھی جدی پڑہے
جب تک دوسری جماعت دشمن کے مقابل رہے اور اوس وقت نماز مین آمد
و رفت معاف ہے اور ہتیار اور زرہ یا سپر ساتھ رکھین اور اگر اسقدر بھی فرصت
نہو تو جماعت موقوف کرین تنہا پڑھہ لین پیادہ اور سوار باشارہ اگر
یہہ بھی فرصت نہ ملے تو قضا کرین انتہیٰ پس ان دونون فوائد قادریہ
سے معلوم ہوا کہ صلوٰۃ الخوف اور صلوٰۃ القصر دونون قرآن سے ثابت
ہین اور ملا احمد جیون تفسیر احمدی مین پہلی آیت کے تفسیر مین لکھتے

ہین هذه هی الاٰیة التی استدل بها علی ان قصر الصلوٰة للمسافر
اس آیت سے اس بات پر دلیل قایم کیگئی ہے کہ نماز قصر کرنا مسافر کے لئے رخصت ہے
رخصة اور دوسری آیت کے تفسیر مین لکھتے ہین هذه هی الاٰیة استدل
اس آیت سے خوف کی نماز
بها علی صلوٰة الخوف بالجماعة وانما ترك فی الاٰیة قید الخوف لان
کو جماعت سے پڑھنے پر دلیل قایم کی گئی ہے اور آیت مین خوف کی قید اسلئے متروک ہوئی کہ جبکہ یہ آیت
هذه الاٰیة لما کانت متصلة بالاٰیة التی ذکر فیها
اوس آیت سے متصل ہے جس مین لفظ خوف ہے تو وہی کفایت سمجھی گئی

قوله سورة المائدة نزلت بالمدینة غیر آیة الیوم اکملت لکم ثم التوبة وهی مائة وعشرون آیه - سورہ مائدہ مدینہ مین نازل ہوئی اور اسکے ایک سو بیس آیتین ہین -

اقول اسمین جتنی عبارت پر مینے خط کھینچدیا ہے معلوم نہین اوسکا ترجمہ کیون چھوڑ دیا گیا ہے پس اسکی پوری عبارت کا یہ ترجمہ ہے کہ سورہ مائدہ مدینہ مین نازل ہوئی سوا آیت الیوم اکملت لکم کے اسکے بعد سورہ توبہ نازل ہوئی اور اسکی ایک سو بیس آیتین ہین -

قوله ان اللّٰه سریع الحساب خدا جھٹکی بھر مین حساب لیگا سورہ مائدہ رکوع - ۱۱

اقول جھٹکی کا لفظ فصیح اور عام فہم بھی نہین ہے اسلئے اسکا واضح وہی ترجمہ ہے جو آپکے سرسید نے لکھا ہے اللّٰه جلد حساب لینے والا ہے -

قولہ والسارق والسارقة فاقطعوا ایدیھما جزاء بما کسبا نکالا
من الله والله عزیز حکیم اور مرد چوری کرے تو اور عورت چوری کرے
تو انکے (اس) کرتوت کے بدلے مین (بلا امتیاز) دونون (دھنے)
ہاتھ کاٹ ڈالو (یہہ) تعزیر ان کے حق مین خدا کے طرف سے قرار پائی ہے
اور الله زبردست اور انتظامی مصلحتون سے خوب واقف ہے۔ سورۂ مائدہ
رکوع۔ ۶۔

اقول لفظ کرتوت کو ڈپٹی صاحب نے کئی مقام پر استعمال کیا ہے حالانکہ
کرنی کرتوت خاص عورتون کا محاورہ ہے۔ رنگین ؎

بولی پہچان کر وہ اسے رنگین	ہین نظر مین مرے تیرے کرتوت

دوسرے نکال کا ترجمہ تعزیر وہ بھی حد کے مقام پر محض بموقع ہے۔
تیسرے عزیز حکیم اللہ کے صفات عامہ مین سے ہین پس اسکو انتظامی مصلحتون
ہی کے واقفیت سے محدود کرنا تحدید بغیر حدہ ہے۔
پس بوجوہ مذکورہ بالا وہی ترجمہ صاف و صحیح ہے جو مولانا شاہ عبدالقادر
صاحب نے لکھا ہے اور جو کوئی چور ہو مرد یا عورت تو کاٹ ڈالو انکے ہاتھ
سزا انکی کمائی کے تنبیہ اللہ کے طرف سے اور اللہ زور آور ہے حکمت والا

قوله سمعون للكذب سمعون لقوم اخرين لم ياتوك كنسوييان ليتے
پھرتے ہین (اور) کنسوییان (بھی) لیتے پھرتے ہین (تو) دوسرے (دوسرے)
لوگون کیواسطے جو (ہنوز) تمہارے پاس (تک) نہین آئے کسی بات
کی ٹوہ لگانا اور اوسکے درپے ہونا کہ فلان جگہہ کیا تذکرہ تھا اسی کو اردو مین
کنسوئیان لینا کہتے ہین۔ سورہ مائدہ رکوع ۔ ۶ ۔

اقول اولا ٹوہ اور دوسرے کنسوئیان یہہ دونون لفظ عام اردو نہین
ہین اسلئے اسکا صاف اور عام فہم وہی ترجمہ ہے جو مولانا عبد القادرؒ
نے لکھا ہے جاسوسی کرتے ہین جھوٹھہ بولنے کو اور جاسوس ہین دوسری جماعت

قوله سورة الانعام نزلت بمكة الا قل تعالوا الى اخر ثلاث ايات
بين مكة والمدينة وهي مائة وخمس وست وستون اية سوره انعام
مکہ مین نازل ہوئی اور اسکی ایک سو پینسٹھہ آیتین ہین۔

اقول اسمین جتنی عبارت پر مینے خط کھینچدیا ہے اسکا ترجمہ چھوڑ دیا گیا
ہے پس پورا ترجمہ یہہ ہے کہ سورہ انعام مکہ مین نازل ہوئی مگر قل تعالو
تین آیت تک مکہ اور مدینہ کے درمیان مین نازل ہوئی اور اسمین ایک سو
پینسٹھہ یا چھیاسٹھہ آیتین ہین اور جیسے ڈپٹی صاحب نے یہہ ترجمہ چھوڑ دیا ہے

ایسیہی عنوان بیان مین یہہ عبارت ترک کردیا ہے ۱۸ و ما قدروا الله ۲ الایات ۲ الثلث جیسا کہ تفسیر جلالین مین موجود ہے جیسے پہلی تین آیتین مکی ہونے سے مستثنے ہین ویسیہی یہہ تین آئتین وما قدروا الله آخر تک اس سے مستثنی ہین۔

قوله وهو القاهر فوق عباده اور اپنے بندون پر ضابطہ ہی ف ضابطہ سے یہہ مراد ہے کہ سب بندہ اوسکے قبضہ قدرت مین ہین اور اسکے آگے عاجز ہین۔

۲ قول کیا ضرور تھا کہ ترجمہ مین ایسا لفظ لکھا جاے کہ جسکی شرح و تفسیر کرنیکی ضرورت پڑے اوسے ڈھنگ مین کیون نہ ترجمہ کیا گیا جسکو مولانا شاہ عبدالقادر صاحب نے اختیار کیا ہے۔ اوسیکا زور پہونچتا ہے اپنے بندون پر۔

۳ قوله وفی اذانهم وقرا اونکے کانون مین ٹینٹ سورہ انعام رکوع ۳

۲ قول اله آباد سے پورب کے لوگ ٹینٹ دھوتی کے بیچ کو کہتے ہین چنانچہ کل ایک شخص ساکن ضلع اعظم گڈہ کے سامنے جو یہہ لفظ تلفظ کیا گیا تو فورًا اوسنے کمر پر ہاتھ رکھا الغرض یہہ لفظ بھی عمومًا عام فہم نہین ہے اسلئے ڈپٹی

صاحب کو لازم تھا کہ اگر وقر کا لفظی ترجمہ لکھتے تو بوجھا لکھتے۔ جیسا کہ ترجمہ رفیعیہ اور قادریہ مین لکھا گیا ہے۔ اور اگر زمانہ حال کے محاورہ کے موافق مرادی معنی لکھتے تو یون لکھتے کہ اونکے کانون مین بھرا پن ہے۔

قل ھل یستوی الاعمی والبصیر آیا اندھا اور سونکھا (دونون) برابر ہو سکتے ہین۔

۲ **اقول** سونکھا بھی عام فہم لفظ نہین ہے اسلیئے مولانا شاہ **عبدالقادر** صاحب اندھا اور دیکھتا لکھتے ہین اور مولانا **رفیع الدین** صاحب اندھا اور آنکھون والا تحریر فرماتے ہین پس آن عام فہم لفظون کے رہتے ہوے ایسے کریہہ وغیر مانوس لفظ کو استعمال کرنا کیا ضرور تھا۔

قولہ الذین یخوضون فی ایاتنا جو ہماری آیتو نکا مشغلہ بنا رہی ہون سورہ انعام رکوع - ۸ -

۲ **اقول** چونکہ مشغلہ کا استعمال خیر و شر دونون مین ہوتا ہے اسلیئے اسکا واضح اور مطلب خیز وہی ترجمہ ہے جو مولانا **رفیع الدین** صاحب نے لکھا ہے کہ ہماری آیتون مین جھگڑتے ہین۔ یا جیسا کہ عام تفسیرون مین لکھا ہے ہمارے آیتون سے مسخرا پن کرتے ہین۔

قوله وهو الذي خلق السّمٰوات والارض بالحق اور وہی (قادر مطلق

ہے) جسنے کسی مصلحت (خاص) سے آسمان و زمین کو پیدا کیا۔ سورہ انعام

رکوع - ۹ -

۲ قول مولانا عبد القادر صاحب اسکا یہہ ترجمہ لکھتے ہین۔ اور وہی

ہے جسنے ٹھیک بنائے آسمان و زمین۔ پس معلوم نہین کہ ڈپٹی صاحب

بالحق کا ترجمہ (کسی مصلحت خاص سے) کس مصلحت خاص سے لکھتے ہین اسکی

تحقیق کے لئے جو مینے تفسیر کبیر (جس سے یہ حضرت اکثر مضامین نقل کیا کرتے

ہین) کھولا تو اوسمین یہہ نکلا۔ واما انه تعالی خلقهما بالحق فهو نظير

اور لیکن اللہ تعالی ان دونونکو ساتھ حق کے پیدا کیا تو یہہ اللہ تعالی کے اوس قول

لقوله تع فی سورة آل عمران ربنا ما خلقت هذا باطلا وقوله وما

کے مانند ہے جو سورہ آل عمران مین ہے ای ہماری پروردگار تونے اسکو باطل نہین بنایا اور قول اوسکا اور نہ پیدا کیا ہمنے

خلقنا السماء والارض وما بينهما لاعبين ما خلقناهما الا بالحق وفيه

آسمان اور زمین اور انکے درمیانی چیزون کو کھیل بیفائدہ نہ پیدا کیا مینے ان دونون کو مگر ساتھ حق کے اور اسمین دو

قولات

قول ہین -

۲ الاول وهو قول اهل السنة انه تعالى مالك لجميع المحدثات

پہلا اور یہی اہل سنت کا قول ہے کہ اللہ تعالی تمامی محدثات اور مخلوقات کا مالک ہے

مالك الكائنات وتصرف المالك فی ملكه حسن وصواب على الاطلاق

اور مالک کا اپنے ملک مین تصرف کرنا مطلقاً بہتر و حق ہے

وحقا على الاطلاق

والثانی وهو قول المعتزلة ان معنى كونه حقا انه واقع على وفق

اور دوسرا اور یہہ قول معتزلہ کا ہے کہ حق ہونے کے یہہ معنی ہے کہ یہہ مکلفین کے مصلحتون کے موافق

مصالح المکلفین مطابق لمنافعھم انتھی۔
اور اسکے منافع کے مطابق ہے۔
پس اس سے ثابت ہوا کہ اسمین یہی مصلحت خاص تھی کہ اہلسنت کا قول چھوڑا جاے اور معتزلہ کا قول (جنکو نیچری اور فری تھنکر (آزاد منش لوگ) ایک دانشمند فرقہ سمجھتے ہین) اختیار کیا جاے ورنہ دیدہ و دانستہ اسکے اختیار کرنیکی اور کونسی وجہہ وجیہہ ہوسکتی ہے ٥

تمھین تقصیر اوس بت کی ہے یا میری خطا لگتی	مسلمانو ذرا انصاف سے کہیو خدا لگتی

جاننا چاہیے کہ قرآن شریف مین جہان جہان یہہ عبارت ہے تمام ڈپٹی صاحب نے یہی کارستانی کی ہے پس ہمارے رسالہ کے پڑھنے والے اون سب مقامات کے لئے ہمارے اس تحقیق کو یاد رکھین۔ ٥

بھلادے دل سے ظفر اور تذکرے سارے	وہ یاد رکھہ کہ جو ہین اوسکے یاد کی باتین

قوله فاخرجنا به نبات کل شئ فاخرجنا منه خضرا نخرج منه حبا متراکبا۔ ہم ہی نے اس سے ہر قسم کی روئیدگی کے کوئی نکالے ف ۱ دانے سے جو چیز سب سے پہلے پھوٹتی ہے اسی کو کویا کہتے ہین یہہ کوین سے ہم ہی نے ہری ہری ٹھنیان نکال کھڑی کین کہ اونسے ہم گتھے ہوے دانے نکالتے ہین سورہ انعام رکوع ۱۳۔

۲ اقول جسکو ڈپٹی صاحب نے یہان کویا لکھا ہے اوسی مفہوم کو سورہ فتح
مین اخرج شطأہ کے ترجمہ مین سوئی سے ادا کیا ہے پس گو دہلی اور اطراف
دہلی مین کویا اور سوی مستعمل ہو لیکن الہ آباد سے پورب یہہ دونون لفظین
اس معنی مین کہین مستعمل نہین ادہر اسکو انکھوا اور صوبہ بہار مین ڈبہی
کہتے ہین پس ایسے محدود لفظ مین قرآن ایسے عام حاجت کی کتاب کا ترجمہ
کرنا مناسب نہین مولانا عبد القادر وغیرہ نے جیسے عام فہم لفظ مین شرحوا
مطلب خیز یہہ ترجمہ کیا ہے اوسی پیرایہ مین اگر کیا جاتا تو کیا نقصان تھا۔
پھر نکالے ہمنے اوس سے اوگنے والی ہر چیز پھر اوسمین سے نکالا سبزہ جس سے
نکالتے ہین الخ

قولہ ان شریرون کا ایک دوسرے کو اغوا کرنا۔
۱ اقول چونکہ قرآن کا ترجمہ محض اردو خوان لوگون کے لئے تیار کیا گیا ہے
اسلئے اگر اغوا کا ترجمہ بہکانا وغیرہ لکھا گیا ہوتا اور علی ہذا القیاس جملہ وما
یشعرون کے تحت مین جو لفظ عربی لفظ لکھا گیا ہے اوسکی جگہہ پر بھی وجہ
وغیرہ کوئی عام فہم لفظ لکھا گیا ہوتا تو بہتر تھا۔

قولہ یجعل صدرہ ضیقا حرجا اوسکے سینہ کو تنگ (اور) بھچا

ہوا کر دیتا ہے سورہ انعام ——— رکوع ۔ ۱۵

اقول ڈپٹی صاحب نے بھچا کا لفظ یہان اور سورہ توبہ مین بعضون کے ترجمہ مین بھی استعمال کیا ہے حالانکہ یہہ لفظ عام فہم نہین ہے مولانا رفیع الدین صاحب لکھتے ہین تنگ و بند بس یہہ البتہ عام فہم ہے اور ضیق کے بعد حرج کا لفظ یا تو اوسکی تاکید کے لئے ہے یا ضیق کے معنے مطلق تنگ کے ہے اور حرج کے معنے نہایت ہی تنگ کے ہے چنانچہ تفسیر کبیر مین لکھا ہے قال الزجاج الحرج فی اللغۃ اضیق الضیق ومعناہ

زجاج نے کہا کہ حرج کے معنے لغت مین بہت ہی تنگ کے ہے ۔

انہ ضیق جداً انتہی ۔

قولہ دنیا مین آدمی اور جنات یعنے شیاطین دو قسم کی مخلوق ہین حاشیہ آیت یا معشر الجن الخ ۔ سورہ انعام رکوع ۔ ۱۵ ۔

اقول جنات کے معنے عموماً شیاطین بیان کرنا صحیح نہین کیونکہ جنات مین اچھے برے دونون ہوتے ہین جو برے ہین وہی شیاطین ہین نہ کہ سب جنات شیاطین ہین امام رازی تفسیر کبیر مین لکھتے ہین اعلم ان طوائف المکلفین

جان کہ مکلفین چار گروہ ہین

اربعۃ الملائکۃ والانس والجن والشیاطین واختلفوا فی الجن

فرشتے اور انسان اور جن اور شیاطین اور جن اور شیاطین مین لوگونکے اختلاف

والشیاطین فقیل الشیاطین جنس والجن جنس اخر کما ان الانسان

کیا ہے پس بعضون نے کہا کہ شیاطین ایک جنس ہین اور جن دوسرے جنس ہین جیسے انسان ایک جنس ہے

جنس والفرس جنس اخر وقيل الجن منهم اخيار ومنهم اشرار والشيطان
اور گھوڑے دوسرے جنس ہین اور بعض نے کہا کہ جن مین اچھے اور برے بھی ہوتے ہین اور شیطان
اسم لاشرار الجن انتهى
برے جنون کا نام ہے
پھر انکی حقیقت کے بیان مین لکھتے ہین فلم لا یجوزان یقال انه جوهر
پھر کیون نہین جائز ہے کہ کہا جاے کہ یہ جوہر جسمیت
مجرد عن الجسمية واعلم ان القائلين بهذا القول فرق الاولى الذين
سے مجرد ہین اور جان کہ اس قول کے کہنے والے کئے فرقے ہین پہلے وہ ہین جنہون نے
قالوا النفوس الناطقة البشرية المفارقة للابدان قد يكون خيرة
کہا کہ نفوس ناطقہ بشریہ جو بدن سے الگ ہین کبھی اچھے اور کبھی برے
وقد يكون شريرة فان كانت خيرة فهي الملائكة الارضية وان كانت
ہوتے ہین پس اگر اچھے ہین تو وہ زمین کے فرشتے ہین اور اگر شریر ہین تو
شريرة فهي الشياطين الارضية۔
وہ زمین کے شیطان ہین۔
الفريق الثاني الذين قالوا الجن والشياطين جواهر مجردة
اور دوسرے فریق وہ ہین جنہون نے کہا کہ جن اور شیاطین جواہر
عن الجسمية وعلايقها وجنسها مخالف لجنس النفوس الناطقة البشرية
جسمیت سے الگ ہین اور انکے علاقے اور جنس نفوس ناطقہ البشریہ کے جنس سے مخالف ہین۔
ثم ان ذلك الجنس يندرج فيه انواع ايضا فان كانت طاهرة نورانية
پھر اس جنس مین بھی بہت سے نوع مندرج ہین پس اگر طاہرہ نورانیہ ہین
فهي الملائكة الارضية وهم المسمون بصالحي الجن وان كانت خبيثة شريرة
تو یہ زمین کے فرشتے ہین اور انہین کا نام ہے اچھے جن اور اگر خبیث شریر ہین تو یہی
فهي الشياطين الموذية انتهى اور بستان الجن ترجمہ اکام المرجان فی احکام الجان
موذی شیطان ہین۔
مولفہ علامہ ابوبکر شبلی رح مین ہے شیاطین اگرچہ در حقیقت جن ہستند لیکن
در خبث وشرارت وفساد انگیزی ممتاز از مجانسین خود شدہ مغایرت اسمی
ووصفی پیدا کردہ اند چنانچہ در زبان عرب شیطان ودر فارسی دیو ودر

ہندی دیت گویند و کسانیکہ در شرارت و خبث باین پایہ نرسیدہ اندر در لغت عرب جن و در فارسی پری و در ہندی دیونہ گویند انتہی۔

قولہ ومن الانعام حمولۃ وفرشا چارپایون مین بعض بلند قامت بوجھہ اوٹھانے والے پیدا کئے اور بعض زمین سے لگے ہوے جو نہین لادی جاتے ف ۱ جیسے مثلاً اونٹ ف ۲ جیسے مثلاً بھیڑ بکری۔ سورہ انعام رکوع ۱۷

۲ قول فرشا کی تفسیر مین ڈپٹی صاحب لکھتے ہین جو نہین لادے جاتے پس اسکی تفسیر مین اگر یون لکھتے کہ جن پر نہین لادا جاتا تو صحیح و واضح ہوتا اور اسکے فائدہ نمبر ۱۔ اور ۲۔ مین جو یہہ تحریر فرماتے ہین جیسے مثلا تو اگر ایک ہے حرف تشبیہ یعنے جیسے ہی پر بس کرتے یا فقط مثلاً ہی لکھتے تو بیشک اصح ہوتا والا یہہ تکرار بیشک عند الفصحا رلایق رد و قابل انکار ہے

قولہ لعلکم تعقلون تاکہ تم (دنیا مین رہنے کا طریقہ) سمجھو سورہ انعام رکوع۔ ۱۹۔

۲ قول ڈپٹی صاحب کا یہہ تفسیری جملہ محض بقاعدہ تفسیر القرآن برایہ ہے کیونکہ الفاظ متن کے مطابق اگر آپ ترجمہ کرتے تو فقط تاکہ تم سمجھو ترجمہ کرنا مناسب تھا تاکہ عموماً سب کو شامل ہو جاتا اور اگر خواہ مخواہ بخلاف اپنے قرار داد کے

تفسیری جملہ بھی لکھنا ضروری تھا تو دنیا کے ساتھ دین کی بھی قید لگا دیتے
تاکہ آپکے دنیا مین دین بھی شامل ہوجاتا والا یہہ شبہہ پیدا ہوتا ہے
کہ قرآن شریف فقط دنیا مین رہنے ہی کے طریقہ سمجھانے کے لئے نازل
ہوا ہے اور دین و آخرت سے اسکو کچھہ تعلق نہین معاذاللہ وحاشاللہ
ہم مسلمانون کا تو یہہ عقیدہ ہے کہ ہمارے تمامی امورات دینی و مہمات
دنیاوی کے لئے بھی قرآن ہی کافی ہے حسبنا کتاب اللہ۔

قوله سورة الاعراف نزلت بمكة الا واسئلهم عن القرية
خمس ايات ثم الجن وهي مائتان وست ايات سورہ اعراف مکے مین
نازل ہوئی اور اسکی دوسو چھہ آیتین ہین۔

۲ قول جتنی عبارت پر مینے خط کھینچدیا ہے اوسکا ترجمہ نہین ہے۔
پس پورا ترجمہ یہہ ہے کہ سورہ اعراف مکہ مین نازل ہوئی مگر واسئلهم
عن القرية پانچ آیت تک مکہ مین نہین اوتری اور اسکے بعد سورہ جن
نازل ہوئی اور اسکی دوسو چھہ آیتین ہین۔

قوله ثم استوى على العرش عرش پر جا براجا سورہ اعراف رکوع ۔۱

۲ قول سورہ طٰہٰ اور سورہ فرقان مین بھی آپنے اس جملہ کا یہی ترجمہ

بلکہ عرش برین پر جابراجالکہا ہے لیکن یہہ عربی و فارسی و بہاکھا زبان
کا بیچ میل ترجمہ ایسا ہی ہے جیسے کمخواب مین ٹاٹ کا پیوند یا ٹاٹ پر موبخ
کی بخیہ۔ ۵

زندہ ہین تجہسے نام مسیح و کلیم کے	دیکہا نہین بشر کہین اس معجز آجال کا

قولہ الا لہ الخلق والامر سن رکہو کہ خدا ہی کے خلق ہے اور خدا ہی
کا حکم ہے **ف ا** خدا کے طرف سے یہہ ایک منادی ہے اور کلمہ الا اسپر دلالت
کر رہا ہے جیسا کہ ہماری ہندوستان مین غدر ۱۸۵۷ء سے پہلے جو منادی
کیجاتی تہی اسکے الفاظ یہہ ہوتے تہے۔ خَلقُ خدا کی۔ مُلکُ بادشاہ کا۔ حکم
کمپنی بہادر۔ کا منادی کرنے والا جس طرح منادی کرتا تہا اسی کے لحاظ
سے حرکات لگائے گئین۔ سورہ اعراف رکوع ۔ ۷۔

۲ **قول** اس جملہ کے نقل سے ڈپٹی صاحب کی یہہ غرض بہی ہے کہ اس
منادی کے الفاظ بہی قرآن سے ماخوذ تہی بس اسپر وہی مثل صادق آتی ہے ۵

چہ خوش گفتہ است سعدی در زلیخا	الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا

قولہ تتخذون من سہولہا قصورا میدان مین تو محل کہڑے
کرتے **ف ا**۔ ایک معنے یہہ بہی ہوسکتے ہین کہ پولی مٹی سے گارا اور اینٹین

بنا کر محل کھڑے کرتے ہو سورہ اعراف رکوع۔ ۱۰۔

۲ **قول** سہول کے معنی زمین نرم ہے نہ میدان محض اور ریولی مٹی عام فہم نہین ہے اطراف اگرہ و گوالیار وغیرہ مین البتہ یہ لفظ بمعنی بھینگی یا تر یا سنی ہوئی مٹی کے مستعمل ہے مگر ادہر اطراف پورب و بہار مین اس لفظ سے کوئی آشنا نہین۔ ۵

مزا جب ہو کہ سارا میکدہ خندان ہو پیرا نہا	صراحی کی فقط اک قہقہے سے کچہہ نہین ہوتا

قولہ فتولی عنھم وقال یاقوم لقد ابلغتکم رسالۃ ربی ونصحت لکم ولکن لا تحبون الناصحین (جب ثمود پر عذاب نازل ہو چکا) تو صالح اُن (کے پاس سے ٹل گئے اور (چلتے وقت انسے مخاطب ہو کر) کہا کہ بھائیو مین نے اپنے پروردگار کے احکام تمکو پہونچا دے تھے اور تمہاری خیر خواہی کی تھی مگر (تمپر کچہہ ایسی شامت سوار تھی کہ) تم خیر خواہون کو بھی (اپنا) دوست نہین سمجھتے تھے **ف** ۱ قوم کے ہلاک ہوے پیچھے حضرت صالح کا انسے خطاب کرنا طبیعت بشری کا تقاضا ہے کہ انکو زندہ فرض کر کے الزام دیا کہ اگر میری بات مان لیتے تو کیون اس نوبت کو پہونچتے بعینہ اسی طرح ایک واقعہ ہمارے پیغمبر صاحب کو بھی پیش آیا کہ جب بدر مین جب مشرکین

کو شکست ہوئی اور بہت سے مارے گئے اور بہت سے قید ہوے تو آپ نے مقتولین کے لاشون سے مخاطب ہوکر فرمایا هل وجدتم ما وعد ربکم حقا۔ سورہ اعراف رکوع ۱۰۔

اقول یہہ ترجمہ و حاشیہ اوسی صورت مین ٹھیک و درست و بجا ہی خود مفید ہوگا جبکہ تولی بعد الہلاک یعنے حضرت صالح کا قوم کے ہلاک ہونیکے بعد پھرنا تسلیم کیا جاے اور اگر بوقت معاینہ عذاب جیسا کہ بہت سے مفسرین کی تحقیق ہے قرار دیا جاے تو یہہ ترجمہ و حاشیہ دونون مہمل و بیفائدہ ہوگا۔

امام رازی تفسیر کبیر مین لکھتے ہین فتولی عنهم وفیه قولان۔
فتولی عنہم مین دو قول ہین

الاول انه تولی عنهم بعد ان ماتوا والدلیل علیه انه تعالی قال
پہلا یہہ کہ وہ اونسے اونکے مرنیکے بعد پھرے اور اس پر یہہ دلیل ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا
فاصبحوا فی دارهم جاثمین فتولی عنهم والفاء تدل علی التعقیب فدل
فاصبحوا الخ اور ف تعقیب پر دلالت کرتی ہے پس اسپر
علی انه حصل هذا التولی بعد جثومهم۔
دلالت کرتی ہے کہ یہہ پھرنا اونکے مرنیکے بعد تھا۔

والثانی انه علیه السلام تولی عنهم قبل موتهم بدلیل انه خاطب القوم
اور دوسرا یہہ کہ آپ علیہ السلام اون سبہون سے اونکے مرنیکے پہلے ہی پھرے اس دلیل سے کہ اونہون نے قوم
وقال یا قوم لقد ابلغتکم رسالة ربی ونصحت لکم ولکن لا تحبون الناصحین
کو خطاب کیا اور فرمایا کہ بیشک مینے تمکو اپنے پروردگار کا پیغام پہونچا دیا اور تمکو نصیحت کیا لیکن تمنے نصیحت
وذلك یدل علی کونهم احیاء من ثلاثة اوجه۔
کرنے والون کو دوست نہ رکہا اور یہہ تین وجہ سے اونکی زندگی پر دلالت کرتا ہے۔

احدها انہ قال لھم یا قوم والاموات لا یوصفون بالقوم لان
ایک یہہ کہ اونہون نے کہا یا قوم اور مردے لفظ قوم سے موصوف نہین ہوتے کیونکہ لفظ قوم کا
اشتقاق لفظ القوم من الاستقلال بالقیام وذلك فی حق المیت مفقود
اشتقاق استقلال بالقیام سے ہے اور یہہ میت کے حق مین مفقود ہے

والثانی ان ھذہ الکلمات خطاب مع اولئك وخطاب المیت
اور دوسرے یہہ کہ یہہ کلمات اون سبھون کے ساتھہ خطاب ہے اور میت کا خطاب جایز نہین۔
لا یجوز۔

والثالث انہ قال ولکن لا تحبون الناصحین فیجب ان یکونوا بحیث
اور تیسرے یہہ کہ اونہون نے کہا کہ تم سب نصیحت کرنے والون کو دوست نہین رکھتے پس واجب ہے کہ وہ
یصح حصول المحبۃ فیھم وذلك بعد الموت معدوم
اس حیثیت مین ہون کہ اونمین حصول محبت صحیح ہو اور یہہ موت کے بعد معدوم ہے۔
اسکے بعد تکلف کرکے امام رازی نے اسکا جو ایک جواب لکھا ہے اوسیکا نچوڑ
ڈپٹی صاحب نے اپنے حاشیہ کے قالب مین ڈھالا ہے چنانچہ اونکی یہہ عبارت
ہے۔

ویمکن ان یجاب عنہ فیقول قد یقول الرجل لصاحبہ وھو میت
اور ممکن ہے کہ اسکا جواب دیا جاے پس کہے کہ کبھی آدمی اپنے اوس مردہ دوست کو کہتا ہے۔
وکان قد نصحہ فلم یقبل تلك النصیحۃ حتی القی نفسہ فی الھلاك یا
جسکو وہ نصیحت کیے ہوتا ہے اور اسکی نصیحت کو نہین قبول کیا یہانتک کہ اپنے کو ہلاکت مین ڈالا
اخی منذ کم نصحتك فلم تقبل وکم منعتك فلم تمتنع فکذا ھھنا والفائدۃ
ای بہائی مینے تجھکو بہت نصیحت کی مگر تونے نہ قبول کیا اور بہت منع کیا مگر تونے نہ مانا۔ بس ایسہی یہان ہے
فی ذکر ھذا الکلام اما لان یسمعہ بعض الاحیاء فیعتبر بہ وینزجر
اور اس کلام کے ذکر مین یہ فائدہ ہے کہ زندے اسکو سنکر عبرت پکڑین اور ایسے طریقون سے باز رہین
عن مثل تلك الطریقۃ واما لاجل انہ احترق قلبہ بسبب تلك الواقعۃ
اور یہہ اسلیے کہ اس واقعہ سے اوسکا دل جل گیا تھا۔
فاذا ذکر ذلك الکلام فرجت تلك القضیۃ عن قلبہ وقیل یخف علیہ
پس جب اس کلام کو ذکر کیا تو اس قضیہ سے اونکی دل کو کچھہ ٹھنڈک ہوے اور کہا گیا ہے کہ اس مصیبت کا اثر

انزنالت المصیبتہ وذکروا جوابا اخر وھوان صالحا علیہ السلام خاطبھم
بلکا اور کم ہوگیا اور لوگون نے ایک اور دوسرا جواب بہی ذکر کیا ہے اور وہ یہہ ہے کہ صالح علیہ السلام نے اونکے
بعد کونھم جاثمین کما ان نبینا علیہ الصلوۃ والسلام خاطب قتلی بدر فقیل
مرنیکے بعد اونسے یہ خطاب کیا جیسا کہ ہمارے نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے مقتولین بدر سے خطاب کیا تو کسی نے
تتکلم مع ھولاء الجیف فقال ما انتم باسمع منھم ولکنھم لا یقدرون
کہا کہ آپ ان بدبوداشون سے کلام کرتے ہین تو آپ نے فرمایا کہ یہہ تم سے بڑہکر سنتے ہین لیکن جواب نہین دے سکتے
علی الجواب انتھی۔

پس دیدہ و دانستہ منطوق قرآنی کو جو مطلق ہے چھوڑنا اور بہیرایہ تحقیق مفسرین وجوہ محتملہ مین سے ایک ہی وجہ پر قصر وبس کرکے اور وجہہ سے اعراض بحث و اغماض محض کرنا ضرور قلق وشکایت کی بات ہے ٥

ملالتی بجز این نیست آشنایان را	کہ آشنای و بیگانہ وار میگذری

قولہ وما وجدنا لاکثرھم من عھد عہد سے اوس عہد فطری کی طرف اشارہ ہے کہ ہر ایک آدمی فطری سمجہہ کے رو سے خدا کو مانتا ہے اور پھر اوس عہد پر قایم نہین رہتا اور احکام آلہی کے بجالانے مین بے پروائی کرتا ہے حاشیہ آیت ہذا۔ سورہ اعراف۔ رکوع۔ ۱۳

اقول فطرت جسکا دوسرا نام نیچر ہے وہ آپ لوگون کے نزدیک ایک امر غیر متغیر ہے پس اوسکے رو سے خدا کو ماننا اور پھر اوس عہد پر قایم نہ رہنا چہ معنی وارد۔

قولہ قالوا یا موسیٰ اما ان تلقی جادوگرون نے موسیٰ سے کہا کہ اے موسیٰ یا تو تم اپنی لاٹھی سب کے سامنے ڈالو کہ اژدہا بن جاے۔ سورہ اعراف رکوع۔ ۱۴۔

اقول قرآن شریف مین لاٹھی ڈالنے اور پھر اوسکے اژدہا ہوجانیکا ذکر نہین ہے اور یہہ نہ تو حضرت موسیٰ ہی کو پہلے سے معلوم تھا اور نہ جادوگر اس سے واقف و خبردار تھے ہان اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کے معجزہ کے تصدیق کے لئے البتہ ایسا واقع عجیبہ اپنے قدرت کاملہ سے ظاہر کردیا پس واقعہ بعد الوقوع کو قبل از واقعہ بیان کرنا گویا الہام و وحی کو لقمہ دینا ہے ۵

تجھسا کوئی زمانہ مین معجز بیان نہین	آگے تری مسیح کے منہ مین زبان نہین

قولہ فغلبوا ھنالک وانقلبوا صاغرین پس فرعون اور اوسکے لوگ اوس اکھاڑے مین ہارے اور ذلیل و خوار ہوگے۔ سورہ اعراف رکوع ۴

اقول متن مین کوئی ایسا لفظ نہین ہے جسکا ترجمہ اکھاڑا لکھا جاے پس یہہ لفظ اپنے طرف سے زیادہ کیا گیا ہے اگر کوئی کہے کہ یہہ لفظ تفسیر سے لکھا گیا ہے تو کہا جائیگا کہ ڈپٹی صاحب اپنے ترجمہ کو تفسیر ہونے

انکار ہی نہین کرتے بلکہ اس سے متحاشی ہوتے ہین اور پھر اگر تفسیری جملہ ہوتا تو بحسب قرار داد و معمول ڈپٹی صاحب کے یہہ دو خط ہلالی کے درمیان مین لکہا جاتا وازلیس فلیس اور پھر یہہ جملہ خود ایسا صاف و واضح ہی کہ اسکے لئے کسی تفسیری لفظ و جملہ کی ضرورت ہی نہین ہے چنانچہ مولانا عبدالقادر صاحب رہے اس اکہاڑے کے کیا صاف ترجمہ لکہتے ہین تب ہارے اوس جگہہ اور پھرے ذلیل ہوکر۔

قولہ ان ھذا لمکر مکرتموہ فی المدینۃ ہو نہو یہہ تمہارا اور موسی کا فریب ہے کہ باہم اتفاق کر کے تمنے اس شہر مین آکر یہہ پاکہنڈ مچایا ہی سورہ اعراف رکوع - ۱۴ -

اقول یہان اور سورہ یونس مین بھی ان حرف تحقیق کا ترجمہ ہو نہو حرف شک و تردد کے ساتھہ کرنا ڈپٹی صاحب کا محاورہ اور پھر مکر کے بدلے پاکہنڈ بھاکہے کا لفظ لکہنا آپکے ادب و فصاحت کا نمونہ ہی

کان اپنے لبس مصور جنین پکڑ لئے		صورت کا اونہہ نے نام تصویر دیکہکر

قولہ قال ابن ام کہا اے میرے ماجائی بھائی سورہ اعراف رکوع ۱۸

اقول مان جائی بھائی کو ہر اطراف کے لوگ نہین جانتے اسلئے اسکا ایسا

واضح ترجمہ جسکو ہر ملک کے اردو دان لوگ سمجھین یہہ ہے ہیرے ماکے بیٹے

قولہ ۲ ونا تیھم حیتانھم یوم سبتھم شرعا جب اونکے سبت کا دن

ہوتا تو مچھلیان سینہ سپر انکے سامنے آجمع ہوتین سورہ اعراف رکوع ۲۱

۲ **اقول** شرعًا کے معنے ہے پانی کے اوپر آجانا چنانچہ مولانا عبدالقادر صاحب

لکھتے ہین جب آنے لگین اون پاس مچھلیان ہفتے کے دن پانی کے

اوپر۔ بس مچھلیون کا سینہ سپر آنا خاص ڈپٹی صاحب کا محاورہ ہے

لیکن۔ ۹

بنائین بات ہزار آکے حضرت ناصح	پر انکی باتین نہین اعتماد کی باتین

قولہ ان تحمل علیہ یلھث او تترکہ یلھث اگر اسکو کھیدو

گیدو تو زبان باہر لٹکائے رہے اور اگر اسکو اوسی حال پر چھوڑے

رکھو تو بھی زبان باہر لٹکائے رہے سورہ اعراف رکوع۔ ۲۲۔

۲ **اقول** اولا کھیدو رگیدو بمعنے ہانکدو یا نکالدو نہایت ہی کریہہ دہلی والون

کی زبان ہے۔

ثانیا اسکا یہہ موقع بھی نہین چنانچہ ترجمہ قادریہ مین لکھا ہے اسپر تو لادے

تو ہانپے اور چھوڑ دے تو ہانپے اور ترجمہ رفیعیہ مین ہے اگر بوجھہ رکھے تو

اوپر اوسکے زبان لٹکادے یا چھوڑ دے اسکو زبان لٹکادے آور مولانا
شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہین اگر مشقت اندازی بروی زبان از دہن
بیرون افگند واگر معطل بگذاری اورا نیز - بیرون افگند -
پس ظاہر ہے کہ فقط کہید و رکید و سے یہہ مفہوم صحیح و مطلب صریح ظاہر
وادا نہین ہوسکتا - ۵

غلطہای مضامین مت پوچہہ		لوگ نالے کو رسا باندھتے ہین

قولہ یسئلونک عن الساعۃ ایان مرساھا ای پیغمبر لوگ تم سے
قیامت کے بارے مین پوچہتے ہین کہ کہین اوسکا تہل بیڑا ہے - سورہ
اعراف رکوع - ۲۳ -

۲ قول یہ اصطلاحی لفظ عموماً عام فہم نہین ہے اسلئے اسکا عام فہم یہہ
ترجمہ تہا کہین اسکا ٹھکانا بہی ہے اور مولانا عبد القادر صاحب بمناسبت
لفظی یہہ لکہتے ہین کسوقت ہے اوسکا ٹھراو -

قولہ واما ینزغنک من الشیطان نزغ اور اگر شیطان کے
اکسانے سے انتقام وغیرہ کی گدگدی تمہارے دلمین پیدا ہو سورہ اعراف
رکوع - ۲۴ -

۲ قول اسکا واضح ومطلب خیر یہہ ترجمہ ہے۔ اگر شیطان کے طرف سے تمکو کوئی وسوسہ ہو۔ ورنہ نزغ کے معنے گد گدانے یا گدگدی کے نہین ہے بلکہ اسکے معنے کونچنے اور کونچ مارنے کے ہے اور گدگدانے کے عربی دغدغ سے ہے جیسا مولوی ۲ وحدالدین بلگرامی نفائس اللغات مین لکھتے ہین

قوله سورة الانفال مدينة وهي خمس وسبعون اية وعشر ركوعا

سورہ انفال مدینہ مین نازل ہوئی اور اسکی پچہتر آیتین ہین۔

۲ قول اسمین اخیر جملہ کا ترجمہ چھوڑ دیا گیا ہے جسکے معنی ہے اسکے دس رکوع ہین۔

قوله وتودون ان غير ذات الشوكة تكون لكم اور تم چاہتے تھے کہ جسمین لڑنے کا بوتہ نہین وہ تمہارے ہاتھہ آجاے سورہ انفال رکوع۔ ۱۔

۲ قول اس لفظ کو اسی املا سے ڈپٹی صاحب نے کئے جگہہ استعمال کیا ہے حالانکہ یہہ بوتا ہے نہ بوتہ مولوی اوحدالدین بلگرامی نفائس اللغات مین لکھتے ہین بوتا بروزن طوبی بمعنے طاقت است بعربی آن را قوت و بفارسی زور و توانائی ونیر وگویند اور پھر یہ خاص عورتون کا محاورہ

ہے دیکھو اسکی ثبوت کے لئے دیوان جان وغیرہ پس یہہ ترجمہ لفظاً صحیح و فصیح نہین مولانا عبد القادر رح نے اسکی لفظی و معنوی دونون مناسبت کے ساتھہ یہ کیا اچھا ترجمہ لکھا ہے۔ اور تم چاہتے ہو کہ جسمین کانٹا نہ لگے وہ تمکو ملے سچ ہے۔ ۵

بوسہ جام جہاز طینت کان دیگر است	تو توقع زگل کوزہ گران میداری

قولہ فاضربوا فوق الاعناق واضربوا منہم کل بنان اچھا تو ٹکڑا ان کافرون کے گردنون پر اور لگے ان کے پور پور پر اردو کا خاص محاورہ ہے لگے انکے گردنون پر یہہ وہ حکم ہے جو عین وقت پر ان الفاظ سے دیا جاتا ہے اور یہہ بہترین ترجمہ ہے جو فاضربوا کا ہو سکتا ہے سورہ انفال رکوع۔ ۲۔

۲ قولہ لیکن یہہ محاورہ وہین کھپیگا جہان آمر و مامور و مقتول سب ایک ہی جگہہ موجود ہونگے چنانچہ ڈپٹی صاحب بھی فرماتے ہین یہہ وہ حکم ہے جو عین وقت پر ان الفاظ سے دیا جاتا ہے۔ پس جب اس حالت مجموعی کے سوا اسکے اطلاق کی ضرورت پڑیگی تو وہان یہہ محاورہ مستقیم نہوگا لہذا اسکا ہر وقت و ہر حالت کے لئے عام طور پر مطلب خیز و صاف

یہہ ترجمہ ہے۔ سو مار وان کے گردنون پراور ماروان کے پوروں پر۔

قولہ یا ایہا الذین امنوا اذا لقیتم الذین کفروا زحفا فلا تولو

ھم الادبار مسلمانو جب کافرون سے تمہارے لشکر کی مٹھہ بھیر ہو جاے

تو اونکو پیٹھہ نہ دینا سورہ انفال رکوع۔ ۲۔

۲ **اقول** اسمین زحفا کا ترجمہ ڈپٹی صاحب نے چھوڑ دیا ہے یا چھوٹ

گیا ہے بشق اول اگر کوئی کہے کہ مٹھہ بھیر ہی مین اسکا مفہوم بھی ادا ہو گیا

تو کہا جائیگا کہ ہرگز نہین کیونکہ بغیر زحفا کے بھی فقط لقیتم کا ترجمہ مٹھہ

بھیر ہو سکتا ہے لیکن جس مفہوم خاص واہتمام مختص کے لئے یہ لفظ زیادہ

کیا گیا ہے وہ بے اسکے ترجمہ کے حاصل نہین ہو سکتا یعنی

کہ اگر کفار تم پر ریل پیل کر چڑھہ آوین اور انبوہ وازدحام کر

اور تمسے وہ کہین زیادہ بھی ہون تب بھی تم اونسے نہ بھاگو

حالت سخت مین قرار ہی کو فرار پر مقدم سمجھو اور میدان جنگ

ہوے یہی کہتے رہو ع آن نہ من باشم کہ روز جنگ

چنانچہ **مولانا شاہ ولی اللہ** صاحب لکھتے ہین۔ ای

چون بہم آئید با کافران انبوہ کردہ پس مگردانید سوے ایشان

را اور علامہ ابوالسعود لکھتے ہین والمعنے اذا لقیتموھم للقتال وھم
کثیر جم وانتم قلیل فلا تولوا ادبارکم فضلاً عن الفرار بل قابلوھم
وقاتلوھم مع قلتکم فضلاً عن الفرار بل قابلوھم وقاتلوھم مع
قلتکم فضلاً عن ان تدانوھم فی العدد او تساووھم انتھی۔
پس مطابق اسکے اسکا شرح وار مطلب خیز یہہ ترجمہ ہوگا کہ ای مسلمانو
جب کافر ریل پیل کر تمپر چڑھ آوین اور تمہارے اونکی مٹھ بھیر اس حال
مین ہوجاے کہ وہ تمسے زیادہ بھی ہون تو بھی تم اونسے نہ بھاگنا۔
قولہ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی اور ای پیغمبر جب تمنے
تیر چلاے تو تمنے تیر نہین چلاے بلکہ اللہ نے تیر چلاے۔ رمی عربی کا
ایک لفظ مشترک ہے تیر چلانے کو بھی کہتے ہین اور کنکر پھینکنے کو بھی کہتے
ہین چونکہ پیغمبر صاحب سے تیر کا چلانا اور کافرون کے طرف مٹھی خاک پھینکنا
دونون باتین ثابت ہین ہمنے تیر کا چلانا ترجمہ کیا ہے کہ معمولی کو چھوڑکر
غیر معمولی پر کیون دوڑین اور دوسرے لوگون نے مٹھی کنکر کا پھینکنا
بیشک وہ بھی ایک معجزہ تھا کہ سارے کافرون کے انکھون مین خاک پڑ گئی
اور ہمارے ترجمہ کا ماخذ بھی بعض تفسیرون مین موجود ہے اگرچہ مرجوح

طور پر۔ سورہ انفال رکوع۔ ۲۔

۲ قول اگر کوئی ڈپٹی صاحب سے پوچھے کہ آپنے باوجود اقرار خود قول راجح کے رہتے ہوے مرجوح کو جو فقط بعض ہے تفسیر وںمین مذکور ہے کیون اختیار کیا تو آپکے پاس بجز اسکے اور کیا جواب ہوگا۔ ۵

ہے کچھہ ایسی ہی بات جو چپ ہون		ورنہ کیا بات کر نہین آتی

قولہ دارالندوہ مکہ مین ایسی جگہہ تھی جیسے ہمارے بڑی شہرون مین مینوسپل کمیٹی کا ہال اور ہر طرحکی پنچایتین وہین ہوا کرتی تھین حاشیہ آیت و۲اذ یمکر بک سورہ انفال رکوع۔ ۴۔

۲ قول گو آجکل انگریزی الفاظ عالمگیر ہو رہی ہین لیکن پھر بھی ابھی ایسے لوگ موجود ہین جو کہتے ہین شتار اشتار کیا کہلاتا ہے اور یہہ کنکھجورے کیا رینگ رہے ہین دیکھیے نبات النعش و مرۃ العروس پس اسلئے ڈپٹی صاحب کو لازم تہا کہ دارالندوہ کے تفسیر جو آپنے مینوسپل کمیٹی کے ہال سے کی ہے اسکے بدلے مطلق کچہری یا پنچایت گھر یا بیٹھک خانہ وغیرہ تفسیر فرماتے ورنہ اکثر لوگون کے نزدیک مفسر مفسر یعنے دارالندوہ و مینوسپل کمیٹی ہال دونون کا ایک ہی حال ہے۔

قوله لا غالب لکم الیوم آج لوگون مین کوئی ایسا (سورما) نہین جو تمپر غالب آسکے - سورہ انفال رکوع - ۹ -

اقول سورما کے لفظ کو جسکے معنے پہلوان - شجاع - دلیر - جوانمرد وغیرہ ہین اس مقام کے سوا اور جگہہ بھی ڈپٹی صاحب نے استعمال کیا ہے لیکن اولاً یہہ لفظ عموماً عام فہم نہین اور دوسرے یہان اسکی کوئی ضرورت نہین دیکھی **مولانا عبد القادر** صاحب کا ترجمہ بیے اس لفظ کے کیسا صاف ہے - کوئی غالب نہوگا تمپر آج کے دن -

قوله یہہ لوگ مسلمانون کے رشتے ناطے کے تھے - حاشیہ آیت وان یرید وا خیانتک سورہ انفال رکوع - ۱۰ -

اقول بڑے تعجب کی بات ہے کہ اس مشہور لفظ کو ڈپٹی صاحب نے ایک جگہہ نہین بلکہ متعدد مقامون مین اسی املا سے بحرف ط لکھا ہے حالانکہ یہہ مشہور لفظ حرف ت سے ہے نفائس اللغات مین ہے ناتا بمعنے خویشی میان مردم بعربی قرابت گویند - ناتے والے بہر دو یاے مجہول نزدیکان وخویشان کہ باہنا قرابت باشد انتہی پس اگر ڈپٹی صاحب نے خود ہی بار بار ایسا لکھا ہے تو اونکی بڑی ہی غفلت و نادانی

ہے اور اگر اہالیان مطبع کی کارستانی ہے تو یہ ڈپٹی صاحب کے قصور تصحیح و
قلت اہتمام طبع کی نشانی ہے وکلاھما کما تری ۵
اور یہ دونون جیسا تم دیکھتے ہو برہین
خطا نے قلعی کھولدی آینہ رخسار کی   چشمہ خورشید مین کائی لگی زنگار کی

قولہ سورۃ التوبۃ اخر ما نزل بالمدینۃ غیر لقد جاءکم الاٰیتین وقیل نزل النصر وھی مائۃ وتسع وعشرون ایۃ سورہ توبہ مدینہ مین جو وحی وقتاً فوقتاً نازل ہوئی اسمین سے یہ سب سے آخری سورت ہے اور اسکی ایک سو انتیس آتین ہین۔

۲ **اقول** اسمین جتنی عبارت پر مینے خط کھینچدیا ہے اوسکا ترجمہ چھوڑ دیا گیا ہے پس متن کی عبارت کا پورا ترجمہ یہ ہے۔ لقد جاءکم دو آیت کے سوا سورہ توبہ مدینہ کے سورتون مین سے سب سے پیچھے نازل ہوئی اور بعض نے کہا کہ اسکے بعد سورہ نصر نازل ہوئی۔

قولہ لوگون مین تو یون مشہور ہے کہ جمعہ کے دن حج ہو تو وہ حج اکبر ہے مگر شرع مین اسکی کچھہ اصل نہین۔ حاشیہ آیت واذان من اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر سورہ توبہ رکوع - ۱ -

۱ **اقول** یہہ ڈپٹی صاحب کے نقصان علم و قلت تتبع کی دلیل ہے

ورنہ ملا علی قاری نے خاص اسی بارہ مین ایک رسالہ لکھا ہے

اوسکا نام ہے الحظ الاوفر فی الحج الاکبر چنانچہ اپنے مناسک

مین لکھتے ہین لوقفة الجمعة مزية على غيرها اى بسبعين درجة

جمعہ کے وقوف عرفات کو اور روزون پر ستر درجہ فضیلت ہے اور مینے اس مسئلہ مین

وقد الفت في هذه المسئلة رسالة مستقلة سميتها بالحظ الاوفر

ایک مستقل رسالہ جمع کیا ہے اوسکا نام الحظ الاوفر فی الحج الاکبر رکھا ہے۔

في الحج الاكبر۔ اور کشف الظنون عن اسامى الكتب والفنون

مین ہے الحظ الاوفر بالحج الاكبر للشيخ على بن سلطان محمد

الحظ الاوفر بالحج الاکبر شیخ علی بن سلطان محمد

١٠١٦

الحنفى الهروى القارى المتوفى سنة ست وعشرة والف

حنفی ہروی قاری کا رسالہ ہے جنہون نے سنہ ایک ہزار سولہ مین وفات کیا

قولہ صلح کی بیل منڈھے چڑھے۔ حاشیہ آیت كيف وان يظهروا

سورہ توبہ رکوع۔ ٢-

اقول منڈھے چڑہنا بمعنے مراد ملنا تمنا برآنا وغیرہ ایسا غیر مشہور

اصطلاحی جملہ ہے کہ ہندوستان کے ہر اطراف کے لوگ خصوصًا عوام

کچھہ نہین سمجھے

قولہ يوم يحمى عليها في نار جهنم جبکہ اوس سونے چاندی

کو دوزخ کی آگ مین رکھکر تپایا جائیگا۔ سورہ توبہ رکوع۔ ٥-

اقول مولانا رفیع الدین صاحب نے اسکا کیا صاف ترجمہ لکھا ہے

جسدن گرم کیا جائیگا۔

قولہ سوء اعمالھم انکی بدکردیان سورہ توبہ رکوع۔ ۵۔

۲ **قول** معلوم نہین بدکرداری کیجگہہ بدکردی کہان کا محاورہ ہے اسکا صاف ترجمہ ہے۔ انکے برے کام۔

قولہ اثاقلتم الی الارض زمین پر ڈھیر ہوے جاتے ہین سورہ توبہ رکوع۔ ۶۔

۲ **قول** ڈھیر زیادہ کو بھی کہتے ہین جو یہان مقصود نہین پس اسکا صاف مطلب خیز وہی ترجمہ ہے جو مولانا عبدالقادر صاحب نے لکھاہے ڈہے جاتے ہو۔

قولہ سخت غلطی فہمی ہے سورہ توبہ رکوع۔ ۶۔

۲ **قول** صحیح و فصیح سخت غلط فہمی ہے۔

قولہ ولکن کرہ اللہ انبعاثھم فثبطھم مگر اللہ کو انکا جگہہ سے ہلنا ہی ناپسند ہوا تو اسنے انکو احدی بنا دیا بادشاہی زمانہ مین کچھ لوگ احدی ہوتے تھے کہ کوئی خدمت اونسے متعلق نہوتی اور وہ گھر بیٹھے تنخواہ پاتے حیدرآباد مین منصبداروں کی حالت بھی قریب

قریب احدیون کی ہے اب احدی کاہل اور سست کے لئے بولا جاتا ہے
حاشیہ آیت ولکن کرہ اللہ انبعاثھم الخ سورہ توبہ رکوع۔ ۷
۲ قول اولاً یہہ خلاف واقع و خلاف تحقیق ہے ڈنگن فاربس ال ال ڈی
اپنے لغت مین لکھتا ہے۔

احدی:۔ A-SPECIES, OF MILITERY, CORPES, IN, INDIA.

یعنی احدی ہندوستان مین ایک قسم کی فوجی جماعت ہے اور غیاث اللغات
مین لکھا ہے احدی بفتحتین منصبداری باشد از انواع منصبداران
واین از عہد اکبر بادشاہ ست از چراغ ہدایت و در بہار عجم نوشتہ کہ جماعت
احدیان سہا منصب ذات دارند و سوار و پیادہ متعینہ سرکار با خود ندارند
تم کلامہ و گویند کہ احدی از طرف بادشاہ برای اجرای حکمی برامر امتسلط
میشود و بعض مردم کہ احدی بسکون حا گویند صحیح نیست انتہی اس سے
ثابت ہے کہ یہہ احدی لوگ ایک ایک کام پر متعین ہوا کرتے تھے اور
یون ہی مہمل گھر مین بیٹھے تنخواہ نہین پاتے تھے اور اگر انمین سے
کسی کو گھر بیٹھے تنخواہ ملتی بھی ہوگی تو اوسی حالت مین ملتی ہوگی کہ جیسے
ملازمان عالی پاتے ہین اور پنشنر اور وظیفہ خوار سرکار آصفیہ لکھی جاتی ہین

اور علی ہذا القیاس حیدرآباد کے اور منصبدار لوگ بھی اپنے ابا و اجداد یا کسی اکابر و اعزہ کے خدمات عالیات کے صلہ مین تنخواہ و پنشن پاتے ہین پس جس شرف سے ملازمان والا خود مشرف ہین اوسکو دوسرون کے لئے موجب عار و ننگ سمجہنا موجب عار و ننگ ہے اور پہر بیوقت و بیموقع یعنے جس زمانہ مین ملازمان عالی شاید ناظم حیدرآباد تھے کاش اوسوقت اگر یہہ تحریر و تحریک کی جاتی تو ممکن تہا کہ بعض منصبدارون کے کچہہ تنخواہ موقوف یا کم ہوکر داخل خزانہ عامرہ سرکار آصفیہ ہوتی اور اسمین شاید جناب والا کی ایک عمدہ خیر خواہی تصور کیجاتی لیکن اب کہ می پرسد و کہ در شمار می آید ۔ لان العزل موت ۔
کیونکہ معزول ہونا موت ہے

ثانیاً قرآن شریف ایسے متبرک و ضروری کتاب کا ترجمہ ایسے واہیات فقرہ طلب لفظ مین کرنا جسکو عموماً لوگ نے اوسکا قصہ سنے ہوے نہ جانتے ہون کیا ضرور ہے خصوصاً جبکہ اسکے لئے اور بہت سے دوسرے صاف لفظین موجود ہون مثلاً خدا نے اوسکو بوجہل کردیا یا سست و کاہل بنادیا وغیرہ وغیرہ ۔

اسپر اگر کوئی صاحب یہ فرماوین کہ اگر یہہ نہین ہے تو تمام ہندوستان

مین احدی کاہل کے معنے مین کیون مشہور ہوگیا۔

تو اولاً مین یہہ عرض کرونگا کہ مین ہندوستان بھر کے محاورات سکے شرح و وجوہ تسمیہ لکہنے کو تو بیٹھا نہین کہ مجھپر یہ سوال عاید ہو میرا موضوع تو فقط اسیقدر ہے کہ قرآن ایسی عام حاجت وضرورت کی کتاب کا ترجمہ محض سہل یعنے سیدہے سادے لفظون مین ہونا چاہیئے پس اس حیثیت سے یہ سوال مانحن فیہ سے خارج ہے۔

ثانیاً اُدَبَا و ارباب لغت کا یہہ مسلم الثبوت مسئلہ ہے کہ تمامی اسما خصوصاً اعلام کے لئے وجہ تسمیہ ہونا کچھہ ضرور نہین۔

ثالثاً کبھی تسمیہ خلاف وجوہ ثابتہ بھی ہوا کرتا ہے جیسے قافلہ بمعنے ذاہبہ یا عیاش بمعنے بدمعاش یا صوفی بمعنے بیوقوف و زاہد و درویش بمعنے محتاج چنانچہ اسی معنی مین یہہ مثل مشہور ہے۔ برعکس نہند نام زنگی کافور۔

رابعاً چونکہ یہہ لوگ امرا و سرکشون کے تادیب و تنبیہ کے لئے اونپر تعینات ہوا کرتے تھے اور نرے اپنا کام انجام کئے ہوئے اوٹھتے ہی نہ تھے اسلئے ادنیٰ تعلق و مناسبت کے سبب سے اگر یہہ انکا نام مشہور ہوگیا

ہو تو ہو سکتا ہے آیندہ العلم عند اللہ تعـ

قولہ فاقعدوا مع الخالفین پھسڈیون کے ساتھہ گھرون مین بیٹھے رہو سورہ توبہ رکوع - ۱۱ -

اقول پھسڈیون کو ہر جگہہ کے لوگ نہین جانتے اور فصحا بھی اسکو استعمال نہین کرتے اسلیئے یہ ترجمہ بالکل غیر فصیح ہے مولانا **رفیع الدین** صاحب اسکا کیا صاف ترجمہ کرتے ہین - پس بیٹھے رہو ساتھہ پیچھے رہنے والون کے -

قولہ ام من اسس بنیانہ علی شفا جرف ھاد یا وہ جو پھسپھسے کہو کھلے کگار کے کنارے پر اپنی عمارت کی بنیاد رکھے - سورہ توبہ رکوع - ۱۳ -

اقول یہہ ترجمہ نہایت ہی کریہہ و سمع خراش ہے اسکا فصیح لفظون سے ملا ہوا مطلب خیز یہہ ترجمہ ہے - یا وہ جو اپنے عمارت کی بنیاد گرنے والے کھائی کے کنارے پر رکھے -

قولہ حریص علیکم انکو تمھارے بہبود کا ہو کا ہے سورہ توبہ رکوع ۱۶

اقول سورہ نحل کے ترجمہ مین بھی آپنے ہوکا کا لفظ استعمال کیا ہے حالانکہ یہہ لفظ خصوصاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شان

مبارک مین نہایت ہی کریہہ ومکروہ ہے اسکے لئے جبکہ خود قرآن مین حرص اور طمع اور تمنا کا لفظ موجود ہے اور عرف مین آرزو وغیرہ مشہور ہے تو پھر ایسے غریب وغیر مانوس وکریہہ ومکروہ لفظ کو استعمال کرنا کیا ضرور تہا۔

اگر کوئی کہے کہ جو طمع وحرص کا مفہوم ہے وہی ہوکہا کا بھی مفہوم ہے تو پھر جب یہ الفاظ قرآن ہی مین انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طرف منسوب ہین تو اگر ہوکہا بھی منسوب کیا گیا تو مضائقہ ہے۔

تو کہا جائیگا کہ مفہوم کے واحد ہونے سے الفاظ کی ثقالت نہین جاتی تناول کیجئے۔ اور۔ نوشجان فرمائیے اور ٹھوس لیجئے اور ہور لو۔ دونون کا ایک ہی مفہوم ہے لیکن ضرور ایک باعتبار دوسرے کے ثقیل وگران ہے اور اہل قدر والمراتب کے لئے دوسرے کا استعمال ضرور خلاف ادب ہے۔ ۵

ہر ایک بات مین کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے + تمہین بتاؤ یہ انداز گفتگو کیا ہے

قولہ سورہ یونس نزلت بمکۃ الا فان کنت فی شک ثلاث او اثنتین وھی مائۃ وتسع ایات سورہ یونس مکے مین نازل ہوئی

اور اسکی ایکسو نو آیتین ہین

۲ قول جس عبارت پر مینے خط کھینچ دیا ہے اوسکا ترجمہ نہین ہے پس
اسکا پورا ترجمہ یہہ ہے۔ فان کنت فی شك دو تین آیتون کے سوا مکہ مین نازل ہوئی
قوله فجعلناها حصیدا[۲] پھر ہمنے اُسکا ایسا ستراؤ کر دیا الخ سورہ
یونس رکوع۔ ۳۔
۲ قول ستراؤ کا لفظ عام فہم نہین ہے اسلئے اسکا صاف یہہ ترجمہ ہے
اوسکو کاٹ کر ڈھیر لگا دیا۔
قوله ولا یرهق وجوههم قتر ولا ذله اور گنہگارون کی طرح
اونکے موںہون پر نہ کلونس چھائی ہوگی
۲ قول کلونس کا لفظ غیر مانوس ہے اور پھر اکثر یہ لفظ سیاہی
یا کالے کے بعد کلوٹے کے مانند اوسکی تاکید کے لئے استعمال کیا جاتا ہے
اسلئے عام فہم یہہ ترجمہ ہے کہ اونکے موںہون پر سیاہی اور ذلت نہ چڑہیگی
مولانا شاہ ولی الله صاحب لکھتے ہین نہ پوشد روے ایشان را
ہیچ سیاہی و نہ ہیچ خواری۔

قولہ کانما اغشیت وجوھھم قطعا من اللیل مظلما ۔ گویا شب تاریک (کی چادر کو پہاڑ کر اس) کے ٹکرے انکے مونہون پر اوڑہا دیے ہین سورہ یونس رکوع ۔ ۳ ۔

۲ قول جبکہ بدون ارتکاب مجاز کے دن و رات کے ٹکرون کا استعمال ہوا کرتا ہے تو اس تفسیری جملہ سے چادر پہاڑنے کے کوئی حاجت نہتی فقط یہی کافی تہا کہ گویا اونکے مونہہ پر اندہیری رات کا ٹکرا ڈالدیا گیا ہے اور اگر ملخص شرح وار لکہتے تو یہ تحریر فرماتے کہ گویا اونکا مونہہ اندہیری رات کے مانند کالا کر دیا گیا ہے ۔

قولہ سورہ ھود نزلت بمکۃ غیر واقم الصلوۃ طرفی النھار وھی مائۃ وثلث وعشرون ایۃ سورہ ہود مکہ مین نازل ہوئی اور اُسکی ایک سو تیئیس آیتین ہین ۔

۲ قول جتنی عبارت پر مینے خط کھینچدیا ہے اوسکا ترجمہ نہین ہے پس پورا ترجمہ یہہ ہے آیت ۲ اقم الصلوۃ طرفی النھار کے سوا سورہ ہود مکہ مین نازل ہوئی ۔

قولہ فاتنا بما تعدنا ان کنت من الصادقین اگر تو سچا ہے تو جس

عذاب ہے ہمکو ڈراتا ہے اسکو ہم پر لاچک۔ سورہ یونس رکوع ۔۳۔

۱ قول یہ لاچک خاص ڈپٹی صاحب کا محاورہ ہے ورنہ مولانا عبد القادر صاحب یہ صاف ترجمہ لکھتے ہین اب لے آ جو وعدہ دیتا ہے ہمکو اگر تو سچا ہے۔

قولہ حتی اذا جاء امرنا وفار التنور یہان تک کہ جب ہمارا حکم (عذاب) آپہونچا اور غضب الٰہی کے تنور نے جوش مارا سورہ ہود رکوع ۔۴۔

۲ قول کلام اللہ مین یہہ عبارت دو مقام پر ہے ایک یہان اور دوسرے سورہ مومنون مین یہان تو ڈپٹی صاحب نے تنور کا ترجمہ غضب الٰہی کیا ہے اور سورہ مومنون مین تنور زمین یعنے بالکل روی زمین لکھا ہے اس سے انکی غرض یہہ ہے کہ تنور اپنے حقیقی معنے مین نہین بلکہ مجازی معنے غضب آلہی یا روی زمین مین مستعمل ہے لیکن مولانا شاہ عبد القادر صاحب اسی آیت کے فائدہ مین افادہ فرماتے ہین۔ تنور تھا حضرت نوح کے گھر مین طوفان کا نشان تیار کیا تھا کہ جب اس تنور سے پانی ابلے تب کشتی مین سوار ہو جاؤ انتہی۔

اور تفسیر کبیر مین لکھا ہے قلنا الاصل حمل الکلام علی حقیقتہ
کلام کو اپنے حقیقت پر حمل کرنا اصل ہے

ولفظ التنور حقيقة في الموضع الذي يخبز فيه فوجب حمل اللفظ

اور لفظ تنور حقیقت مین وہ موضع ہے جہان روٹی پکائی جاتی ہے پس واجب ہے کہ یہ لفظ اوسی پر

عليه ولا امتناع في العقل في ان يقال ان الماء نبع اولا من موضع معين

حمل کیا جاے اور عقلاً ممتنع نہین ہے کہ کہا جاے کہ پانی پہلے ایک موضع معین سے نکلا

وكان ذلك الموضع تنورا- فان قيل ذكر التنور بالالف واللام وهذا

اور وہ موضع تنور تھا- پھر اگر کہا جاے کہ تنور الف لام کے ساتھ مذکور ہے اور اسکو

انما يكون معهود سابق معين معلوم عند السامع وليس في الارض

پہلے سے مقرر اور سامع کو معلوم ہونا چاہیئے اور دنیا مین کوئی ایسا تنور نہین

تنور هذا شانه فوجب ان يحمل ذلك على ان المراد اذا رائت الماء

جسکی یہ شان ہو پس واجب ہے کہ یہ اسپر حمل کیا جاے کہ مراد یہ ہے کہ جب دیکھے تو کہ پانی

يشتد نبوعه والامر يقوى فانج بنفسك ومن معك قلنا لا يبعد ان

بہت ہی بڑھگیا اور یہ امر بہت قوی ہوا تو اپنے کو اور اپنے ساتھیون کو بچا ہم کہتے ہین بعید نہین کہ کہا

يقال ان ذلك التنور كان معلوما لنوح عليه السلام وعرفه انك اذا

جاے کہ یہ تنور نوح علیہ السلام کو معلوم تہا اور خدا نے اونکو یہ بتلا دیا تہا کہ جب تم دیکھنا کہ پانی نے جوش

رائت الماء يفور فاعلم ان الامر قد وقع وعلى هذا التقدير فلا حاجة

مارا تو جان لینا کہ یہ امر واقع ہوا یعنے طوفان آگیا اور بنا بر اسکے کلام کو ظاہر سے پہیرنے کی کوئی حاجت

الى صرف الكلام عن ظاهره ومعنى فار نبع على قوة وشدة تشبيها

نہین اور فار کے معنے دیگ کے مانند جوش مارنے کے ہے واسطے

بغليان القدر عند قوة النار ولا شبهة في ان نفس التنور لا يفور

تشبیہ جوش دیگ کے بوقت تیزی آگ کے اور اسمین شبہہ نہین کہ خود تنور تو جوش مارتا ہے نہین

فالمراد فار الماء من التنور والذي روي ان فور التنور كان

پس مراد یہ ہے کہ تنور سے پانی نے جوش مارا اور جو مروی ہے کہ تنور کا جوش مارنا قوم کے

علامة بهلاك القوم لا يمتنع لان هذه واقعة عظيمة وقد

ہلاک ہونیکے علامت تہی یہ ممتنع نہین ہے کیونکہ یہ بڑا ہی واقع تہا

وعد الله تعالى المومنين النجاة فلا بد وان يجعل لهم علامة

اور اللہ تعالی نے مومنون کو نجات کا وعدہ دیا تہا پس ضرور تھا کہ اسکے لئے ایسے کوئی علامت مقرر

بها يعرفون الوقت المعين فلا يبعد جعل هذه الحالة علامة

کر دی جاے جس سے وہ لوگ وقت معین کو پہچان لین پس اس حالت کا اس واقعہ کے حادث ہونیکے لئے

لحدوث هذه الواقعة انتهى

مقرر ہونا کچھ بعید نہین-

پس اس سے ثابت ہے کہ نور کے حقیقی ہی معنی مراد ہے اوس سے مجازی معنی غضب الٰہی وغیرہ جیسا کہ ڈپٹی صاحب نے لکھا ہے مراد لینا ہرگز درست نہین اور پھر ڈپٹی صاحب اسکو کیونکر درست کر سکتے ہین جبکہ وہ خود وما رمیت اذ رمیت کے حاشیہ مین لکھ چکے ہین۔ رمی عربی کا ایک لفظ مشترک ہے تیر چلانے کو بھی کہتے ہین اور کنکر پھینکنے کو بھی کہتے ہین چونکہ پیغمبر صاحب سے تیر کا چلانا اور کافرون کے طرف مٹھی خاک پھینکنا دونون باتین ثابت ہین ہمنے تیر چلانا ترجمہ کیا ہے کہ معمولی کو چھوڑ کر غیر معمولی پر کیون دوڑین۔ پس۔ ۵

ہر کس از دست غیر نالہ کند	سعدی از دست خویشتن فریاد

قولہ جس طرح تمام دنیا کے باپون کو اپنے اولاد کی محبت ہوتی ہے اور ہر باپ اولاد کی قصور کو ہمیشہ محبت کی وجہ سے ہلکا سمجھا کرتا ہے اوسکی خطاؤن سے چشم پوشی کرتا ہے یہی حال نوح علیہ السلام کا اپنے بیٹے کے ساتھ تھا کہ آخر تک اسکی نجات کی دعا کرتے رہے حاشیہ آیت قال یا نوح انہ لیس من اھلک سورہ ہود رکوع ۔ ۴ ۔

۲ **اقول** آخر مین نجات کی دعا کرنے سے یہہ نہین لازم آتا کہ معاذ اللہ وہ

ہمیشہ اپنے بیٹے کی گناہ کو ہلکا سمجہا کرتے تھے اور اوس سے چشم پوشی کرتے
رہے کیونکہ اگر وہ ایسا کئے ہوتے تو ضرور مداہن فی الدین ٹہرتے اور مداہنت
فی الدین عوام مسلمین سے بھی جایز نہین چہ جائیکہ نبی معصوم سے ؎

خود مسیحا دشمن جان ہو تو کیونکر ہو علاج
کون رہ تبلا سکے جب خضر بہکانے لگے

قولہ ڈکیون کا دستور سنا جاتا ہے کہ جسکا نمک چکہہ لیتے ہین اوس کے ساتھہ دغا نہین کرتے اور جسکے ساتھہ دغا کرنی ہوتی ہے اوسکا نمک نہین چکہتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نہ کھانیکی وجہہ سے فرشتون کی نسبت اسی طرحکا خدشہ ہوا ہوگا سو فرشتون نے حضرت ابراہیم کا اطمینان کردیا کہ ہمارے نہ کھانیکا سبب یہ ہے کہ ہم فرشتے ہین۔ حاشیہ آیت فلما رای ایدیھم لا تصل الیہ سورہ ہود رکوع ۔

اقول چونکہ ڈپٹی صاحب نے ہمیشہ اپنے کو ناول نویسی و افسانہ خوانی مین مشغول رکھا ہے اسلئے آپکے مخزنہ خیال و مدرکہ تحقیق مین وہی لہو افسانے و فرضی قصے بھرے ہین اور اب معاذ اللہ آپ اونہین واہیات سے قرآن پاک کی مطالب عالیات کی تفصیل و تفسیر بھی کیا چاہتے ہین

لیکن۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

اور نہین تو تفسیر کبیر ہی مین اگر ڈپٹی صاحب اسکی وجہہ موجہہ کو ملاحظہ فرمائے ہوتے تو کبھی ان ڈہگون کے قصہ کہانی سے قرآن شریف کے تفسیر کی جبرئت نہ فرماتے دیکھیے اسمین اسکی وجہہ کس شرح و بسط کے ساتھہ لکھی ہے فسبب خوفه امران احدهما انه کان ینزل فی طرف
پس سبب خوف کا اونکے دو امر تہا۔ ایک یہہ کہ وہ ملائکہ لوگون سے دور ایک
من الارض بعیدا من الناس فلما امتنعوا من الاکل خاف ان یریدوا
کنارہ زمین مین اوترے تھے اور جب کہانے سے اونہون نے ہاتہ کہینچا تو حضرت ابراہیم ڈرے کہ انسے کوئی
به مکروها وثانیهما ان من لا یعرف اذا حضر وقدم الیه طعام
تکلیف نہ پہونچے اور دوسرے یہ کہ جس سے جان پہچان نہو اور وہ آئے اور اوسکے سامنے کہانا پیش کیاجا
فان اکل حصل الامن وان لم یاکل حصل الخوف انتهی۔
پس اگر اوسنے کہا لیا تو امن و اطمینان ہوجاتا ہی اور اگر نہین کہایا تو خوف و کہٹکا لگا رہتا ہے

قوله وامطرنا علیهم حجارة من سجیل منضود اوپر برسائے جمے ہوئے کہڑنجے کے پتہر سورہ ہود رکوع ۷

۱ **قول** سورہ حجر کے ترجمہ مین بھی کہڑنجے اطلاق کے گئے ہین لیکن یہ عام فہم نہین ہین مولانا شاہ **ولی اللہ** صاحب لکھتے ہین و بارانیدیم بر آنہا سنگہا از قسم سنگ گل تہ بتہہ پس اردو مین اسکا واضح مطلب خیز یہہ ترجمہ ہے کہ ان پر ہمنے پتہر کی تہہ بتہہ ٹھیکری برسایا

قوله سورہ یوسف نزلت بمکة ثم الحجر وهی مائة واحدی عشرة آیة

سورہ یوسف مکے مین نازل ہوئی اور سکی ایک سو گیارہ آیتین ہین۔
۲ **قولہ** اسمین جملہ نزوالحجر کا ترجمہ نہین ہے جس کے معنے ہے اسکے
بعد سورہ حجر نازل ہوئی۔
قولہ ایک باپ سے کئی ماؤن کی اولاد آپس مین بے مات بھائی بہن
کہلاتے ہین۔ حاشیہ آیت ۲ اذقالو الیوسف سورہ یوسف رکوع ۲
۲ **قولہ** دہلی وغیرہ مین یہہ کہتے ہونگے لیکن اور اطراف خصوصًا الہ آباد
کی پورب کے لوگ سوتیلا بہن بہائی کہتے ہین نفائس اللغات مین ہے
سوتیلا بہائی برادر یکہ از مادر دیگر باشد۔ انتہی
قولہ ۲ انا ذھبنا نستبق ہم تو جا کر ایک طرحکی کبڈی کھیلنے لگے
سورہ یوسف رکوع۔ ۲۔
۲ **قولہ** انگریزی مین اگز لیری ورب ٹوبی اور عربی مین طفق واخذ وغیرہ
کے مانند ذھبنا ایک دوسری فعل یعنی نستبق کے اعانت و مدد
کے لئے ہے جسکا اظہار اردو مین۔ لگے۔ کے لفظ سے ہوا کرتا ہے۔ مثلا
طفقا یخصفان چپنے لگے واخذ تیکلم بولنے لگا ویسہی یہان بہی ذھبنا
نستبق کا ترجمہ ہوا دوڑنے لگے یا ڈپٹی صاحب کے غلط ترجمہ کے مطابق کبڈی

کھیلنے لگے۔ لیکن ڈپٹی صاحب نے جاکر۔ اور لگے۔ دونون استعمال کیا ہے پس یہہ انکے قلت عربیت اور محاورہ کے ناواقفیت کے بہت ہی بڑی دلیل ہے۔

ثانیاً استباق کے جو لغوی معنے ڈپٹی صاحب نے بیان کئے ہین وہ کبڈی مین نہین پایا جاتا کیونکہ کبڈی کی شرح مین ڈنکن فاربس ال ال ڈی اپنی ڈکشنری مین یہہ بیان کرتا ہے۔ کہ کبڈی لڑکون کا ایک کھیل ہے لڑکے اپنے کو دو جماعت مین تقسیم کرتے ہین اونمین سے ایک جماعت ایک لکیر کے جو زمین پر کھینچی جاتی ہے ایک طرف رہتی ہے اور اوس لکیر کو پالا کہتے ہین اور دوسرے فریق کے اوس لکیر کے دوسرے جانب کھڑے ہوتے ہین ایک لڑکا کسی ایک فریق کا کبڈی کبڈی چلاتا ہوا اوس خط سے گذرتا ہے اور دوسرے فریق کے کسی ایک شخص کو چھونے کی کوشش کرتا ہے پس اگر وہ کسیکو چھوکر اپنی جماعت مین چلا آیا تو وہ لڑکا جو چھوا گیا خیال کیا جاتا ہے کہ مر گیا یعنے ہار گیا اور اگر وہ لڑکا جسنے حملہ کیا تھا خود ہی پکڑا گیا اور اپنی جماعت مین واپس نہ آسکا تو وہی مر گیا یعنے ہار گیا اسی طرح سے یکے بعد دیگرے ہر فریق سے دوسرے فریق پر حملہ

ہوتا رہتا ہے اور وہ جماعت جیتتی ہے جسمین کچھہ لوگ ابہی باقی رہجاتے ہین جبکہ دوسرے فریق والے سب مرگئے انتہی۔ پس استباق کا ترجمہ کبڈی کیونکر درست ہوگا۔

اور پہر صراح مین لکھا ہے سبق درگذشتن یقال سابقتہ فسبقتہ و استبقنا فی العدو ای تسابقنا وقیل فی قولہ تعالی ذہبنا نستبق ای ننتضل انتہی۔

پس مطابق اسکے اسکا ترجمہ ہوگا۔ ہم لوگ دوڑنے لگے۔ یا ہم لوگ گھوڑدوڑ کرنے لگے۔ یا ہم لوگ تیراندازی کرنے لگے۔

الحاصل استباق کا ترجمہ کبڈی کسی طرح جائز و درست نہین۔

سخت افسوس و تعجب ہے کہ ڈپٹی صاحب ابتک نہ تو کبڈی کے معنے و حقیقت جانتے ہین اور نہ محاورہ کے ماہیت اور ضرورت اور نہ اوسکا موقع و محل سمجھتے ہین اور باوجود اسکے جو ایسے بے تکے جملون کو اپنا محاورہ کہتے ہین تو ضرور اس سے خاص اپنا فرضی یا اصطلاحی محاورہ مراد لیتے ہین ورنہ دہلی کا تو یہہ عام محاورہ نہین کہ گھوڑدوڑ کو کبڈی کہین او [illegible] اسکے نستبق کا ترجمہ کبڈی لکھہ ڈالین۔ اور فرضا اگہ

ہو بہی تو اسکا اعتبار نہین کیونکہ نہ اب وہ دہلی ہے اور نہ اوسکی وہ وقعت اور نہ اوسکی وہ ٹکسالی زبان آپنے کلکتہ کے کانفرنس کے لکچر مین خود یہہ سب بیان کیا تھا اور یہہ بہی فرمایا تھا کہ اب دہلی کا یہی فخر ہے کہ وہ صوبہ پنجاب کا ایک ضلع ہے وبس ۵

لقد اقام علی الدھلی ناعیھا	فلیبکھا بخراب الدھر باکیھا

قولہ فصبر جمیل خیر صبر و شکر ف ۲ جمیل کے لفظی معنے ہے اچہا اور نیک اور محمود یعنی وہ صبر جو شرعا محمود ہو اور جسمین رضا و تسلیم کے خلاف کوئی بات نہو ہمارے محاورے مین اس مطلب کو صبر و شکر سے ادا کرتے ہین اور جب صبر کے ساتھہ شکر کا شمول ہو تو اس صبر کے محمود ہونے مین کیا کلام ہے سورہ یوسف رکوع ۲-

۲ **قول** یہ ترجمہ اور اسکے لئے اتنا بڑا حاشیہ محض بیفائدہ ہے کیونکہ اسکا صاف و بامحاورہ یہی ترجمہ ہے کہ اب صبر ہی بہتر ہے-

قولہ ولقد ھمت بہ وھم بھا لولا ان رای برھان ربہ اور وہ عورت تو یوسف کے ساتھہ ارادہ بد کر ہی چکی تھی اور یوسف کو اپنے پروردگار کے طرف کی دلیل (کہ وہ میرا آقا ہے) اسوقت نہ سوجہہ گئے

ہوتی تو وہ بھی اوس عورت کے ساتھ ارادہ بد کر بیٹھے ہوتے سورہ یوسف رکوع ۳-

اقول برہان رب کی تفسیر ڈپٹی صاحب نے فقط اسی مضمون کو قرار دیا ہی کہ اوسوقت اونکو یہہ بات سوجھہ گئی کہ وہ میرا آقا ہے حالانکہ یہہ کوئی بڑی موثر و ہولناک چیز جسکی اوسوقت خاص مین ضرورت تھی نہین ہے لفظ برہان سے خود بطور اشارۃ النص ثابت ہوتا ہے کہ وہ کوئی واندرفل یعنے نہایت ہی مخوف ہولناک عجب چیز تھی چنانچہ اسکو مولانا عبدالقادر صاحب نے یہ لکھا ہے -

نقل ہے کہ حضرت یعقوب کی صورت اونکو نظر آئی او نگلی دانت مین - یعنے اونگلی دانت مین دیئے ہوئے کھڑے ہین اسکو دیکھکر وہ سہم گئے اور اپنے ارادہ سے باز رہے - یہہ دونون باپ بیٹے تو نبی ہی تھے انکے لئے ایسے تائید غیبی کا ہونا کیا محال تھا بحالیکہ منشی - امین الدین صاحب ملکتاوی کے قصد زنا کے موقع پر جناب سید احمد صاحب شہید مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ایسی ہی صورت مثالیہ کے حاضر ہونیکو صاحب مخزن احمدیہ یون بیان کرتے ہین -

باآنکہ چند دروازہ آن مکان بسان ہفت خانہ زلیخا مسدود و مقفل بود

یعقوب وار جناب سید المجاہدین رسیدہ بر کرسی کہ مقابل کرسی ایشان

دور نہادہ بود انگشت بدہان بہ نشستند آن یوسف دوران چون تامل تام

و تفکر بالا کلام بخوبی نگاہ کرد بشناخت شیسہ و پیالہ و ساتکین را بر زمین

زد و بکلمات تسبیح و تہلیل و استغفار باکمال تضرع و زاری و لجاجت

و خواری گریان و نالان برخاست انتہیٰ۔

قولہ قلن حاش للہ اور کہنے لگین حاش للہ سورہ یوسف۔ رکوع ۴

اقول ڈپٹی صاحب نے اسکا ترجمہ تو کچھہ نہین لکھا لیکن اس حاش پر

یہہ حاشیہ البتہ چڑھایا ہے حاش للہ عربی کے اعتبار سے تو سبحان اللہ

کا ہم معنے ہے اور مواقع استعمال اردو مین جدا جدا ہین حاش للہ مین ذرا

زور زیادہ ہے اور دلی کی عورتین اب ایسے موقع پر حاش للہ بولتی

ہین جس مین ایک شائبہ قسم کا بھی پایا جاتا ہے۔ پس ڈپٹی صاحب نے

جیسے سورہ بقرہ مین تسبیح و تقدیس کا ترجمہ چھوڑ دیا ہے ویسے ہی یہان

حاش للہ کے ترجمہ سے بھی اعراض فرمایا اور فقط دلی کی عورتون کے

محاورہ کی شرح لکھہ ڈالا لیکن ظاہر ہے کہ خاص دلی کی عورتون کا محاورہ

ہر قطر کے اردو دانون کے لئے خصوصًا قرآن ایسی ضروری اور عام حاجت ونفع کی کتاب کے ترجمہ مین مفید نہین اسکا ماحصل عام فہم ترجمہ ہے خدا پاک ہے یعنے یہ خدا تو نہین ہے اور جو کہو سب ہو سکتا ہے ۵

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

قولہ ان ھذا الاملک کریم ہو نہو یہ ایک معزز فرشتہ ہے سورہ یوسف رکوع ۔ ۴ ۔

اقول ہو نہو کان ھو کا ترجمہ ہے اور اس جملہ مین ان نافیہ کے بعد جو الا داخل ہے اوس سے یہ جملہ موکدہ ومحققہ ہوگیا پس اوسکا ترجمہ بلفظ ہو نہو سے کرنا جو شک وتردد کے لئے اردو مین موضوع ہے ہرگز سزاوار نہین اسکا صاف سہوار مطلب خیز یہہ ترجمہ تھا کہ یہہ شخص آدمی نہین یہہ تو کوئی بزرگ فرشتہ ہی ہے ۔

قولہ ایتہا العیر انکم لسارقون قافلے والو ہو نہو تم ہی چور ہو سورہ یوسف رکوع ۔ ۹ ۔

اقول گو ڈپٹی صاحب نے بخیال حرف لام موکد (ہی) کلمہ حصر لکھا ہے لیکن تاہم ان حرف تحقیق کا ترجمہ ہو نہو ہرگز مناسب نہین اسیلے مولانا شاہ

عبد القادر صاحب لکھتے ہین ای قافلے والو تم مقرر چور ہو اور
مولانا رفیع الدین صاحب بمناسبت لفظی لکھتے ہین اے قافلے والو
تحقیق تم البتہ چور ہو۔

قولہ قالوا ان یسرق فقد سرق اخ لہ من قبل جب بن یامین کے
شلیتے سے کٹورا برآمد ہوا تو لگے کہنے کہ اسنے چوری کی ہو تو تعجب کی
بات نہین اس سے پہلے اسکا حقیقی بھائی یوسف بھی چوری کر چکا ہے
ف۔ یوسف علیہ السلام کی پھوپی نے پرورش کیا تھا بڑے ہوے
تو حضرت یعقوب نے لینا چاہا پھوپی نے اپنا ایک پٹکا انکے کمر سے باندہ
دیا اور انپر چوری کا الزام لگایا اور اس حیلے سے اس وقت کے
شریعت کی مطابق انکو اپنے پاس سے نہ جانے دیا بھائیون نے اسی
چوری کے طرف اشارہ کیا ہو تو عجب نہین۔ سورہ یوسف رکوع۔ ۹

اقول اس عجب و بے سند قصہ کو آپنے یوسف زلیخا سے اوڑایا ہے
لیکن **امام رازی** تفسیر کبیر مین اسکا یہہ قصہ تحریر فرماتے ہین

روی الکلبی عن ابن عباس رضؓ ان اخوۃ یوسف علیہ السلام کانوا
کلبی نے ابن عباس رضؓ سے روایت کیا کہ برادران یوسف اونکو اور اونکے حقیقی بھائی کو نہ پیار والے تھے اس
یعیرون یوسف واخاہ بسبب ان جدھما ابا امھما کان یعبد صنما
سبب سے کہ انکے نانا بت پرستی کرتے تھے اور یوسف کے مانے اونکو حکم کیا کہ انکے باپ کا وہ ڈبا چرالاوین حسب مین بت

وان ام یوسف امرت یوسف فسرق جونة کانت لابیها فیها
تھے اس امید سے کہ جب وہ گم ہوجائیگا تو وہ اوسکی
اصنام رجاء ان یترک عبادتہا اذا فقدھا۔
پرستش چھوڑ دیگے۔
فقال لہ فلا تبتئس بما کانوا یعملون ای من التعییر لنا بما کان
پس کہا اونکو کہ تم رنجیدہ نہو اوس سے جو وہ کرتے ہین یعنے نانا کی چوری کا عار دلاتے
علیہ جدنا واللہ اعلم
ہین۔

قولہ انی لاجد ریح یوسف لولا ان تفندون اگر مجھکو ستراہترا نہ بناو تو ایک بات کہون کہ مجھکو یوسف کی مہک آرہی ہے سورہ یوسف رکوع۔ ۱۱۔

قول ستراہترا کو ڈپٹی صاحب نے یہان کے سوا سورہ حج وغیرہ کے ترجمہ مین بھی استعمال کیا ہے اور یہ لفظ دہلی اور اطراف دہلی مین اگرچہ مستعمل ہے لیکن اور اطراف مین مشہور نہین ہان اسکی جگہہ پر سٹھیانا و پہوس البتہ عموماً مروج وعام بھی ہے اور پھوس کے لفظ کو ڈپٹی صاحب نے بھی سورہ نور کے ترجمہ مین استعمال کیا ہے۔ **قولہ**

سورۃ الرعد مکیۃ غیر لا یزال الذین کفروا الایۃ ویقول الذین کفروا الایۃ فانہا نزلت بالمدینۃ ثم الرحمن وھی ثلث واربعون ایۃ سورہ رعد مکہ مین نازل ہوئی اور اسکی تینتالیس آیتین ہین۔

اقول اسمین جتنی عبارت پر مینے خط کھینچ دیا ہے اوسکا ترجمہ نہین ہے پس پورا ترجمہ یہہ ہے۔ سورہ رعد مکہ مین نازل ہوئی مگر آیت لایزال الذین کفروا آخر تک اور آیت یقول الذین کفروا آخر تک یہ دونون آیتین مدینہ مین نازل ہوئین اور سورہ رعد کے بعد سورہ رحمٰن نازل ہوئی اور اسکی تینتالیس آیتین ہین۔ اور اس عربی عبارت مین فانہما ضمیر تثنیہ کے بعد نزلت واحد کا صیغہ لکھا ہوا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ عربی عبارت بھی ڈپٹی صاحب ہی کے ڈھالی ہوئی ہے

قولہ وھم یجادلون فی اللہ وھو شدید المحال اور یہہ منکر ایسی ہے خدائے قادر کے بارہ مین جھگڑتے ہین حالانکہ اوس کے داؤ ایسے سخت ہین جن کا توڑ نہین۔ سورہ رعد رکوع۔ ۲۔

اقول اسکا صاف و مختصر وہ ترجمہ ہے کہ مولانا عبد القادر صاحب نے لکھا ہے اور یہہ لوگ جھگڑتے ہین اللہ کے باب مین اور اوسکی آن سخت ہے

قولہ سورۃ ابراھیم مکیۃ غیر الم تر الی الذین بدلوا الآیتین الاثنتین وھی اثنان وخمسون آیۃ سورہ ابراہیم مکہ مین نازل ہوئی اور اسکی باون آیتین ہین۔

اقول اسمین جتنی عبارت پر مینے خط کھینچدیا ہے اوسکا ترجمہ نہین ہے
پس اسکا پورا یہہ ترجمہ ہے الم تر الی الذین بدلوا آخر آیت تک کے
سوا سورہ ابراہیم مکہ مین نازل ہوئی اس کے بعد سورہ انبیا نازل ہوئی
اور اسکی باون آیتین ہین۔

قولہ جاءتھم رسلھم بالبینات فردوا ایدیھم فی افواھھم
ان کے پیغمبر معجزے لیکر اون کے پاس آئے (اور جیسا دستور ہے
اونکو ہاتھہ پھیلا پھیلا کر سمجھانے لگے) تو اونہون نے انکے ہاتھون کو اونہین
کے مونہون پر الٹا ماردیا ف الفاظ قرآنی مین دو ضمیرین ہین ایک
ایدیھم کی دوسرے افواھھم کی ان دونون ضمیرون کے مرجع کے
متعین کرنے مین مفسرین نے بہت تجویزین کین ہین بعض نے دونون
ضمیرون کا مرجع پیغمبرون کو ٹھہرایا بعض نے کافرون کو بعض نے ایدیھم
کے ضمیر کا مرجع کافرون کو اور افواھھم کے ضمیر کا مرجع پیغمبرون کو اور ہر ایک
صورت مین مطلب کی ایک توجیہہ کردی سب کا ماحصل یہہ ہے کہ کافرون
نے پیغمبرون کی بات کو نہ مانا انکو بولنے نہ دیا انکی باتون پر خوب کھل کھلا
کھل کھلا کر ہنسے یہان تک کہ اپنے مونہہ بند کرلے یا پیغمبرون کی باتون سے

براہ تعجب دانتون مین اونگلیان رکھہ لین اور ایک توجیہہ جو ہمکو سوجھی ہمنے ترجمہ مین اختیار کرلی سورہ ابراہیم رکوع ۲-

۲ قول ڈپٹی صاحب کے قول کے مطابق دونون ضمیرون کے مرجع کے تعیین مین مفسرون نے بہت سے تجویزین کین ہین اور ہر ایک صورت مین مطلب کی ایک توجیہہ کردی ہے اور مین کہتا ہون کہ جتنے اسکے محمل صحیح تھے سب کو مفسرون نے خصوصاً امام رازی نے تفسیر کبیر مین بیان کر چھوڑا پس اسکے بعد جو کچھہ آپ کو سوجھا اوسیکو آپنے مرجع سمجھکر بے دھڑک اپنے ترجمہ مین داخل بھی کردیا تو یہہ عرض ہے کہ شقوق سابقہ مین کچھہ نقصان وخلل اور آپکی توجیہہ جدیدہ مین کوئی فائدہ جدیدہ مقصود ہے یا نہین اگر ہے تو بسر وچشم - نازنت بکشمہ کہ نازنینی ۵

دہن تنگ مین جو آئی بات — تنگی قند کی مٹھائی بات

اور اگر کچھہ نہین تو پھر ان علما مفسرین واکابر محققین سے اختلاف سے کیا حاصل کوہ کندن وکاہ برآوردن ۵

بوئے گل بھی تو نہ لائی تا قفس — چل ہوا ہو اے صبا دیکھا تجھے

قولہ یتجرعہ چسکیان لے لیکر پئیگا سورہ ابراہیم رکوع ۳

۲ قول چسکیان خاص افیونیون کا محاورہ ہی نہین ہے بلکہ یہہ غیر فصیح وعموماً غیر مفہوم بھی ہے گھونٹ گھونٹ پیئے گا البتہ عام فہم ہے جیسا کہ ترجمہ قادریہ ورفعیہ مین بھی ہے۔

قولہ مقنعی رؤسہم اپنے سر الالے بھاگے چلے جارہے ہین۔

ف اوپر کے طرف اٹھانے کو الالنا کہتے ہین سورہ ابراہیم رکوع ۔ ۷

۲ قول سورہ یٰس مین لفظ مقمحون کا ترجمہ ڈپٹی صاحب لکھتے ہین اُلل کر رہ گئے اور وہان کے حاشیہ مین یہ تحریر فرماتے ہین اونچا ہوجانے کو اللنا بولتے ہین گاڑی کا اگلا حصہ اونچا ہوجاتا ہے تو کہتے ہین کہ گاڑی الالو ہوگئی ہے۔ اسپر اولاً مین یہہ عرض کرتا ہون کہ جب سر اوپر کے طرف اوٹھانا یا اونچا کرنا وغیرہ عام فہم لفظین اسکے لئے اردو مین موجود ہین تو پھر باوجود اسکے ایسے غیر مانوس لفظ کو لکھنا کہ جسکے لئے حاشیہ لکھکر اسکی توضیح کرنی پڑی کیا ضرور تھا۔

ثانیاً یہہ بھی کہتا ہون کہ بحسب تصریح ڈپٹی صاحب اس لفظ کا استعمال فقط گاڑی ہی کے لئے ثابت ہوتا ہے سر الالنا یا گردن الل کر رہجانا عموماً مستعمل نہین ہے کیونکہ اگر یہہ استعمال شایع وذایع ہوتا تو ضرور

ڈپٹی صاحب تنذیراً یا انظیراً اسکو پیش کرتے واذ لیس فلیس۔

قولہ سرابیلھم من قطران تارکول کے اونکے کرتے (اور جب نہین تو نہین) سورہ ابراہیم رکوع

۲ **قول** تارکول اور چارکول انگریزی لفظ اردو مین عموماً عام فہم نہین ہے اگر القطرہ لکھے ہوتے تو بیشک عام فہم ہوتا۔

قولہ سورۃ الحجر نزلت بمکۃ ثم سورۃ الانعام وھی تسع وسبعون آیۃ

سورہ حجر مکہ مین نازل ہوئی اور اسکی ننانوین آیتین ہین۔

۲ **قول** اسمین جملہ ثم سورۃ الانعام کا ترجمہ نہین ہے جسکے معنے ہے اسکے بعد سورہ انعام نازل ہوئی۔

قولہ والجان خلقناہ من قبل من نار السموم اور ہم جنات کو آدم سے بھی پہلے لو کی گرمی سے پیدا کر چکے تھے۔ سورہ حجر رکوع۔ ۲۔

۲ **قول** ظاہر ہے کہ لو اور گرمی دونون از قبیل اوصاف واعراض ہین کوئی انمین ذات وجوہر نہین اور مسلم ہے کہ مادہ من قبیل الجواہر ہوا کرتا ہی نہ از قسم اعراض بحت واوصاف محض پس بنا رعلیہ اسکا صحیح ترجمہ یہہ ہے کہ لطیف آگ سے پیدا کیا چنانچہ مولانا عبد القادر صاحب نے فائدہ مین یہی افادہ فرمایا ہے اور علامہ رازی نے تفسیر کبیر مین لکھا ہے

قوله من نار السموم معنے السموم فی اللغة الریح الحارة تکون بالنہار
سموم کے معنے لغت مین گرم ہوا کے ہے جو دن کو
وقد تکون باللیل وعلی ہذا فالریح الحارة فیہا نار ولہا لفح وأوار
اور کبھی رات کو چلا کرتی ہے اور بنا بر اسکے گرم ہوا مین آگ ہوتی ہے اور اسمین لپٹ اور
علی ما ورد فی الخبر انہا لفح جہنم قیل سمیت سموما لانہا
گرمی ہوتی ہے جیساکہ حدیث مین وارد ہے کہ وہ پھونکار ہے جہنم کی اور بعض نے کہا کہ اسکا نام سموم اسلیے
بلطفہا تدخل فی مسام البدن وہی الخروق الخفیة التی تکون
ہوا کہ لطیف ہونیکے سبب سے یہ بدن کے باریک سوراخون مین گھس جاتی ہے جو انسان کے
فی جلد الانسان یبرز منہا عرقہ وبخار باطنہ انتہی۔
چمڑون مین ہوتے ہین اور اونسے پسینے اور اندر کے بخارات نکلا کرتے ہین

قوله سورة النحل مکیة الا اربع ایات ان ربک للذین

ھاجروا الایة والایة وان عاقبتم الی اخر السورة ثم سورة نوح

وھی مائة وثمان وعشرون ایة۔

سورہ نحل مکہ مین اوتری اور اسکی ایک سو اٹھارہ آیتین ہین۔

۲ قول اسمین عن عبارتون پر مینے خط کھینچدیا ہے اوسکا ترجمہ نہین ہے پس پورا ترجمہ یہہ ہے چار آیت ان ربک للذین ھاجروا آخر تک اور آیت وان عاقبتم آخر سورۃ تک کے سوا سورہ نحل مکہ مین اتری اور اسکے بعد سورہ نوح نازل ہوئی اور اسکے ایک سو اٹھارہ آیتین ہین معلوم نہین کہ ڈپٹی صاحب جب اس پورے عنوان کا ترجمہ ہی نہین لکھتے تو اس لمبے لمبے عنوان کے لکھنے کی کیا ضرورت تھی جیسے عام نسخ

قرآن مین لکہا ہے ویسا ہی رہنے دیتے تاکہ متن و ترجمہ دونون برابر رہتا اور اگر ترجمہ لکہتے تو سب کا پورا ترجمہ لکہتے نہ یہ کہ متن کچھہ اور ترجمہ کچھہ اور من چہ سرایم و طنبورم چہ می سراید۔

قولہ وعلی اللہ قصد السبیل ومنہا جائر دین کے رستے دو قسم کے ہین ایک سیدہا رستہ جو دھر خدا تک پہونچتا ہے اور بعض ٹیڑھے سورہ نحل رکوع ۱۔

اقول ۔اولاً۔ اس ترجمہ مین دُہر کا لفظ عموماً عام فہم نہین ثانیا ڈپٹی صاحب فرماتے ہین کہ دین کے دو راستے ہین ایک سیدہا اور دوسرا ٹیڑہا حالانکہ یہہ باطل ہے کیونکہ دین کے سب راستے سیدھے ہین چنانچہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے ان ھذا صراطی مستقیما (ہمارا یہہ راستہ سیدہا ہے) پس ڈپٹی صاحب نے جو ترجمہ کیا وہ بالکل غلط ہے ہان صحیح وہ ترجمہ ہے جو مولانا عبد القادر صاحب نے لکہا ہے۔ اور اللہ پر پہونچتی ہے سیدہی راہ اور کوئی راہ کج بہی ہے اور مولانا رفیع الدین اور شاہ ولی اللہ صاحب نے بہی یہی لکہا ہے اور علامہ رازی تفسیر کبیر مین لکہتے ہین اعلم انہ تعالی لما شرح دلائل التوحید قال

وعلى الله قصد السبيل اى انما ذكرت هذه الدلائل وشرحتها ازاحة
للعذر وازالة للعلة ليهلك من هلك عن بينة ويحي من حي عن بينة
قال الواحدي القصد استقامة الطريق يقال طريق قصد وقاصد
اذا ادّى الى مطلوبك اذا عرفت هذا ففي الآية حذف والتقدير
وعلى الله بيان قصد السبيل ثم قال ومنها جائر اي عادل مائل
ومعنى الجور في اللغة الميل عن الحق والكناية في قوله ومنها جائر
تعود على السبيل وهي مونثة في لغة الحجاز يعني ومن السبيل ماهو
جائر غير قاصد للحق وهو انواع الكفر والضلال والله اعلم
اسکا خلاصہ یہی ہے کہ خدا کی سب راہین سیدھی ہین ہان بعض راہین کج
بھی ہین جیسے کفر اور گمراہی۔

قوله ولهم ما يشتهون اور اونکے لئے ہین ملنے بیٹے سورہ نحل کوع
٢ قول اگر چہیتے بیٹے لکھتے تو بہت اچھا ہوتا۔

قوله ولو يؤاخذ الله الناس بظلمهم ما ترك عليها من دابة
او اگر خدا بندون کو انکے نافرمانیون کی سزا مین پکڑتا تو روے زمین
پر کسی متنفس کو باقی نہ چھوڑتا۔ دابہ کے لغوی معنے تو زمین پر چلنے

والے کے ہین ہمنے اپنے محاورے کے لحاظ سے متنفس ترجمہ کیا ہے اور

دابہ کو تنفس لازم بھی ہے سورہ نحل رکوع۔ ۸

۲ قول مولانا عبدالقادر صاحب نے دابہ کا ترجمہ چلنے والا اور

مولانا رفیع الدین صاحب نے جینے والا کیا ہے پس یہہ دونون

ترجمے کیا لفظ سے چسپان اور بامحاورہ وشگفتہ نہین ہین ہمارے

نزدیک تو متنفس سے کہین زیادہ واضح وعام فہم ہین پھر باوجود اسکے

عربی کا ایک بھاری لفظ فقط اپنا محاورہ کھپانے کے لئے لکھنا کیا

ضرور تھا یہ تو وہی مثل صادق آئی۔

کہ مان نہ مان مین تیرا مہمان۔

قولہ واللہ فضل بعضکم علی بعض فی الرزق فما الذین فضلوا

برادی رزقھم علی ما ملکت ایمانھم فھم فیہ سواء ۱ فبنعمۃ اللہ

یجحدون اور خدا ہی نے تم مین سے بعض کو بعض پر روزی مین برتری

(یعنے زیادہ روزی) دی ہے تو جن کو زیادہ (روزی) دیگئی ہے (وہ

اپنی روزی لُٹا کر اپنے زیردستون (یعنی نوکرون غلامون) کو نہین

دیدیا کرتے کہ روزی مین ان (سب) کا حصہ برابر ہو تو کیا یہ لوگ

خدا کی نعمتون کے منکر ہین ؎ یہہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کا انتظام
اختلاف حالت پر مبنی ہے اگر سب آدمی سب باتون مین یکسان ہون
تو کیون کوئی حاکم ہو اور کوئی محکوم اور کیون کوئی محتاج اور کوئی محتاج الیہ
کیون کوئی کثیر الاولاد اور کوئی بے اولاد کیون کوئی مالک مکان اور
کوئی کرایہ دار لیکن جسطرح یہہ اختلاف حالت خدا کے کرنے سے ہے
اسیطرح اس اختلاف کا دنیا مین قایم رکھنا خدا کے انتظام سے ہے
چنانچہ چور اُچکے ڈاکو غاصب اسی قاعدہ کو توڑنا چاہتے ہین جن سے
لوگون کے عافیت مین خلل پڑتا ہے پس دنیا مین امن اسی سے قایم
ہے کہ اختلاف حالت جو اختیاری بات نہین باقی رہی ۲ **الغرض** یہ
ایک نعمت ہے اور خدا کی دی ہوئی نعمت کیونکہ انسان نے نہ اختلاف
حالت اپنے اختیار سے پیدا کیا ہے اور نہ اپنے اختیار سے اسکو باقی
رکھہ سکتا ہے پس ہو نہین سکتا کہ نعمت خدا کا اقرار ہو اور نعمت
دینے والے سے انکار خلاصہ یہہ ہے کہ ۲ فبنعمۃ اللہ یجحدون کے
یہہ معنے سمجھے ہین۔ سورہ نحل رکوع۔ ۱۰۔

۲ **اقول** اگر فقط یہی معنے آپنے سمجھا ہے تو بہت سا ضروری خصوصًا

اخروی مطلب تو بالکل آپ سے چھوٹ گیا حفظت شیئا وغابت عنک
چند چیزین تمنے یاد کیا اور بہت چیزین
اشیاء اور بڑے تعجب وافسوس کی بات تو یہ ہے کہ قرآن شریف کے
چھوٹ گئین
ہر مضمون کو آپ انتظام دنیاوی ہی پر محمول فرماتے ہین اور سب کو اسی
محل مہمل مین اوتار لاتے ہین حالانکہ نظم قرآنی مین اگرچہ ضمناً یہ مضمون
بھی متضمن ہوتا ہے لیکن اصل غرض اس سے ہدایت اخروی ہی ہوا
کرتی ہے اور دنیاوی باتین بطور تمثیل وافہام کے بیان کئے جاتے ہین
لیکن آپ اسی کو ایسا مستقل سمجھتے ہین کہ تمامی معانی کو اسی مین مقتصر
ومحصور کر دیتے ہین مثلاً یہی آیت شریف کہ تمامی مفسرون نے
فرمایا ہے کہ یہ آیت مشرکون کے تنبیہ وتزجیر کے لئے نازل ہوئی ہے
چنانچہ امام رازی تفسیر کبیر مین لکھتے ہین لاشبهة فی ان المراد من
کوئی شبہہ نہین کہ مراد قول او سکے افبنعمة اللہ
قوله افبنعمة الله یجحدون الانکار علی المشرکین الذین اورد الله
یجحدون سے مشرکون پر انکار ہے جن پر اللہ تعالے نے یہ حجت
وارد کی ہے
تعالی هذه الحجة علیهم انتهی لیکن آپ نے اسکو فقط اسی خلاف
واختلاف حالات دنیاویہ ہی کے دائرہ مین محبوس کر دیا ہے اور پھر
ان اکابر مفسرین کے سامنے اپنے چھوٹے مونہہ سے یہہ بڑا بول نکالا
ہے یہ معنے ہمنے سمجھے ہین استغفر اللہ سچ ہے ۵

نہین کچھ قدر سکی صاحب اکسیر آگے	مہوس سے بنے ہر چند آب و تاب کا جوڑا

قولہ خدا نے جس گانون کے مثال بیان کی ہے خود مکہ اسکا مصداق معلوم ہوتا ہے سورہ نحل رکوع - ۱۵ -

اقول ظاہر ہے کہ یہہ گانون مثلاً للمکۃ بیان کیا گیا ہے والاظہر
اور خوب ظاہر ہے
ان مثل الشئ یکون غیر ذلک الشئ **چنانچہ** امام رازی تفسیر کبیر مین
کہ مثل شے دوسری شی ہوتی ہے
لکھتے ہین والاقرب انہا غیر مکۃ لانہا ضربت مثلا لمکۃ ومثل مکۃ
قریب تر یہی ہے کہ یہ گانون مکہ کے سوا تھا کیونکہ یہ مکہ کے لئے مثل
یکون غیر مکۃ انتہی
بیان کی گئی ہے اور مثل مکہ کے سوا ہوگا

قولہ سورۃ بنی اسرائیل نزلت بمکۃ الا وان کادو الیفتنونک ثمان ایات ثم یونس وھی مایۃ وواحد عشرۃ ایۃ سورہ بنی اسرائیل مکہ مین نازل ہوئی اور اسکی ایک سو گیارہ آیتین ہین -

اقول اسمین جتنی عبارت پر ہمنے خط کھینچ دیا ہے اوسکا ترجمہ نہین ہے پس پورا یہہ ترجمہ ہے وان کادو لیفتونک آٹھ آیت کے سوا سورہ بنی اسرائیل مکہ مین نازل ہوئی اسکے بعد سورہ یونس نازل ہوئی اسکے ایک سو گیارہ آیتین ہین -

قولہ کان عنہ مسئولا پوچھہ گچھہ ہوئی ہے سورہ بنی اسرائیل رکوع ۴

اقول کچھہ کا لفظ پوچھہ کے ساتھہ بطور تابع مہمل پانی وانی روٹی اوٹی کے مانند استعمال کیا جاتا ہے پس اس سے نہ تو کلام مین کوئی معقول تحسین ہوتی ہے اور نہ بدون اسکے کلام کچھہ مختل ہوتا ہے پس بیفائدہ ایک مہمل اجنبی غیر مانوس لفظ کو ترجمہ مین گھسیٹر نا کیا ضرور تھا-

قولہ چونکہ معجزے کا وقوع ایک وقت خاص مین خاص شخصون کے روبرو ہوسکتا ہے اور اسمین بھی مخالفین چند در چند شکوک و احتمال پیدا کرتے رہتے تھے تو معجزہ کوئی ایسے مستحکم دلیل نہین ہوسکتی جس پر زور دیا جاے معمولی واقعات ایسے معجزات ہین جو ہمہ وقت واقع ہوتے رہتے ہین اور کسی کو اسمین گنجایش انکار نہین ہوسکتی- حاشیہ آیت وما منعنا ان نرسل بالایات سورہ بنی اسرائیل رکوع-۶-

اقول ثبوت نبوت کے لئے معجزہ سے بڑھکر کوئی ایسی مستحکم دلیل ہی نہین ہے جس پر زور دیا جاے اور معمولی واقعات معجزہ نہین کیونکہ معجزہ بطور خرق عادت خلاف معمول ہوا کرتا ہے باقی سرکش طبیعتون کا اسپر بھی گرویدہ نہونا بلکہ اوس سے نڈر ہوکر اسمین بھی شک وشبہہ پیدا کرنا اور جادو وغیرہ کہنا معجزات کے حسن واستحکام کیلئے

کوئی مخل ومضر نہین کیونکہ وجود باوجود باریتعالی عز اسمہ وجل رسمہ سے بڑھکر کوئی وجود نہین لاکن تاہم سرکش طبیعتین اوسمین بھی جو کہہ سن رہی ہین ظاہر ہے ۵

قیل ان الرسول قد کھنا		قیل ان الالہ ذو ولد
بعض نے کہا کہ رسول جادوگر ہے		بعض نے کہا کہ خدا کے لڑکے ہین

پس ان ہذیانات وکھچڑ سے کیا معاذاللہ وجود باوجود باریتعالی عز اسمہ وجل رسمہ معطل ومہمل ہوجائیگا حاشا وکلا پس ایسیہی معجزات مین سرکش طبیعتون کی اعتراضات وہذیانات سے اوسکے استحکام واستحسان مین کوئی خلل نہین آسکتا اور علی ہذا القیاس فلاسفہ ونیاچرہ کے شکوک واوہام سے بھی معجزہ حد معجزہ سے خارج نہین ہوسکتا قرآن واحادیث کے سوا کتب ملل سابقہ مثل توراۃ وانجیل وغیرہ بھی بیان معجزات سے پر ہین بلکہ کسی اہل دین وملت کو نفس معجزہ سے انکار نہین ہے شرح عقائد نسفی مین لکھا ہے وقد ارسل اللہ تعالی رسلا
اور اللہ تعالی نے آدمیون کے لئے آدمیون ہی
من البشر الی البشر مبشرین ومنذرین ومبینین للناس ما یحتاجون
مین سے رسولون کو خوشخبری اور ڈرانے اور لوگون کے لئے دنیا اور دین کی ضروری باتین بیان کرنیکے
الیہ من امور الدنیا والدین وایدہم بالمعجزات الناقضات
لئے بھیجا اور اونکو معجزات سے جو امور عادی کے خلاف ستھے

عی
للعادات جمع معجزہ وھی امر تظھر بخلاف العادۃ علی ید مد
زور دیا معجزات معجزہ کی جمع ہے اور یہ وہ امر ہین جو خلاف عادت باتین مدعی نبوت کے ہاتھ پر
النبوۃ عند تحدی المنکرین علی وجہ یعجز المنکرین عن الاتیان
منکرون کے مقابلہ کے وقت ایسے طور پر ظاہر ہوا کرتے ہین کہ منکرین اوسکے مثل کے لانے سے عاجز ہوجاتے ہین
بمثلہ وذلک لانہ لولا التائید بالمعجزات لما وجبت قبول قولہ
اور یہ اسلئے کہ اگر معجزات سے تائید ہوتی تو اونکا قول قبول کرنا واجب نہوتا اور دعوی رسالت مین
ولما بان الصادق فی دعوی الرسالۃ عن الکاذب انتھی
سچا جھوٹے سے الگ نہوتا۔
اور بغیہ الرائد فی شرح العقائد مین ہے وتائید کرد ایشان را
بمعجزہای شکنندہ عادت ہما زیراکہ ہر دعوی را برہانی باید وانبیا کہ دعوی رسالت
وسفارت میکنند برہان صدق ایشان معجزات است ومعجزہ خارق
عادت باشد کہ بر دست مدعی نبوت بروفق دعوای او ظاہر گردد
وغیر او از آوردن مثل آن عاجز وزبون شود ومعجزہ فعل الہی است نہ
فعل رسول زیراکہ خرق عادت خدا از بندہ ممکن نیست ودلالت معجزہ
بر صدق نبی یقینی است ونزد مشاہدہ معجزہ بے اختیار علم بصدق نبی
حاصل میگردد ونفس در تصدیق بیطاقت وبیچارہ میشود ومجال انکار
بروے تنگ می آید وچون دعوی بلند بود برہان نیز باندازہ او باشد
چہ معجزہ از عالم قہر وقدرت است در غلبہ وسطوت آن پای ثبات بجای
خود بماند وعنان اختیار از دست رود بخلاف دلائل عقلیہ کہ گرچہ

چندیست در رشتہ خیال ولہذا الزام واسکات خصم بدان دشوار بود
وہر گز راہ نزاع وجدال بند نشود چنانکہ از دلایل کلامیہ وفلسفیات
عیان است وہر کہ بعد از معجزہ دیدن کافر ماند کفر او جز بعلت عناد ونفاق
تنقاوت ازلی نیست انتہیٰ اور ایسا ہی عامہ کتب عقاید وکلام بلکہ تمامی
کتب اسلام مین لکہا ہے طوالت کے سبب سے مینے ان سب کی عبارات کا
نقل کرنا مناسب نہ سمجہا ورنہ

کوی زلف دراز یار کا کہہ سکتا کیا قصہ	طویل اتنا تہا اسکو عمر بہر کہتے تو ہم کہتے

قولہ وننزل من القرآن ما ہو شفاء اور ہم قرآن مین ایسی ایسی باتین
اتارتے ہین جو ایمان والون کے لئے (امراض روحانی کا) علاج ہے سورہ
بنی اسرائیل رکوع ۔ ۹

اقول قرآن شریف مین مطلق شفا ہے پس ڈپٹی صاحب کو ترجمہ مین
بہی مطلق شفا لکہنا تہا اور اگر خواہ مخواہ مقید ہی کرنا تہا تو جیسے امراض
روحانی سے مقید کئے ویسے ہی امراض جسمانی سے بہی مقید کرتے کیونکہ
قرآن شریف بالاتفاق امراض روحانی اور جسمانی دونون کی شفا ہے
علامہ رازی تفسیر کبیر مین لکہتے ہین واعلم ان القرآن شفاء من الامراض
اور جان کہ قرآن امراض روحانی اور

الروحانیة وشفاء ایضا من الامراض الجسمانیة۔
امراض جسمانی کی بھی شفا ہے

اور علامہ ابن القیم نے لکھا ہے اذ اثبت ان لبعض الکلام خواص
جب بعض کلام میں خواص و منافع ثابت ہیں تو خدا کے

ومنافع فما الظن بکلام رب العالمین۔
کلام کے ساتھ بہرا کیا گمان ہے

اور ایسا ہی امام غزالی نے بھی تحریر فرمایا ہے اور مولوی تراب علی

لکھنوی تعلیقات احسن حاشیہ ملا حسن میں لکھتے ہیں الامراض الظاہرۃ
امراض ظاہری یعنے

ای الجسمانیۃ کالحمی والصداع والشقیقۃ والباطنہ ای الامراض
جسمانی جیسے بخار اور درد سر اور آدھا سیسی اور باطنی یعنے امراض

النفسانیۃ کالحسد والکبر والعجب اور اسکی تشریح و تفصیل
نفسانی جیسے حسد اور تکبر اور خود بینی

خود بخاری ومسلم وترمذی ونسائی وابوداؤد وابن ماجہ وابن جریر

اور حاکم وبیہقی ومواہب وزرقانی وغیرہ میں موجود ہے اور خواص القرآن

وخزینۃ الاسرار وسر الجلیل فی خواص حسبنا اللہ ونعم الوکیل جواذب القلوب

وحصن حصین واذکار امام نووی وغیرہ وغیرہ کتابیں اسی خصوص میں

تالیف ہوئی ہیں پس باوجود اسکے بھی دیدہ ودانستہ جو ڈپٹی صاحب

نے قید جسمانی سے بے قید ہو کر فقط شفاء روحانی ہی پر قصر کیا ہے

تو یہ تقلید مذہب نیچریہ اختیار کیا گیا ہے کیونکہ پرچہ تہذیب الاخلاق

مطبوعہ یکم محرم ۱۲۹۳ھ ہجری میں سحر کے اقسام میں لکھتے ہیں۔

جو قرآن مجید کی آیتون کو بطور عمل کے پڑھتے ہین اور کسی مین وسعت رزق کی اور کسی مین کشود کار کی اور کسی مین شفا امراض کی تاثیر سمجھے ہین وہ بھی قریب انہین (جادو) کے ہین قرآن مجید کی کسی آیت یا سورہ مین اس قسم کی تاثیر نہین ہے نہ قرآن مجید کوئی عملیات کی کتاب ہے نہ ان کامون کے لئے نازل ہوا ہے وہ تو سیدھا سادہا خدا کا کلام ہے اور اسیلئے نازل ہوا ہے کہ لوگ اس سے نصیحت پکڑین اور جو احکام اسمین ہین اسپر عمل کرین انتہی۔

گو ڈپٹی صاحب نے اپنے کو اس ترجمہ مین نیچریت سے بہت چھپایا یہانتک کہ اس لفظ کو بھی نہین چھوا بلکہ ہر جگہہ فطرتاً فطرت ہی تحریر فرمایا ہے لیکن ؎

خوش ہست از بحز ران این نکتہ گفتن	کہ عشق و مشک را نتوان نہفتن
پیار کی آنکھہ اور الفت کی نظر چھپتی نہین	لاکھہ چاہت کو چھپای کوئی پر چھپتی نہین

قولہ وکبرہ تکبیراً اور وقتاً فوقتاً اسکی بڑائیان کرتے رہا کرو
سورہ بنی اسرائیل رکوع - ۱۲

اقول وقتاً فوقتاً کی قید زاید ہے۔

قوله سورة الکهف نزلت بمكة غیر واصبر نفسك الآیة ۲۸ النحل وهی مائة وعشر آیات سورہ کہف مکہ مین نازل ہوئی اور اسکی ایکسو دس آیتین ہین۔

اقول اسمین جتنی عبارت پر مینے خط کھینچدیا ہے اوسکا ترجمہ نہین ہے پس اسکا پورا یہہ ترجمہ ہے آیت واصبر نفسك کے سوا سورہ کہف مکہ مین نازل ہوئی اور اسکے بعد سورہ نحل اتری اور اسکی ایکسو دس آیتین ہین

قوله سورة مریم نزلت بمكة الا سجدتها ۵۸ والا ۵۹ فخلف من بعدهم خلف فبالمدینة نزلت طه وهی تسع وتسعون آیة سورہ مریم مکہ مین نازل ہوئی اور اسکی ۹۹ آیتین ہین۔

اقول اسمین جتنی عبارت پر خط ہے اوسکا ترجمہ نہین ہے پس پورا ترجمہ یہہ ہے سورہ مریم مکہ مین نازل ہوئی مگر اسکا سجدہ اور آیت فخلف من بعدهم خلف مدینہ مین اتری اور اسکے بعد سورہ طہ نازل ہوئی اور اسکی ننانوے آیتین ہین۔

قوله واذکر فی الکتاب ادریس ۲ انه کان صدیقا نبیا ورفعناه مکانا علیا اور قرآن مین ادریس کا مذکور بھی لوگون مین بیان کرو کہ وہ

بھی ٹرے سچے بندے اور پیغمبر تھے اور ہمنے اونکو زمین سے اوٹھا کر
بڑے اونچی جگہہ بہشت مین لیجا داخل کیا ف ۲ یہ ترجمہ اون لوگون
کے خیال کے مطابق ہے جو مانتے ہین کہ ادریس ؑ جیتے جی بہشت مین پہونچائے
گئے اور اب بھی بہشت مین زندہ موجود ہین اور بعض کہتے ہین کہ چوتھے
یا چھٹے آسمان پر اٹھائے گئے مگر یہ سب روایتین ضعیف ہین ٹھکانے
کی بات تو یہہ ہے کہ رفعناہ مکانا علیا سے علو منزلت مراد ہے یعنی
ہمنے انکا مرتبہ اور درجہ بلند کیا کہ وہ نبی تھے سورہ مریم رکوع - ۴ -
۲ **قول** اس سے ثابت ہے کہ ڈپٹی صاحب نے یہہ ترجمہ اپنے اعتقاد و
خیال صحیح کے مطابق نہین لکھا ہے بلکہ کہین کسیکے خیال کے مطابق لکھدیا
ہے اور کہین کسیکے اعتقاد کے موافق لکھا ہے پس یہ ویسا ہی ترجمہ ہوا جیسا
کہ سیل اور راڈویل اور میور اور لین اور سواری اور پامر اور ویری یا
کیشب یا الکھدھاری وغیرہ نے بھی قرآن کا ترجمہ لکھا ہے معاذ اللہ ۵

اب دین ہوا زمانہ سازی آفاق تمام دہریا ہے

ثانیا علامہ رازی تفسیر کبیر مین لکھتے ہین -

قولہ ورفعناہ مکانا علیا وفیہ قولان

الثانی دو قول ۴

أحدهما انه من رفعة المنزلة	والثاني ان المراد به الرفعة في المكان
ایک رفعت منزلت یعنے بلندی مرتبہ	اور دوسرے بلندی مکان کی

الى موضع عال وهذا اولى لان الرفعة المقرونة بالمكان تكون
یعنے بلند مکان مین پہونچانا کیونکہ لفظ رفعت جب مکان کے ساتھہ مستعمل ہو تو اوس سے
رفعة في المكان لا في الدرجة - واعلم ان الله تعالى انما مدحه بان
مکان کی بلندی مراد ہوتی ہے درجہ کی نہین اور جان کہ اللہ تعالی نے اونکی یہ مدح کی کہ اونکو
رفعه الى السماء لانه جرت العادة ان لا يرفع اليها الا من كان عظيم القدر
آسمان مین اوٹھا لیا کیونکہ عادت الٰہی یون جاری ہے کہ اوسکی طرف وہی اوٹھایا جاتا ہی جسکا مرتبہ بلند
والمنزلة ولذلك قال في حق الملائكة ومن عنده لا يستكبرون عن
ہوتا ہے اسلئے ملائکہ کے حق مین فرمایا کہ جو اوسکے نزدیک ہین وہ اوسکے بندگی سے تکبر نہین کرتے
عبادته انتهى

اور آپکے سید تبیین الکلام فی شرح التورات والانجیل علی ملتہ الاسلام مین لکھتے ہین علماء یہود اور علماء عیسائی اور ہم مسلمان اس بات پر متفق ہین کہ اللہ تعالی نے حضرت ادریس علیہ السلام کو زندہ اوٹھا لیا تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ اوٹھا لیا کے لفظ سے ایک خالی مکان مین اوٹھا لینا مراد ہے کیونکہ جب کہا جاتا ہے کہ ہمنے ایک مکان مین اوٹھا لیا تو اوس سے یہی مراد ہوتی ہے کہ دوسری جگہہ اوٹھا لیا صرف مرتبہ کی بلندی مراد نہین ہوتی پس حضرت ادریس علیہ السلام آسمان مین یا بہشت مین ہین اور بموجب صحیح قول کے زندہ ہین مرے نہین انتہی -

مولانا عبدالقادر صاحب فائدہ مین افادہ فرماتے ہین کہ حضرت

ادریس حضرت (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) سے ملے تھے معراج کی رات آسمان
پر لیکن جبکہ ڈپٹی صاحب حضرت ادریسؑ کے زندہ آسمان پر جانے ہی کو
ایک بے ٹھکانے کی بات کہتے ہین تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے
معراج اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صعود پر کب ایمان لاتے ہونگے

جاننا چاہیئے کہ معراج کا بیان قرآن شریف مین دو مقام پر صراحتہ
کیا گیا ہے۔ اول سورہ بنی اسرائیل مین۔ اور دوسرے سورہ والنجم مین

مولانا عبدالقادر صاحب سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ
کے فائدہ مین افادہ فرماتے ہین۔ حق تعالیٰ اپنے رسول کو معراج کی رات
لے گیا مکہ سے بیت المقدس براق پر اور آگے لیگیا آسمانون پر یہان اتنا
ذکر ہے باقی سورہ نجم مین اور سورہ نجم کے حاشیہ مین فرماتے ہین جبرئیل
کو (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے) اپنی صورت (یعنے جبرئیل کی اصلی صورت
پر) دیکھا معراج کی رات مین سات آسمان سے اوپر انتہی لیکن ڈپٹی صاحب
نے ان دونون موقعون مین سے کسی موقع مین معراج جسمی کو حتمی اور
یقینی طور پر نہین بیان کیا ہے سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ کے
حاشیہ مین تو ایک مشروط و معلول طور پر بیان کیا ہے اور والنجم

کے حاشیہ مین اسرار وغیرہ مفہوم کے پیرایہ مین ادا کرکے گول گول کرکے
چھوڑ دیا ہے۔ حالانکہ علمار اسلام اسکو منجملہ مسائل متفقہ و اعتقادیہ شمار
کرتے ہین چنانچہ صاحب شرح عقاید لکھتے ہین والمعراج لرسول اللہ عم
اور معراج رسول علیہ السلام کے لئے
فی الیقظہ بشخصہ الی السماء ثم الی ماشاء اللہ تعالی من العلی
بیداری مین آپکے جسم مبارک کے ساتھ آسمان تک پھر جہان تک بلندی کے جانب اللہ تعالی نے چاہا
حق ای ثابت بالخبر المشہور حتی ان منکرہ یکون مبتدعا وانکارہ
حق یعنے مشہور حدیثون سے ثابت ہے یہان تک کہ اسکا منکر بدعتی ہے اور اسکے انکار اور محال کا دعوی
وادعاء استحالتہ انما یبتنی علی اصول الفلاسفۃ والا فالخرق
فلاسفہ کے اصول پر قایم ہے اور نہین تو آسمانون کا پھٹنا اور جڑنا جائز ہے اور سب جسم ایک سے ہین
والالتیام علی السموات جائز والاجسام متماثلۃ یصح علی کل ما یصح
جو ایک پر صحیح ہے وہ دوسرے پر بھی
علی الآخر واللہ قادر علی الممکنات کلہا۔
اور اللہ تعالے ہر ممکنات پر قادر ہے
ایسا ہی تمامی علمار عقائد و علم کلام نے فرمایا ہے اور ان پرانے مولویون
کے سوا آجکل کے نئے نئے علوم و فنون کے علما بھی ایسا ہی فرماتے
ہین چنانچہ آنریبل مولوی سید امیر علی صاحب جسٹس ہائکورٹ
کلکتہ نے اپنی کتاب لائف اینڈ ٹیچنگس آف محمد مین ایسا ہی لکھا ہے
چنانچہ اس کتاب کے ترجمہ تنقید الکلام فی احوال شارع الاسلام کے حاشیہ
منہیہ مین لکھا ہے۔ ہم پوچھتے ہین کہ جب عیسائی اسکے قائل ہین کہ حضرت
عیسی اور حضرت الیاس بعین جسم خاکی دوبارہ زندہ ہوکر آسمان پر

چلے گئے تو پھر وہ اون مسلمانون کو اپنے سے کم معقول پسند کیون جانتے ہین جو اپنے پیغمبر کے بہمین جسم خاکی آسمان پر چلے جانیکے معتقد ہین۔ اور چونکہ یہہ دنیا کے ایک بڑے ہی مکرم و نامی شخص کے زندگانی کا ایک بہت بڑا واقعہ ہے اسلئے غیر مذہب کے مورخین و علماء کو بھی اس واقعہ کے لکھنے کی جب نوبت آئی تو اونہون نے بھی خوب ہی چھان بین کرکے ایسا ہی تحقیق کیا ہے چنانچہ مورخ ڈیون پورٹ اپنی اپالوجی مین لکھتا ہے۔ واضح ہو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب مین اس سفر شب کے بارہ مین بڑا اختلاف تھا بعضے کہتے تھے کہ یہہ سفر سوائے خواب اور کچھہ نہ تھا اور بعضے کہتے تھے کہ آنحضرت بیت المقدس تک اس جسم خاکی سے تشریف لیگئے تھے اور وہان سے آسمان پر فقط آپ کی روح گئی تھی اور بعضے کہتے تھے کہ آپ دونون جگہہ اسی جسم خاکی سے تشریف لیگئے تھے لیکن اکثر صحابہ اسی قول اخیر کے قائل تھے اور معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نے بھی اسکے صحت کا انکار نہین فرمایا اور اسکے حاشیہ مین ہے اہلسنت اور خاص کرکے ایک عالم متقی خیالی کہتا ہے کہ آنحضرت کے سفر شب کا انکار کرنا قرآن کا انکار کرنا ہے۔

قوله سورہ طہ نزلت بمکۃ ثم الواقعہ وھی مائۃ وخمس وثلثون ایۃ سورہ طہ مکہ مین نازل ہوئی اور اسکی ایک سو پینتیس ۱۳۵ آیتین ہین۔

۲ **قول** اسمین ثم الواقعۃ کا ترجمہ نہین ہے جسکی معنی ہے اسکے بعد سورہ واقعہ نازل ہوئی۔

قوله له الاسماء الحسنی اچھے نام اسی کے ہین۔ اس کا مطلب ہمارے ملک کے فقیرون کی صدا سے ملتا ہوا ہے اللہ کا نام سچا سب جھوٹھا ہے جتن سورہ طہ رکوع۔ ۱۔

۲ **قول** ۲ و لاگہ جتن کو عموماً لوگ نہین جانتے **ثانیا** اس صدا سے قرآن شریف کے اس آیت کا مطلب تو لوگ ہرگز نہین سمجھتے لیکن لگے مین لگا لگانا تو چڑیا۔ لکڑی۔ پتھر کی آواز وصدا سے بھی آدمی ایک مطلب سمجہ لیا کرتا ہے کلفظ دیز ۲ المسموع من وراء الجدار
جیسے لفظ دیز مہمل سے جو دیوار کے پیچھے سے سناجاتا ہے لوگ
علی وجود اللافظ
بولنے والے کے وجود کو سمجھ لیا کرتے ہین

۵

کسانیکہ یزدان پرستی کنند		برآواز دولاب مستی کنند

ورنہ فقیرون کی صدا کا تو یہی مطلب ہوا کرتا ہے ۵

ہان بھلا کر تیرا بھلا ہوگا + اور درویش کی صدا کیا ہے۔

قولہ وزیرا میر ابوجہبہ اوٹھانے والا سورہ طہٰ رکوع ۲۔

۲قول وزیر ایسے مشہور لفظ کا ترجمہ کیا ضرور تھا۔

قولہ اپنے مکانات اور دکاکین کو آراستہ کرتے ہونگے حاشیہ آیت

یوم الزینۃ۔ سورہ طہٰ رکوع ۳۔

۲قول بیچارے اردو پڑھنے والون پر یہہ دکاکین کا لفظ نہایت ہی

گران و دشوار فہم ہے اسلئے اسکی جگہہ پر اگر دکان ہی لکھا جاتا تو بہتر تھا

قولہ سورۃ الانبیاء نزلت بمکۃ ثم المومنون وھی مایۃ واثنتا عشرۃ

ایۃ سورہ انبیاء مکہ مین نازل ہوئی اوسکی ایک سو بارہ آیتین ہین

۲قول اسمین جملہ ثم المومنون کا ترجمہ نہین ہے جسکی معنے ہے اسکے

بعد سورہ مومنون نازل ہوئی۔

قولہ رتقا بھنڈا سا سا ایک گول مول ڈھیہ کو ہندی مین بھنڈا

کہتے ہین سورہ انبیاء رکوع ۲۔

۲قول گول مول اور بھنڈا دونون ایسے بھونڈے غیر مانوس لفظ

ہین کہ آخر ڈپٹی صاحب کو انکے تشریح کے لئے حاشیہ لکھنے کی ضرورت

پڑہی گئی پس قرآن ایسی صاف کتاب کا ایسے بھونڈے غیر مانوس الفاظ سے ترجمہ کرنا کیا ضرور تھا۔

قولہ کل فی فلک یسبحون تمام اجرام فلکی اپنے اپنے مدار مین پڑے تیر رہے ہین ف ا لفظ فلک کے معنے گھیرے کے ہین اور آسمان کو بھی فلک اسی لئے کہتے ہین کہ وہ گھیر اسا دکھائی دیتا ہے چاند اور سورج کی رفتار بھی ایک خیالی دایرے یعنے گھیرے کے شکل مین ہے **شاہ عبد القادر** صاحب نے گھیرا ترجمہ کیا ہے ہمنے مدار جس کے لفظی معنے ہین دورہ یعنے گردش کرنے کی جگہہ سورہ الانبیاء رکوع۔ ۳

اقول سورہ یس مین بھی آپنے یہی لفظ استعمال کیا ہے پس ہم آپ سے پوچھتے ہین کہ جناب **شاہ** صاحب نے جو ترجمہ کیا ہے وہ مختصر اور عام فہم ہے یا جو آپنے لکھا جسکے معنے کیلئے یعنی اور پھر اسکے لئے عبارت براکٹ کے لکھنے کی ضرورت پڑی جو بمعنے یعنی ثانی ہے پس اگر آپکے مدار مین کوئی فائدہ جدیدہ ہے تو اسکی تشریح چاہیئے اور اگر ہمون آتش در کاسہ تو اس تحصیل حاصل سے کیا حاصل ہیچ ہے ۵

جو ہر آئینہ بھی چاہے ہے مژگان ہونا	بسکہ دشوار ہے ہر کام کا آسان ہونا

قوله وحرام علی قریة اھلکناھا انھم لا یرجعون اور جس بستی کو ہم نے (لوگون کی نافرمانی کیوجہہ سے) ہلاک کردیا ہو ممکن نہین کہ وہ لوگ (قیامت کو ہمارے حضور مین) لوٹ کر نہ آئین سورة الانبیار رکوع ۷

۲ قول مولانا شاہ عبد القادر صاحب اسکا یہہ ترجمہ کرتے ہین اور مقرر ہو رہا ہے ہر بستی پر جسکو ہمنے کھپا دیا کہ وہ نہین پھرتے اور فائدہ مین افادہ فرماتے ہین یعنے کفر نہین چھوڑتے نہی کھپتے ہین اور تفسیر کبیر مین ہے ذکروا فی تفسیر الرجوع امرین احدھما انھم لا یرجعون
رجوع کی تفسیر مین لوگون نے دو امر ذکر کرے ہین ایک یہ کہ وہ لوگ شرک سے نہ پھرینگے
عن الشرک ولا یتوبون عنه وھو قول مجاھد والحسن۔
اور یہی قول مجاہد اور حسن کا ہے
وثانیھما لا یرجعون الی الدنیا وھو قول قتادة ومقاتل
اور دوسرے یہ کہ وہ لوگ دنیا کیطرف نہ پھرینگے اور یہ قول قتادہ اور مقاتل کا ہے
پس ان دونون تفسیرون کے مقابل ہین جو مجاہد اور حسن اور قتادہ و مقاتل سے منقول ہے ڈپٹی صاحب کی تاویل علیل کیونکر صحیح و قبول ہو سکتی ہے۔

۵

آہ آہ از دست صرافان گوہر ناشناس | ہر زمان خرمہرہ را با زر برابر میکنند

قوله سورة الحج نزلت بمکة الا ومن الناس من یعبد الله الا آیتین

فھما مدنیة والا ست آیات وھی ھذان خصمان الی صراط الحمید فمدنیة

تفر المنافقون وهی ثمان وسبعون اٰیة سورہ حج مکہ مین نازل ہوئی
اور اسکی اٹھتر آئتین ہین۔

۲ **قول** اسمین جتنی عبارتون پر خط ہے اوسکا ترجمہ نہین ہے پس پورا
ترجمہ یہہ ہے کہ سورہ حج مکہ مین نازل ہوئی مگر ومن الناس من یعبد اللہ
دو آیت مدینہ مین اتری اور چھہ آیت ھذان خصمان سے صراط الحمید
تک بدر مین نازل ہوئی اسکے بعد سورہ منافقون اتری الخ

قولہ ولھم مقامع من حدید اور اونکے مارنے کیلئے لوہے کے گرز
ہونگے جنسے انکی کوبہ کاری کیجائیگی سورہ حج رکوع۔ ۲۔

۲ **قول** یہ کوبہ کاری نہ قرآن مین ہے اور نہ یہ فارسی لفظ اردو پڑھنے
والون کے لئے عام فہم ہے۔ پس اگر آپ کو بطور تفسیر کے یہ مضمون لکھنا
ہی تھا تو اسکو صاف طور پر یون لکھتے کہ اسی سے وہ کوٹے جائینگے اور
اگر محاورہ کے مطابق لکھتے تو یون تحریر فرماتے کہ اسی سے انکی کندی
ہوگی ورنہ قرآن کے لفظون کا تو یہہ صاف ترجمہ ہے کہ انکے لئے لوہے کے
ہتھوڑے یا گرز ہونگے۔

قولہ رات سے ان ملکون کے طرف اشارہ ہے جنپر کفر کی تاریکی چھائی

ہوئی ہو یعنی کافرون کے قبضہ مین ہون اور دن سے مسلمانون کی عملداری
کے طرف اشارہ ہے حاشیہ آیت تولج اللیل الخ سورہ حج رکوع ۔ ۸
۲ **قول** جیسے فرقہ باطنیہ کے لوگ تمامی نصوص قرآنیہ کو ظاہر الفاظ سے
پھیر کر اپنے ایک غرضی باطنی معنی مین محمول کیا کرتے ہین ویسہی ڈپٹی صاحب
تمامی آیات قرآنیہ کو فقط انتظام ظاہریہ دنیاویہ ہی پر حمل کرتے ہین اور
جن آیات مین ایک عام وسیع معنی شامل ہوتے ہین اون سب کو ایک ہی
محل خاص مین محمول فرماتے ہین اور یہ عام کو خاص کرنا اور اللہ تعالیٰ
کی رحمت واسعہ یا بیانات مطلقہ کو تنگ و مقید کرکے **تفسیر القرآن**
برآیہ سے مترتب ہوتا ہے کما لا یخفیٰ ۔

قولہ ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذبابا ولو اجتمعوا
لہ وان یسلبھم الذباب شیأ لا یستنقذ منہ ضعف الطالب
والمطلوب ۔ خدا کے سوا جن (معبودون) کو تم پکارتے ہو ایک مکھی
(بھی) پیدا نہین کر سکتے اگرچہ اسکے (پیدا کرنیکے) لئے (سب کے سب)
اکٹھے (ہی کیون نہ) ہو جائین اور اگر مکھی ان سے کچھہ چھین لیجاسے تو
اسکو اس سے چھڑا نہین سکتے (کیسی) بودے یہ (بت) جو (مکھی کے)

پیچھے پڑین (اور اسکو نہ پکڑ سکین) اور کیسی بودی وہ (بیچاری مکھی) جسکا پیچھا کیا جاے (اور پھر بھی ہاتھہ نہ آے) ف اسمین طالب بتون کو اور مطلوب مکھی کو بنایا ہے اور دوسرے معنی یہہ بھی ہو سکتے ہین کہ بت پرست طالب ہون اور بت مطلوب مطلب دونون طرح ٹھیک بیٹھتا ہے سورہ حج رکوع ۱۰۔

۲ قول بحسب بیان آپکے مکھی کا جب پیچھا کیا جاے اور پھر بھی وہ ہاتھہ نہ آے تو وہ بودی کیونکر ہوئی اس سے تو اسکی تیزی و چالاکی یا ترفع و تعلی ثابت ہوئی پس دونون طرح کیونکر مطلب ٹھیک بیٹھتا ہے۔

۲ امام رازی نے اسمین تین احتمال ذکر کیا ہے اول وہ جو آپنے ذکر کیا ہے لیکن اسکو ضعیف طور پر بیان کیا ہے۔ دوسرے وہ جو ہم کہتے ہین اور تیسرے یہہ کہ یہ ضعف باعتبار قوی و قوت کے نہین ہے بلکہ باعتبار صحت و فساد کے ہے چنانچہ اونکی یہ عبارت ہے ۲ اما قولہ تعالی

لیکن قول اوسکا ضعف الطالب

ضعف ۲ الطالب والمطلوب ففیہ قولان

والمطلوب پس اسمین دو قول ہین

۲ احدھما المراد منہ الصنم والذباب فالصنم کالطالب من حیث

ایک یہہ کہ مراد اس سے بت اور مکھی ہے پس بت مثل طالب کے ہے اس طرحپر کہ اگر وہ اوسکو

۲ انہ لو طلب ان یخلقہ ویستنقذ ما استلبہ لعجز عنہ والذباب

پیدا کرنا اور جو لیگی ہے اوسکو چھیننا چاہے تو اس سے عاجز ہو جائیگا اور مکھی بمنزلہ

بمنزلة المطلوب
مطلوب کے ہے
والثانی ان الطالب من عبد الصنم و المطلوب نفس الصنم او
اور دوسرے یہ کہ طالب بت پرست ہے اور مطلوب خود بت یا اوسکی عبادت ہے
عبادتها وهذا اقرب لان كون الصنم طالبا ليس حقيقة بل هو
اور یہی قریب تر ہے کیونکہ بت کا طالب ہونا حقیقۃً نہین ہے بلکہ وہ تقدیرا ہے
على سبيل التقدير اما ههنا فعلى سبيل التحقيق لكن المجاز فيه
لیکن یہان پر بر سبیل تحقیق ہے لیکن مجاز اسمین حاصل ہے کیونکہ
حاصل لان الوثن لا يصح ان يكون ضعيفا لان الضعيف لا يجوز
بت کا ضعیف ہونا صحیح نہین اسلئے کہ ضعیف وہی ہوتا ہے جو قوی ہوتا ہے
الا على من يصح ان يقوى۔

وههنا وجه ثالث وهو ان يكون معنى قوله ضعف لا من
اور یہان تیسری وجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ ضعف کے معنے قوۃ کی راہ سے نہین ہے بلکہ
حيث القوة ولكن لظهور قبح هذا المذهب كما يقال للمرء عند المناظرة
اس مذہب کے قباحت کے ظاہر ہونے سے ہے جیسا کہ مناظرہ کے وقت کسیکو کہا جاتا ہے کہ یہ مذہب
ما اضعف هذا المذهب وما اضعف هذا الوجه انتهى۔
کیا ہے ضعیف ہے اور یہ وجہ کیا ہے ضعیف ہے۔
پس ان وجوہ ثلاثہ مین سے وجہ ثالث مین تو کلام ہی نہین اسلئے وہ
ما نحن فیہ سے خارج ہے باقی وجہین سابقین مین سے وجہ ثانی جسکے ہم
حامی ہین چونکہ اقرب الی الفہم والمعنی واقوی بالدلائل والبرہان
ہے مولانا شاہ عبد القادر صاحب نے اسیکو اختیار کیا ہے
چنانچہ فائدہ مین افادہ فرماتے ہین چاہنے والا کافر اور جسکو چاہتا ہی
اونکے بت مکھی چاٹتے تھے بت کو نہ وہ مورت اوڑاتی ہے نہ اوس مورت

کا شیطان انتہیٰ۔

پس چونکہ آپ کو خواہ مخواہ مولانا کے اقوال سے مخالفت کرنا ضرور ہے اسلیئے آپ نے اونکے قول قوی کے مقابلہ مین وجہ ضعیف ہی کو اختیار کیا اور حتماً و جزماً یا فخراً و امتیازاً یہہ فرمایا کہ ہم نے مکھی کو مطلوب بنایا ہی پس فکر ہر کس بقدر ہمت اوست۔ کضرائر الحسناء قلن لوجہہا
جیسے خوبصورت عورتون کی سوتین بغض اور
بغضا و حسدا انہ لدمیم +
حسد سے سو کچھ بدشکل ہی کہا کرتے ہین

قولہ سورۃ المومنون نزلت بمکۃ ثم تنزیل السجدۃ وھی مائۃ وثمان او تسع عشرۃ ایۃ وست رکوعات سورہ مومنون مکہ مین اتری اور اسمین ایک سو اٹھارہ یا انیس ۱۱۸ ۱۱۹ آیتین ہین

۲ **قول** اسمین جملہ ثم تنزیل السجدۃ اور ست رکوعات کا ترجمہ چھوڑ دیا گیا ہے جسکے معنے ہے اسکے بعد سورہ تنزیل السجدہ اتری۔ اور اسمین چھہ رکوع ہین۔

قولہ وفار التنور اور تنور (زمین سے پانی) ابلنے لگے سورہ مومنون رکوع ۲

۲ **قول** سورہ ہود مین تنور سے ڈپٹی صاحب نے غضب الٰہی مراد لیا ہی

اور یہان تنور زمین یعنے بالکل روی زمین ترجمہ کیا ہے غرض دونون جگہہ تنور کے حقیقی معنے چہوڑ کر مجازی معنے مین اسکو استعمال کیا ہے حالانکہ اصل کلام مین یہی ہے کہ لفظ حقیقی ہی معنی مین مستعمل ہو چنانچہ سورہ ہود کی آیت مین ہم اسکو امام رازی سے نقل کر کے لکھہ آئے ہین اور یہان بھی اونہین کی یہ دوسری عبارت دکھلاتے ہین - ۱ما قوله وفار التنور فاختلفوا فی التنور فالاکثرون علی انه هو التنور المعروف اور اسکو
تنور مین لوگون نے اختلاف کیا ہے پس اکثر علما اسپر ہین کہ وہ تنور معین مشہور تھا
لکہتے ہین والقول الاول هو الصواب لان العدول عن الحقیقة الی المجاز
اور قول اول ہی ٹھیک ہے اسلیئے کہ بلا دلیل حقیقت سے مجاز کے طرف
من غیر دلیل لا یجوز انتهی
عدول کرنا جایز نہین ہے -

قوله فانی تسحرون پٹکی پڑ جاتی ہے سورہ مومنون رکوع - ۵

۱**قول** پٹکی پڑنا عام فہم جملہ نہین ہے مولانا عبد القادر صاحب نے کیا اچھا صاف ترجمہ کیا ہے - تمپر جادو پڑ جاتا ہے

قوله سورة النور نزلت بالمدینه ثم الحج وهی اربع وستون ایه
سورہ نور مدینہ مین نازل ہوئی اور اسکی چونسٹھہ آیتین ہین -

۱**قول** اسمین جملہ ثم الحج کا ترجمہ نہین ہے جسکے معنے ہین اسکے بعد سورہ حج نازل ہوئی -

قولہ یعنے سُبحانک کا ترجمہ حاشا و کلا کر دیا ہے حاشیہ آیت سبحانک

ہذا سورہ نور رکوع - ۲

۲ قول یہہ آپنے اچھا نہین کیا کیونکہ ترجمہ کے معنے ہے ایک زبان کے

مفہوم کو دوسری زبان مین ادا کرنا اور ظاہر ہے کہ سبحانک اور حاشا و کلا

سب ایک ہی زبان کے الفاظ ہین پس یہہ ترجمہ نہوا اور پھر سورہ یوسف کی

آیت قلن حاش للہ کے حاشیہ مین آپ لکھہ چکے ہین کہ حاش للہ عربی کے

اعتبار سے تو سبحان اللہ کا ہم معنے ہے اور مواقع استعمال اردو مین

جدا جدا ہین پس دونون ایک ہی موقع مین کیونکر واقع ہونگے -

قولہ لوٹیون کو مدینہ تھوڑی دور باقی تھا حاشیہ آیت ان الذین

جاؤ بالافک سورہ نور رکوع - ۳ -

۲ قول شاید لوٹنے والیون کے خرابی ہے پس چونکہ سارا لشکر و قافلہ

لوٹنے والا تھا اسلئے فقط جمع مؤنث ہی کا صیغہ کیونکر درست ہوگا -

قولہ منکون کا ہار حاشیہ آیت ان الذین جاؤ بالافک سورہ

نور رکوع - ۳

۲ قول اگرچہ اطراف بجنور و دہلی وغیرہ مین منکہ پوت کو کہتے ہین لیکن

اوراطراف مین یہ بالکل غیر مشہور لفظ ہے اور کتب احادیث کے تتبع سے
ثابت ہوتا ہے کہ وہ ہار جزع ظفار کا تھا چنانچہ **مجمع البحار** مین لکھا ہے
انقطع عقد من جزع ظفار بالفتح خرز یمانی جمع جزعہ ظفار یمن کے ایک شہر کا
نام ہے اور خرزہ مہرہ کو کہتے ہین **چنانچہ** صاحب صراح لکھتے ہین خرزہ بفتحتین مہرہ
خزرات الملک جواہر تاجہ اور تذکرہ داوٗد انطاکی اور **مخزن الادویہ**
وغیرہ سے بھی اسکا قیمتی پتھر ہونا ثابت ہے اور اس واقعہ سے بھی اسکا قیمتی
ہونا ثابت ہے کہ تمام لشکر کا کوچ اوسکے ملنے پر موقوف رہا اور عامہ صحابہ
اوسکے ڈھونڈھنے مین اسقدر مشغول و مصروف ہوے کہ نماز کا وقت
ایسے مقام پر آگیا کہ جہان سب کے وضو کے لئے پانی نہ تھا تب اللہ تعالی نے
پہلے پہل تیمم کا حکم یہین نازل فرمایا چنانچہ امام مالک اور امام بخاری وغیرہ
ائمہ محدثین روایت کرتے ہین پس ایسی متبرک عزیز الوجود چیز کو ڈپٹی صاحب
تین پیسہ کے پوت کا ہار قرار دیتے ہین فالعجب والعجب سچ ہے

قدر جوہر شاہ داند یا بداند جوہری ؎

اور پوت کا دانہ کبھی گوہر نہین ہوتا۔

قولہ ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن اور اپنے سینون پر دوپٹون

کے بُکّل مارے رہین ف ۲ عورتین دوپٹہ اوڑھتے وقت اس کا ایک پلہ ایک طرف سے دوسرے طرف کو پس پشت ڈال لیا کرتے ہین اس لپٹ کو بُکّل کہتے ہین سورہ نور رکوع - ۴ -

۲ **اقول** شائد پنجاب کے لوگ کہتے ہونگے ورنہ عموما یہ عام فہم نہین چنانچہ اسکا موئد یہہ امر ہے کہ آپ کو حاشیہ لکھکر اسکے توضیح کرنی پڑی جناب مولانا **عبدالقادر** صاحب اسکا کیا اچھا صاف ترجمہ تحریر فرماتے ہین - اور ڈال لین اپنی اوڑہنی اپنے گریبان پر - پس اس صاف واضح عام فہم ترجمہ کے رہتے ہوے آپ کو اس بکل مارنے کی کیا ضرورت ہوئی

قوله وانكحوا الايامى منكم اور اپنے رانڈون کے نکاح کردو سورہ نور رکوع - ۴ -

۲ **اقول** ايم وايامى زن بے مرد و مرد بے زن کو کہتے ہین رانڈ کی کوئی تخصیص نہین آیت کا خلاصہ مطلب اور اسکو سابق و لاحق سے یہ ربط وتعلق ہے کہ جب اللہ تعالی نے مرد و زن کو اوپر کی آیتون مین غض بصر یعنے محرمات سے آنکھہ بند کرنیکا حکم نافذ فرمایا اور اسکو حرام کردیا تو اس آیت مین اسکے حلال وجائز طریقہ کا اختیار عطا

فرمایا یعنے اولیا و ورثہ کو یہہ حکم کیا کہ نادار و لاچار زن و مردون کا تم لوگ نکاح کردو تاکہ وہ سب ارتکاب حرام وگناہ سے بچین اور اپنی خواہش نفسانی و قوای بشری سے مقہور نہون اور تم اپنے حقوق سے سبکدوش و فارغ الذمہ ہوجاو چنانچہ علامہ ابوالسعود اپنی تفسیر مین فرماتے ہین وانکحوا الایامی منکم بعد ما زجر تعالی عن السفاح ومبادیہ القریبۃ والبعیدۃ امر بالنکاح فانہ مع کونہ مقصودا بالذات من حیث کونہ مناط البقاء النوع خیر مزجرۃ عن ذلک والایامی مقلوب ایائم جمع ایم وھو من لا زوج لہ من الرجال والنساء بکرا کان او ثیبا کما یفصح عنہ قول من قال ~~~~ شعر

فان تنکحی انکح وان تتایمی	وان کنت افتی منکم اتائم

ای زوجوا من لا زوج لہ من الاحرار والحرائر والصالحین من عبادکم وامائکم۔ اور امام رازی تفسیر کبیر مین لکھتے ہین۔ اعلم انہ تعالی لما امر من قبل بغض الابصار وحفظ الفروج بین من بعد ان الذی امر بہ انما ھو فیما لا یحل ثبین تعالی بعد ذلک طرق الحل فقال وانکحوا الایامی قال صاحب الکشاف الایامی والیتامی

اصلهما ایامو وبتامو فقلبا وقال النضر بن شمیل الایم فی کلام العرب
کل ذکر لا انثی معه وکل انثی لا ذکر معه وهو قول ابن عباس رضی الله
عنهما فی روایة الضحاک تقول زوجوا ایاماکم بعضکم من بعض وقال الشاعر

فان تنکحی انکح وان تتایمی		وان کنت افتی منکم اتایم

اور اوسی مین یہ بھی ہے ان اسم الایامی ینتظم فیه الرجال
والنساء قال ابوبکر الرازی قوله تعالی وانکحوا الایامی لا یختص بالنساء
دون الرجال علی ما بینا انتھی ان سب عبارتون کا یہی خلاصہ ہے
کہ ایامی مرد بے زن اور زن بے مرد دونون کو کہتے ہین پس افسوس و تعجب
ہے کہ ڈپٹی صاحب نے ان نصوص و تحقیقات سے کچھ بھی کام نہ لیا اور کلام
الٰہی کے عام کو خاص کر ڈالا ۵

زلف کے پیچ سے نہین آگاہ		بل کی لیتے ہین آپ گھر بیٹھے

قوله ومن یکرههن فان الله من بعد اکراههن غفور رحیم
اور جو انکو مجبور کریگا تو اللہ انکے مجبور کیے گئے پیچھے بخشنے والا مہربان ہے
ف ۲ یہ ایک نحوی مسئلہ ہے کہ مصدر کا استعمال دونون طرح پر ہے
وہ کبھی مبنی للفاعل ہوتا ہے کبھی مبنی للمفعول پہلی صورت مین اکراههن

کے معنے ہین مالک کا مجبور کرنا لونڈی کو اور دوسرے صورت مین مالک کے طرف سے لونڈی کا مجبور کیا جانا اسی دوسری صورت کو مفسرون نے اختیار کیا ہے اور اسی کے موافق ہمنے ترجمہ بھی کیا ہے تو مطلب یہ ہوا کہ مالک لونڈی کو بدکاری پر مجبور کرے تو لونڈی پر کچھہ گناہ نہین اور پہلی صورت مین یہہ معنے ہونگے کہ مالک نے لونڈی کو بدکاری پر مجبور کیا ہو اور پھر توبہ کرے تو خدا بخشنے والا مہربان ہے امید کیجاتی ہے کہ اسکا گناہ معاف کرے مفسرون نے اس صورت کو مرجوح لکھا ہے کہ اس صورت مین توبہ کو محذوف ماننا پڑتا ہے مگر قرآن کا طرز بیان مکالمے کے طور پر واقع ہوا ہے اور مکالمے مین محذوفات ہونا کوئی نئی بات نہین قرآن مین اسکی مثالین کثرت سے ملتی ہین حاشیہ آیت ومن یکرھھن الخ سورہ نور رکوع - ۴

اقول اس حاشیہ مین جبکہ ڈپٹی صاحب نے صورت ثانیہ کے توجیہ مین یہ بیان کیا کہ دوسری صورت کو مفسرون نے بیان کیا ہے اور اسی کے موافق ہمنے ترجمہ بھی کیا ہے تو بات طی ہوگئی اب پھر اسکے بعد صورت

اولی کے توجیہہ کے تائید مین یہ لکھنا کہ مفسرون نے اسکو مرجوح لکھا ہے
اور پھر اسکی تردید مین یہ تحریر فرمانا کہ قرآن کا طرز بیان مکالمے کے
طور پر واقع ہوا ہے اور مکالمے مین محذوفات کا ہونا کوئی نئی بات نہین
ہے الخ چہ معنی دارد کیونکہ مفسرون نے اور خود ڈپٹی صاحب نے بھی جبکہ
معنی ثانیہ کو صحیح و درست سمجھا تو خواہ مخواہ اسکے مقابل مین معنی
اولی ضرور مرجوح ٹھہرایا جائیگا اور اگر اولی و ثانی دونون من حیثیۃ
واحدۃ درست ہون تو یہہ اجتماع الضدین کیونکر جایز ہوگا لیکن چونکہ
معنے ثانی کے راجح اور اولی کے مرجوح ہونے کے لئے کوئی قباحت
نحوی ضرور ہونی چاہیئے تھی اوسکو مفسرین نے فرض و حذف تو بے
راجح و مرجوح ٹھہرایا لیکن اسپر جو ڈپٹی صاحب مکالمہ و محاورہ سے نقض
و اعتراض کرتے ہین تو اولا خود اپنی بنائی ہوئی چیز کو بگاڑا چاہتے ہین
ثانیا اپنے مستند امام رازی ایسے بڑے شخص پر اپنے چھوٹے موہنہ
سے بڑی بات نکالتے ہین کیونکہ یہہ مرجوح ہونا انہین نے تفسیر کبیر مین
لکھا ہے چنانچہ اونکی یہ عبارت ہے اما قوله ومن یکرههن فان الله
من بعد اکراههن غفور الرحیم فاعلم انه لیس فی الایة انه تعالی
پس جان کہ آیت مین یہ نہین ہے کہ اللہ تعالی مکرہ یا مکرم

غفور الرحیم للمکرہ او للمکرھۃ لا جرم ذکروا فیہ وجھین
کے لئے غفور رحیم ہے ناچار اون لوگون نے اسکے لئے دو وجہین ذکر کی ہے
احدھما فان اللہ غفور رحیم بھن لان الاکراہ ازال الاثم
ایک یہہ کہ اللہ تعالی اون عورتون کے لئے غفور رحیم ہے اسلئے کہ اکراہ و زبردستی نے گناہ اور سزا کو زائل
والعقوبۃ لان الاکراہ عذر للمکرھۃ اما المکرہ فلا عذر لہ فیما فعل
کر دیا کیونکہ اکراہ مکرھہ کے لئے عذر ہے لیکن مکرہ یعنے جبر کرنے والا اوسکے لئے کوئی عذر نہین
الثانی المراد فان اللہ غفور رحیم بالمکرہ بشرط التوبۃ وھذا
دوسرے یہہ کہ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالی مکرہ کے لئے غفور رحیم ہے بشرطیکہ وہ توبہ کرے اور یہ ضعیف ہے کیونکہ تفسیر اول
ضعیف لان علی التفسیر الاول لا حاجۃ الی ھذا الاضمار وعلی التفسیر
مین ضمیر لانے کی ضرورت نہین اور اس دوسری تفسیر مین اسکی حاجت ہے۔
الثانی یحتاج الیہ انتھی۔

قولہ چلکنے کے معنے چمکنے کے ہین مگر ریت کے چمکنے کے لئے خاص کر چلکنے کا لفظ بولا جاتا ہے حاشیہ آیت کسراب بقیعۃ سورہ نور رکوع۔۵

اقول معلوم نہین کہان بولا جاتا ہے ادہر پورب و صوبہ بہار وغیرہ مین تو زخم و دنبل وغیرہ کے سوزشی حرکت کو چنکنا اور چلکنا بھی کہتے ہین پس جبکہ عام فہم لفظ۔ چمکنا۔ سے یہ مطلب حاصل ہوسکتا تھا تو ایک خاص محدود و عموما غیر مفہوم و غیر مانوس لفظ کا استعمال کرنا کیا ضرور تھا۔

قولہ اور ما ملکتم مفاتحہ کا ایک محل یہہ بھی ہوسکتا ہے کہ اکثر رشتہ دارون مین سے کوئی شخص کہین مہمان چلا جاتا ہے تو قریب کے

رشتہ دار کو جس پر اسکا اعتبار ہے گھر کی کنجیان دے جاتا ہے..... اور
ماملکتم مفاتحہ سے مفسرون نے یتیم کا ولی سرپرست یا وصی مہتمم بھی مراد
لیا ہے۔ حاشیہ آیت ۱ وماملکتم مفاتحہ سورہ نور رکوع ۹۔

اقول تفسیر کبیر وغیرہ تفسیرون مین اسکے تین معانی لکھے ہوے ہین
اول وکلاء دوسرے غازیون کے لنگڑے چوکیدار تیسرے لونڈی غلام
چنانچہ تفسیر کبیر کی یہہ عبارت ہے قولہ تعالیٰ ا وماملکتم مفاتحہ
وقرئ مفتاحہ وفیہ وجوہ۔ الاول قال ابن عباسؓ وکیل الرجل وقیمہ
فی ضیعتہ وماشیتہ لاباس علیہ ان یاکل من ثمر ضیعتہ ویشرب
من لبن ماشیتہ وملک المفاتح کونہا فی یدہ وفی حفظہ
الثانی قال الضحاک وبرید الزمنی الذین کانوا یحرسون للغزاۃ
الثالث المراد بیوت الممالیک لان مال العبد لمولاہ قال الفضل
المفاتح واحدہا مفتح بفتح المیم وواحد المفاتیح مفتح بالکسر اہ
پس ڈپٹی صاحب کے من مانی معنی کا ان تفاسیر معتبرہ مین صراحتاً کہین
کچھہ پتہ نہین۔

قولہ سورۃ الفرقان نزلت بمکۃ الآیۃ والذین لایدعون مع اللہ

الی آخر الی رحیما فبالمدینة ثم الفاطر وھی سبع وسبعون ایة

سورہ فرقان مکہ مین نازل ہوئی اور اسکی ستتر آیتین ہین۔

۲قول اسمین جتنی عبارت پر خط ہے اوسکا ترجمہ نہین ہے پس اسکا پورا

ترجمہ یہہ ہے سورہ فرقان مکہ مین نازل ہوئی مگر آیت والذین لا یدعون

مع اللہ الٰھا آخر رحیما تک مدینہ مین اتری اس کے بعد سورہ فاطر نازل

ہوئی اور اسکی ستہتر آیتین ہین۔

قولہ اساطیر الاولین اگلے لوگون کے ڈہکوسلے سورہ فرقان

رکوع۔ ۱

۲قول اسکا لفظ سے ملا ہوا مطلب خیز ترجمہ تھا پہلون کی کہانیان

کیونکہ قرآن کو وہ سب رستم واسفندیار وغیرہ کے افسانے اور پہلون کی

نقلین و کہانیان ہی کہا کرتے تھے ۲امام رازی تفسیر کبیر مین لکھتے

ہین الاساطیر ما سطرہ المتقدمون کاحادیث رستم واسفندیار

جمع اسطار او اسطورة کاحدوثة انتہی

اور مولانا شاہ عبد القادر صاحب بھی اگلون کی نقلین لکھتے

ہین اور شاہ رفیع الدین صاحب پہلون کی کہانیان اور شاہ

ولی اللہ صاحب افسانہاے پیشنیان تحریر فرماتے ہین۔ پس ان منقولات صیحہ بامحاورہ کے سامنے ڈپٹی صاحب کا ڈہکوسلا ڈہکوسلا ہی ڈھکوسلہ ہے۔

کب ہو زمین پہ ابروی دلبر سے ہمسری	اپنے کو کھینچتا ہے فلک پر اگر ہلال

قولہ او یلقی الیہ کنز یا اسپر کوئی خزانہ (یعنی ہُن) برسا ہوتا سورہ فرقان رکوع ۱

اقول ہُن کا لفظ گو زبان زد بعض عوام ہے اور مولوی حالی نے بھی اس لفظ کو اپنی مسدس مین استعمال کیا ہے لیکن ڈپٹی صاحب کو خزانہ کی تفسیر ہن سے کرنی ایسی تفسیر لکھنی ہے کہ جس شرح و تفسیر سے لفظاً و معناً اوسکا متن ہی اوضح ہے لفظاً تو اسلئے کہ عموماً جسقدر لوگ خزانہ سے کام چلاتے ہین وتنا ہن سے سروکار نہین رکھتے اور معناً اس سبب سے کہ اسکی حقیقت و مقدار وغیرہ عام لوگون کو کچھہ معلوم نہین **فارس** اور وبسٹر ڈکشنری سے یہہ البتہ معلوم ہوتا ہے کہ ہن زمانہ سابق مین سونے یا چاندی کا ایک سکہ ہندوستان مین جاری تھا اسکو انگریزی مین پکوڈا کہتے ہین اسلئے کہ اوسپر ایک تبخانہ کی شکل منقش تھی اور یہہ لفظ اصل مین فارسی بتکدہ تھا پرچو گیز والون نے بتکدہ کو خراب کرکے

پکوڑ ڈاکر ڈالا ہے انتہیٰ۔ پس نہایت ہی حسرت ہے کہ ڈپٹی صاحب بقیافہ
قرآن کے ترجمہ مین ایسے ایسے غیر مانوس و غیر مشہور الفاظ گھسیڑتے ہین کہ
جسکی شرح وحل کے لئے آدمی کو اسقدر کاوش و دقت اوٹھانی پڑتی ہے
کہ جسکی کوئی ضرورت نہ تھی شائد ڈپٹی صاحب نے ترجمہ کی سہولت و شگفتگی
وسلاست اسی مین سمجھا ہے العجب کل العجب ۵

جب سے کہ قیس لوٹ ہوا اوس صدا کو چھیڑ	کیا اپنی گار رہا ہے اوپچ اک حدی سرا

قولہ حجرا محجورا دور دفان سورہ فرقان رکوع ۔ ۳ ۔

اقول یہہ لفظ اسی سورہ مین ایک مقام پر اور بھی ہے وہان ڈپٹی
صاحب نے اسکا ترجمہ روک اور اٹل آڑ کیا ہے اور یہان دور دفان
تحریر فرماتے ہین حالانکہ وہی روک و آڑ دونون جگہہ کھپ سکتا تھا
چنانچہ مولانا **عبد القادر** صاحب نے انہین لفظون کو استعمال کیا ہی
اور پھر دہلی کے عوام و عورتون نے اگر اس دور دفع کو دور دفان کر دیا
تھا تو ڈپٹی صاحب ایسے مصلح کو کیا ضرور تھا کہ اونہین کے لکیر کے فقیر
بنکر اونہین کی بولی بولنے لگین اور اسکے املا کو بھی خراب کر دین
مقتضاء علم و قابلیت تو یہہ تھا کہ اسکو دور دفع کر کے روک و آڑ

کر دی ہوتی لیکن ۵

مصحفی شوق ہوا ہی سبب طول کلام	ور نہ کیا ہی سخن عشق تو اک بات کی بات

قولہ فدمرنا ھم تدمیرا تو ہمنے اون لوگونکا کھوج ڑا ہی کھودیا سورۂ فرقان رکوع ۴-

۲ **قول** کھوج ڑا کھونا خاص عورتون کا محاورہ ہے اسلئے عموماً عام فہم نہین خواجہ **محمد اشرف علی** مصطلحات اردو مین لکھتے ہین کھوج ڑا جاے نام و نشان نہ رہے خانہ خراب ہو یہہ اصطلاح عورتون کی ہی رنگین ۵

کھوج ڑا جاے میری آنکھون کا	نیند کیون انکو نہین آتی ہے

پس اسکے بدلے اگر یون لکھا جاتا کہ ہمنے انکو اوکھاڑ پھینکا یا ہم نے انکو ہلاک کر دیا تو واضح و عام فہم ہوتا-

قولہ اسکے معنو نمین بہت اختلاف ہے کوئی کہتا ہے کنوان تھا کوئی کہتا ہے کانو ن ھی کوئی کہتا ہی بن اور جب اسکی معنو نمین اختلاف ہے تو لامحالہ اصحاب الرس مین بھی اختلاف ہے کہ وہ کون لوگ تھے کس نبی کے امت تھے کیونکر ہلاک ہوے بعض مفسرون نے اسکے معنے خندق کے بھی لکھے ہین ہمنے بھی شق اختیار کر لی ہے کیونکہ عربی مین خندق کو اخدود بھی کہتے ہین اور اصحاب الاخدود

کا بیان اخیر پارے کے سورہ بروج مین ہے وہ لوگ بت پرست تھے اور ایک خندق کھود کر اسمین آگ دہکار کھی تھی جبراً لوگون سے بت پرستی کراتے جو انکار کرتا اسکو آگ کے خندق مین جھونک دیتے مولوی روم نے مثنوی مین اسکی پردرد حکایت لکھی ہے اور اسکا ماخذ حدیث ہے۔ حاشیہ آیت اصحاب الرس سورہ فرقان رکوع ۴۔

۱ قول امام رازی نے تفسیر کبیر مین رس اور اصحاب الرس کے تفسیر مین آٹھ قول نقل کرکے اخیر مین یہہ لکھدیا ہے کہ ان قولون مین سے کوئی قول قرآن وحدیث سے ماخوذ نہین فقط قرآن سے یہی ثابت ہے کہ یہہ کیسے ہی ہون پروردگار عالم نے انکے کفر کے سبب سے انکو ہلاک کر دیا چنانچہ تفسیر کبیر کی یہہ عبارت ہے واعلم ان القول ما قاله ابو مسلم وهو ان شيئا من هذه الروايات غير معلوم بالقران ولا بخبر قوى الاسناد ولكنهم كيف كانوا فقد اخبر الله تعالى عنهم انهم اهلكوا بسبب كفرهم انتهى۔

پس جو امر قرآن وحدیث سے ثابت نہین اوسکو اختیار کرنا یا مولوی روم کے اوسکی پردرد حکایت کا ماخذ حدیث قرار دینا کیونکر جایز ہوگا اور مولوی روم کے مثنوی کے احادیث کا حال ۲ التخریج القوی لاحادیث المثنوی

مین ملاحظہ کیجیے۔

قولہ سورۃ الشعراء نزلت بمکہ الا قولہ والشعراء یتبعھم الغاؤن

فبالمدینۃ ثم النمل وھی مائتان وسبع وعشرون ایۃ سورہ شعرا مکہ

مین نازل ہوئی اور اسکی دو سو ستائیس آیتین ہین۔

۲قول اسمین جتنی عبارت پر خط ہے اوسکا ترجمہ نہین ہے بس اسکا

پورا ترجمہ یہہ ہے سورہ شعرا مکہ مین نازل ہوئی مگر قول اوسکا والشعراء

یتبعھم الغاؤن مدینہ مین اوترا اسکے بعد سورہ نمل نازل ہوئی اور

اسکی دو سو ستائیس آیتین ہین

قولہ فنظل لھا عاکفین اور اونہین کی سیوا کرتے رہتے ہین سورہ

شعرار۔ رکوع ۵

۲قول سیوا کا لفظ اکثر ہندون مین اور بعض گنوار مسلمانون مین مستعمل

ہے اسلئے یہہ ترجمہ فصیح نہین اسکا لفظ سے چسپان اور خوبصورت اردو

با محاورہ یہ ترجمہ ہے۔ ہم اونہین پر لو لگائے بیٹھے ہین ع

خدا کے یاد مین بیٹھے ہین لو لگائے ہوے۔ جرأت ۵

کوئی نہین آشنا کسی کا		بہتر ہے خدا سے لو لگانی	

قولہ وَنخلٍ طلعہا ھضیم اور کھجورین جنکی گیلین مارے بوجھہ کے ٹوٹی پڑتی ہین سورہ شعرار رکوع ۸-

۱ **قول** گیل کا لفظ عام فہم نہین اسلئے اگر خوشہ یا کابہا یا گچہا وغیرہ لکہا جاتا جیسا کہ مولانا **عبد القادر** صاحب وشاہ **رفیع الدین** صاحب نے لکھا ہے تو ضرور عام فہم ہوتا اور **ھضیم** کے معنے نرم ونازک وملایم کے ہے جیسا کہ مولانا عبد القادر صاحب نے لکھا ہے اور امام رازی تفسیر کبیر مین لکھتے ہین والھضیم اللطیف ایضا من قولھم کشح ھضیم وقیل الھضیم اللین النضیج کانہ قال ونخل قد ارطب ثمرہ انتہیٰ یعنے ہضیم کے معنے نرم ونازک پختہ میوہ کے ہے۔

قولہ فاسقط علینا کسفا من السماء تو ہم پر آسمان سے ڈھم برساؤ
۱۰ بڑے بڑے ڈھیلون کو اردو مین ڈھیم کہتے ہین سورہ شعرار رکوع ۱۰

۲ **قول** اولا معلوم نہین کہ کہان کی اردو مین ڈھیلے کو ڈھیم کہتے ہین اور اگر فرضا یہہ مان لیا جاے کہ دہلی وغیرہ مین یہہ اطلاق ہوتا ہے توبہی جبکہ اسکے جگہہ پر ڈھیلا عام فہم لفظ موجود ہے تو ڈھیم برسانا کیا ضرور تھا ڈھیلا ہی پھینک مارے **ثانیا** کسفا کا ترجمہ ڈھیم اور اون سے

ڈھیلا مراد لینا ٹھیک نہین کیونکہ مولانا شاہ عبد القادر صاحب اسکا ترجمہ ٹکڑے لکھتے ہین اور شاہ ولی اللہ صاحب پارہ از آسمان تحریر فرماتے ہین اور امام رازی تفسیر کبیر مین لکھتے ہین کسفا بالسکون والحرکة وکلاھما (لفظ کسفا سکون اور حرکت اور دونون کے ساتھ) جمع کسفة وھی القطعة والسماء السحاب او الظلة (کسفہ کی جمع اور اسکے معنے پارہ اور ٹکڑے کے ہین اور سما سے بدلی یا سائبان مراد ہے) اور خود ڈپٹی صاحب سورہ بنی اسرائیل کے ترجمہ مین کسفا کا ترجمہ آسمان کا ٹکڑا تحریر فرماچکے ہین اور تفسیر کبیر مین یہ بھی لکھا ہے فامطرت علیھم نارا فاحترقوا (یعنی پھر آگ برسی پس وہ سب جل گئے) اور ڈپٹی صاحب خود ظلہ کے تفسیر مین لکھتے ہین یعنے بادل اگر سائبان کی طرح چھا گیا اسمین سے بجلی گری اور سب ہلاک ہوگئے۔ پس با ایہمہ یہ ڈھیم کہان برس سکتا اور اس غیر مفہوم و غیر مانوس لفظ کا استعمال کیونکر عموماً صحیح و فصیح ہو سکتا ہے۔

قولہ ان آیتون سے ثابت ہے کہ ایشیائی شاعری کا رنگ پیغمبر صاحب کے وقت مین بھی بگڑا ہوا تھا حاشیہ آیت والشعراء یتبعھم الغاون سورہ شعرا رکوع ۱۱۔

اقول ایشیائی شاعری چہ معنے دارد یورپ و ایشیا وغیرہ تمام جہان کے ہر رنگ کا رنگ بگڑا ہوا تھا مگر

زبان کھولدی سبکی نطق عرب نے	نواسنجیاں انسے سیکھین ہین سب نے

قوله سورة النمل نزلت بمكة ثم القصص وهي ثلاث وتسعون آية

سورہ نمل مکہ مین اتری اور اسکی ترانوی آیتین ہین۔

۲ **قول** اسمین جملہ ثم القصص کا ترجمہ نہین ہے جسکے معنے ہے

آسکے بعد سورہ قصص نازل ہوئی۔

قوله وتفقد الطير اور سلیمان نے پرندون کی موجودات لی سورہ

نمل رکوع۔۲۔

۲ **قول** گو موجودات لینا دہلی مین بعض لوگ بولتے ہین لیکن اسکی جگہہ

پر جانچنا جانچ لینا۔ خبر لینا۔ جایزہ لینا بہت ہی معروف ومشہور ہے پس

مترجم خصوصًا قرآن کے مترجم کو وہ نہین الفاظ مین ترجمہ کرنا چاہیئے جو اعرف المعارف

ہون نہ وہ کہ جسکو بعض سمجھین اور بعض پوچھتے پھرین چنانچہ مولانا عبد القادر

اور مولانا رفیع الدین صاحب نے ایسی ہی صاف لفظون مین ترجمہ کیا ہے

قوله سورة القصص نزلت بمكة الا ان الذي فرض الاية فبالجحفة

والا الذين اتيناهم الكتاب الى لا نبتغي الجاهلين ثم بني اسرائيل

وهي تسع وثمانون اية سورہ قصص مکہ مین اتری اور اسکی نواسی آیتین ہین

۱قول اسمین جتنی عبارت پر خط ہے اسکا ترجمہ نہین ہے پس پورا یہہ ترجمہ ہے سورہ قصص مکہ مین اتری مگر ان الذی فرض آخر آیت تک اور الذین اتیناھم الکتاب لا یبتغی الجاھلین تک جحفہ مین نازل ہوئی اسکے بعد سورہ نبی اسرائیل اتری اور اسکی نواسی آیتین ہین۔

قوله وحرمنا علیہ المراضع من قبل ہم نے موسیٰ پر پہلے ہی سے (اناؤن کے دودہ بند کر رکھے تھے سورہ قصص رکوع ۔ ۱۔

۲قول اناؤن کی جگہہ اگر دائیان یا دودہ پلائیان لکھا جاتا تو لفظ مراضع کا عموماً عام فہم ترجمہ ہوتا اور چونکہ قرآن کے لفظ مراضع ہی سے یہہ مفہوم ثابت ہے اسلئے اسکو براکٹ مین بند کرنا مناسب نہ تھا کما لا یخفی

قوله یموسیٰ ان الملاء یاتمرون بک لیقتلوک موسیٰ بڑے بڑے آدمی تمہارے بارے مین مشورے کر رہے ہین تاکہ تمکو قتل کر دین سورہ قصص رکوع ۔ ۲۔

۲قول ڈپٹی صاحب نے یہان محاورہ کی کچہہ پروا نکی اور بالکل لفظی اوکھڑا ہوا ترجمہ لکھدیا حالانکہ اسکا با محاورہ فصیح یہہ ترجمہ تھا کہ ای موسیٰ دربار کے لوگ یا درباری لوگ تمہارے قتل کا مشورہ کر رہے ہین۔

قوله سورة العنكبوت نزلت بمكة ثم التطفيف وهي تسع وستون
اية وسبع ركوعات سورہ عنکبوت مکہ مین اتری اور اسکی انہتر آیتین
ہین اور سات رکوع۔

۲ **قول** اسمین جملہ ثم التطفیف کا ترجمہ نہین ہے جسکے معنے ہے اسکے
بعد سورہ ویل للمطففین نازل ہوئی۔

قوله فمنهم من ارسلنا عليه حاصبا انمین سے بعض تو وہ تھے جنپر ہمنے
پتھراؤ برسایا سورہ عنکبوت رکوع۔ ۴۔

۱ **قول** پتھراؤ برسانا تو محاورہ نہین ہے پتھراو کیا البتہ پرانا محاورہ ہے
پس بطور ملخص المرام اگر ترجمہ کرتے تو یون لکھتے کہ اونپر پتھر برسایا اور اگر
حاصب کا لفظی خیال سے ترجمہ کرتے تو اوسی پیرایہ مین لکھتے جسمین
مولانا **رفیع الدین** صاحب نے لکھا ہے۔ بھیجا ہمنے اونپر مینھہ پتھرون
کا یعنے ہمنے اونپر پتھرونکا مینہہ بھیجا جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ ہمنے اونپر
پتھر یا کینکر یا سنگریزہ اور ٹھیکری برسایا۔

قوله سورة الروم نزلت بمكة الا قوله فسبحان الله ثم العنكبوت
وهي ستون اية سورہ روم مکہ مین اتری اور اسکی ساٹھہ آیتین ہین۔

۲ قول اسمین جتنی عبارت پر خط ہے اوسکا ترجمہ نہین ہے پس پورا
ترجمہ یہہ ہے قول اوسکا فسبحان اللہ کے سوا سورہ روم مکہ مین نازل ہوئی
اور اسکے بعد سورہ عنکبوت اتری۔

قوله وابتغاؤكم من فضله اور اسکے فضل یعنے اپنے معاش کیلیے
تمہارا تگ و دو کرنا سورہ روم رکوع۔ ۳۔

۲ قول یہ فارسی تگ و دو عموماً اردو خوان لوگون کے لیے عام فہم نہین
ہے اسکے لیے صاف واضح بامحاورہ یہ الفاظ ہین تلاش کرنا۔ ڈھونڈھنا
دوڑ دھوپ کرنا۔ وغیرہ وغیرہ۔

قوله سورة لقمان نزلت بمكة الا ولو ان ما في الارض من شجرة اقلام
الآيتين فبالمدينة ثم السباء وهي اربع وثلثون آية
سورہ لقمان مکہ مین اتری اور اسکی چوبیس ۲۴ آیتین ہین۔

۲ قول اسمین جتنی عبارت پر خط ہے اوسکا ترجمہ نہین ہے پس پورا
ترجمہ یہہ ہے سورہ لقمان مکہ مین اتری مگر ولو ان ما فی الارض من شجرۃ
۲ اقلام دو آیتین مدینہ مین نازل ہوئین اسکے بعد سورہ سبا نازل ہوئی
اور اسکی چونتیس ۳۴ آیتین ہین۔

قوله سورة السجدة نزلت بمكة قبل الا ثلاث ایات فی قوله افمن کان مومنا ثم الطور وھی ثلثون ایة سورہ سجدہ مکہ مین اتری اور اسکی تیس ۳۰ آیتین ہین-

۲قول اسمین جتنی عبارت پر خط ہے اوسکا ترجمہ نہین ہے پس پورا ترجمہ یہہ ہے بعض نے کہا کہ افمن کان تین آیتون کے سوا سورہ سجدہ مکہ مین اتری اور اسکے بعد سورہ طور نازل ہوئی اور اسکی تیس آیتین ہین

قوله سورة الاحزاب نزلت بالمدینة ثم الممتحنة وھی ثلاث وسبعون ایة سورہ احزاب مدینہ مین اتری اور اسکی تہتر آیتین ہین-

۲قول اسمین جملہ ثم الممتحنة کا ترجمہ نہین ہے یعنے اسکے بعد سورہ ممتحنہ نازل ہوئی-

قوله کسی آدمی کے سینے مین دو دل نہین ہوتے یعنے آدمی کے طرز خاص کا میلان طبیعت دو طرف نہین ہو سکتا تو جو میلان آدمی کو اپنے مان کی طرف ہے اس قسم کا میلان بی بی کے طرف ہو نہین سکتا اگر آدمی بی بی کو کہدے کہ تو میری مان کی جگہہ ہے اس کہنے سے بی بی مان کی جگہہ نہین ہو جاتی مان مان ہی کے جگہہ ہے اور بی بی بی ہی کے جگہہ اسیطرح

غیر کے فرزند کو بیٹا بنا لینے سے وہ اصلی بیٹا نہین ہو جاتا پس اس قسم کی
باتین خدا کے نزدیک معتبر نہین ہمنے اپنی کتاب محصنات کے لوح کے
صفحہ پر اس آیت کا حاصل ترجمہ یون نظم کر دیا ہے ۵

ہم معتقد دعوی باطل نہین ہوتے		سینہ مین کسی شخص کے دو دل نہین ہوتے

حاشیہ سورہ احزاب رکوع - ا-

۲ قول ہے بندوبست حسن خط و زلف عارضی	دھوکھا نہ کھئیے ہمین دام و مکر سے

جاننا چاہیئے کہ شروع سورہ سے فی جوفہ تک ایک بات ہے
اور ماجعل سے سبیل تک دوسری بات لیکن ڈپٹی صاحب وہان
سے یہان تک ایک ہی بات خیال کیا ہے اسلئے یہین پر اپنے حاشیہ
کا ہندسہ لکھکر یہہ حاشیہ چڑہایا ہے جو بالکل ہی بیموقع ہے حتی کہ
ڈپٹی صاحب کے اس مضمون کو مولانا عبد القادر اور امام رازی
وغیرہ مفسرین و مترجمین نے رد کیا ہے چنانچہ مولانا شاہ عبد القادر
صاحب فرماتے ہین - کافر چاہتے تھے اپنے طرف نرم کرنا اور منافق چاہتے
تھے اپنے چال سکھانی اور پیغمبر کو اللہ پر بھروسا ہے اور امام رازی
لکھتے ہین ا لآیۃ نزلت فی ابی معمر کان یقول لی قلبان اعلم وافہم
یہہ آیت ابی معمر کے شان مین نازل ہوئی وہ کہا کرتا تھا کہ میرے دو دل ہین

باحدهما اكثر مما يفهم محمد فرد الله عليه بقوله ما جعل الله لرجل
کہ ایک ہی سے مین محمد سے بڑھکر جانتا ہو جیتا ہون پس اللہ تعالی نے اوسکے قول کو اپنے اس
من قلبين في جوفه وقال الزمخشري قوله وما جعل ازواجكم اللائي
قول سے رد کیا کہ اللہ تعالی نے کسیکے پیٹ مین دو دل نہین بنایا ہے اور زمخشری نے کہا کہ خدا کے قول
تظاهرون منهن امهاتكم اي ما جعل لرجل قلبين كما لم يجعل لرجل
وما جعل ازواجکم اللائی تظاہرون منہن امہاتکم کے یہ معنے ہے کہ اللہ تعالی نے کسیکے دو دل نہین بنائے
امين ولا لابن ابوين وكلاهما ضعيف بل الحق ان يقال ان الله تعالى
جیسے کسی کے دو ما نہین اور ایک بیٹے کے دو باپ نہین اور یہ دونون ضعیف ہے بلکہ حق یہ قول ہے
لما امر النبي عليه الصلوة والسلام بالاتقاء بقوله يا ايها النبي اتق الله
کہ اللہ تعالی نے جب نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو اپنے اس قول کے ساتھ تقوی کا حکم کیا کہ ای نبی اللہ سے ڈرو تو
فكان ذلك امرا له بتقوى لا يكون فوقها تقوى ومن يتقي ويخاف
یہ آپ کو ایسے تقوی کا حکم ہوا جس سے بڑھکر کوئی نہین ہے اور جو شخص کسی چیز سے نہایت خوف کرتا اور بہت ہی
شيا خوفا شديدا لا يدخل في قلبه شيء آخر الا ترى ان الخائف الشديد
ڈرتا ہے تو اوسکے دل مین دوسری کوئی چیز نہین داخل ہو سکتی کیا تم نہین دیکھتے کہ کسی چیز سے بہت ڈرنے والا
ينسى مهماته حالة الخوف فكان الله تعالى قال يا ايها النبي اتق الله
حالت خوف مین اپنے ضروری کامون کو بھول جایا کرتا ہے پس گویا کہ اللہ تعالی فرمایا کہ ای نبی ڈرو اللہ سے
حق تقاته ومن حقها ان لا يكون في قلبك تقوى غير الله فان المرء
جو حق ہے اوس سے ڈرنے کا اور حق سے اوسکے یہ ہے کہ تمہارے دل مین غیر اللہ کا خوف نہو کیونکہ کسی شخص
ليس له قلبان حتى يتقي باحدهما الله وبالآخر غيره فان اتقى غيره
کے دو دل نہین ہین کہ ایک سے خدا سے ڈرے اور دوسرے سے دوسرے کا خوف کرے۔ پھر اگر دوسرے سے ڈریگا
فلا يكون ذلك الا لصرف القلب عن جهة الله الى غيره وذلك
تو یہ خداوند تعالی کے طرف سے دل پھیرنے کے بغیر نہوگا اور یہ اوس متقی کے لئے لائق نہین جو یہ دعوی کرتا ہے
لا يليق بالمتقي الذي يدعي انه يتقي الله حق تقاته
کہ مین خدا سے ایسا ڈرتا ہون جو حق ہے اوسکے ڈرنے کا

پس حق صریح کو چھوڑکر قول ضعیف بلکہ زمخشری معتزلی کی قول مردود
کو اختیار کرنا اور اوسی کے مطابق ترجمہ کرکے اوسکو متعین کر دینا مضمون
قوی کو ضعیف اور ضعیف مردود کو قوی کرنا ہے اور یہہ مترجم خصوصا

مترجم قرآن کے بڑے بد دیانتی ہی نہین ہے بلکہ تفسیر القرآن بر ایہ سے بڑھکر
معاذ اللہ قرآن کے تحریف کرنی ہے استغفر اللہ ولاحول ولا قوۃ الا
باللہ اور ڈپٹی صاحب نے اپنے رسالہ محصنات کے صفحہ ۳ پر جو اپنے زعم
کے مطابق اس آیت کا ماحصل ترجمہ اپنے نظم مین لکھوایا ہے تو وہان بھی
ڈپٹی صاحب نے ایک دوسری چال چلکر تحریف القرآن کا الزام اپنے ذمہ لگایا
ہے جسکی ہم کچھہ تفسیر کرتے ہین کیونکہ۔ ۵

راز داران حال پہ کیونکر	چھپ رہیگا یہ حال راز بھلا

وہ یہہ ہے کہ اوس رسالہ مین ڈپٹی صاحب نے پادریون کے خوش کرنے کیلیے تعدد
ازواج کے مسئلہ محققہ پر ناول وافسانے کے پیرایہ مین حملہ کیا ہے اور عموماً
تعدد ازواج کی خرابی و مذمت بیان کی ہے اسی خیال سے اوسکے لوح پر
آپنے بطور عنوان رسالہ یہ نظم لکھوایا ہے اور بزعم خود گویا لوگون کو یہ دکھلایا
ہے کہ قرآن مین بھی لکھا ہے کہ کسی کے دو دل نہین ہوتے تو آدمی دو
بیبیون کو رکھکر دو دلا ہو جاتا ہے الغرض قرآن بھی تعدد ازواج
کو منع کرتا ہے چنانچہ اسی خیال سے آپنے ام یحسدون الناس علی ما
اتاھم اللہ من فضلہ کے ترجمہ مین یہہ لکھا ہے یا خدانے جو اپنے فضل

سے لوگون کو نعمت قرآن عطا فرمائی ہے اوس پر جلے مرتے ہین حالانکہ اور
مفسرین نے فرمایا ہے کہ اس فضل سے تعدد ازواج بہی مراد ہے جو
اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ و داود و سلیمان
و ابراہیم و یعقوب وغیرہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام کے مانند عطا فرمایا
تھا پس ۵

تیرے باتین تیرے گھاتین سمجھ مین کسکے آتی ہین	اسے تو کچھہ ہم ہی اشنوغ بے پر ابسمجھتے ہین	

قوله بلغت القلوب الحناجر کلیجے مونہون کے آگئے تھے ف
قرآن کے لفظون کا ترجمہ تو یہہ ہے کہ دل گلون تک پہنچ گئے تھے ہمنے اپنے
محاورے کے لحاظ سے لفظون کو چھوڑ دیا ہے سورہ احزاب کو ع ۲
۲ **قول** یہہ آپنے یہان اور سورہ مومن کے ترجمہ مین بھی بہت ہی برا کیا
ہے کیونکہ جو قرآن کے لفظون کا ترجمہ ہے وہ ایسا غیر مفہوم و بھونڈا نہین
ہے کہ جسکے لئے آپ اسکا لفظی ترجمہ چھوڑ دین اور آپ کا محاورہ اسکے مقابل
مین ایسا مفسر و مشرح نہین ہے کہ خواہ مخواہ مجبور ہو کر آپ اسکو اختیار
کرین بلکہ جیسے اس سے نفس مطلب قرآن مفہوم ہوتا ہے ویسے اس سے
بھی سمجھا جاتا ہے لیکن کوئی جملہ اگر آپ کا روزمرہ ہو گیا ہو اور دوسرا

روزمرہ نہو مگر غیر مفہوم بھی نہو اور اسمین ایک وجہہ ترجیح و خوبی متن سے زیادہ چسپان و ملصق ہونیکے زاید بران پائی جاتی ہو تو بیشک وہی افضل ہے ہان اسمین غیر مفہوم ہونے کی تعقید و بستگی پائی جاتی ہو تو مضائقہ نہین لان الضرورات تبیح المحظورات کیونکہ ضرورت ناشئ چیز و نکو مباح کردیتی ہے۔ والا ۵

بوسہ ہاے لب شیرین کی جسے چاٹ لگی	اوسکا مائل نہو سوے شکر و قند مزاج

قولہ ہچڑ بچڑ۔ حاشیہ آیت لقد کان لکم فی رسول اللہ۔ سورہ احزاب رکوع۔ ۲۔

اقول یہہ ایک کریہہ غیر مانوس لفظ ہے اسکی جگہہ پر تردد تامل فصیح لفظ موجود ہے۔

قولہ مگروہ لوگ بھی اس گنور دل مین آملے سلہ یعنی گنوارون کا دل اور دل کہتے ہین بڑی جماعت کو جیسے ٹڈی دل حاشیہ آیت واورثکم ارضھم۔ سورہ احزاب رکوع۔ ۳۔

اقول ایسے ہی یہہ لفظ بھی گنور دل ہے

قولہ قارون کو حضرت موسیٰ سے سخت عداوت تھی اس نے حضرت

موسیٰ کو بدنام کرنے کے لئے ایک فاحشہ عورت کو لالچ دیکر امادہ کیا کہ حضرت موسیٰ کو متہم کرے جب لوگ جمع ہوے تو اسپر حضرت موسیٰ کی پاکدامنی اور نیکوکاری کی ہیبت ایسی غالب آئی کہ اس نے موسیٰ کو متہم کہنے کے عوض قارون کا سارا راز فاش کر دیا اس قصے کے طرف اس مقام پر اس غرض سے اشارہ کیا گیا کہ لوگون نے نکاح زینب کے بارہ مین آنحضرت کے نسبت کچھہ گفت و شنید کی ہوگی مسلمانون کو اس سے روک دیا حاشیہ آیت لا تکونوا کالذین اذوا موسیٰ سورہ احزاب رکوع ۔ ۹ ۔

۲ اقول باوجودیکہ ڈپٹی صاحب کا قرار داد نفس قرآن سے ترجمہ و حاشیہ لکھنے کا ہے لیکن بایںہمہ ایسے مہمل قصون سے تحشی کرتے ہین کہ جسکو آپ کے مستند امام رازی نے مرجوح و مخدوش کرکے آپ کے نزدیک جو مستند او قرآن سے ملصق و چسپان ہے وہ یہہ لکھا ہے وبالجملة الایذاء المذکور فی القرآن

حاصل کلام یہہ ہے کہ جو ایذا قرآن مین مذکور ہے وہ یہہ تھے

کان وهو انهم قالوا له اذهب انت وربك فقاتلا وقولهم لن نومن

کہ اون سبھون نے حضرت موسیٰ کو کہا کہ تم جاؤ اور تمہارا خدا اور تمہین دونون جاکر لڑو اور قول اونکا ہم ہرگز ایمان نہ لاینگے

حتی نری الله جهرة وقولهم لن نصبر علی طعام واحد الی غیر ذلك فقال للمومنين لا تکونوا امثالهم اذا

جبتک خدا کو کہلم کہلا نہ دیکھ لینگے اور قول اونکا ہم ایک کھانے پر صبر نہین کر سکتے وغیرہ وغیرہ پس خداوند تعالیٰ نے مومنون کو

طلبکم الرسول الی القتال لا تقولوا اذهب انت وربك فقاتلا ولا تسالوا

فرمایا کہ تم لوگ ویسے مت ہو کہ جب تمکو رسول لڑنے کیلیئے بلاوین تو تم لوگ یہ مت کہو کہ تم اور تمہارے خدا جاکر لڑو اور مت

ما لم یوذن لکم فیه واذا امرکم الرسول بشیء فاتوا منه ما استطعتم

اور جبتک تمکو حکم نہ دیا جاے اوسکو نہ پوچھو اور جب تمکو رسول کچھہ حکم کرین تو جہان تک ہو سکے اوسکو بجالاؤ ۔

پس اس منطوق قرآنی و منصوص رحمانی کو چھوڑ کر قارونی قصہ و کہانی سے قرآن کی تفسیر لکھنا کیا ضرور تھا۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

جب لڑین باہم زبانین وصل مین بعد لا صنم | ناتوان ہی تو مگر تیری زبانین زور ہے

سورۃ السبا نزلت بمکۃ الا قولہ و یری الذین اوتوا العلم الایۃ نزلت بالمدینۃ وھی اربع و خمسون ایۃ سورہ سبا مکہ مین اتری اور اسکی چون آیتین ہین

اقول جتنی عبارت پر خط ہے اوسکا ترجمہ نہین ہے پس اسکا پورا یہہ ترجمہ ہے آیت و یری الذین اوتوا العلم کے سوا سورہ سبا مکہ مین نازل ہوئی اور اسکے بعد سورہ زمر اتری اور اسمین چون آیتین ہین۔

قولہ دابۃ الارض گھن کے کیڑے سورہ سبا رکوع - ۲ -

اقول دابۃ الارض کے معنے ہے دیمک اور گھن کو عربی مین سوس کہتے ہین علامہ فتنی مجمع البحار مین لکھتے ہین دابۃ الارض الارضۃ صراح مین لکھا ہے ارضہ کرمک چوب خوار اور علامہ اوحد الدین بلگرامی نفائس اللغات مین لکھتے ہین دیمک بکسر اول و سکون دوم معروف و کاف تازی در آخر لغت فارسی ہست در اردوے ہندی مستعمل و آن کرمیست مورچہ مانند کہ چوب عمارت و پشمینہ را و ہرچہ در زمین او فتد

بخورد و بعربی انزاارضہ بفتح ہمزہ و سکون را مہملہ و فتح ضاد معجمہ و نادر آخر گویند اور لغت گھن مین لکھتے ہین بضم اول مخلوط التلفظ بہا و سکون نون کرمکے باشد کہ در گندم و دیگر غلہا او فتد بعربی انزاسوس بضم سین مہملہ و سکون واو وسین مہملہ در آخر گویند انتہی پس افسوس ہے کہ ڈپٹی صاحب دیمک اور گھن مین بھی تمیز نہین کرتے اور گھن کے ساتھ سب کو ایک ہی جانتے ہین پیسے ڈالتے ہین ۵

آہستہ خرام بلکہ مخرام		زیر قدمت ہزار جانست

قولہ اور اس نے تمام علاقہ کا ناس مار دیا حاشیہ آیت سیل العرم سورہ سبا رکوع - ۲ -

اقول یہ تفسیری عبارت عموماً غیر مفہوم ہے کیونکہ ناس مارنا مشہور نہین ہان ناس کرنا یا ستیا ناس کرنا اور ہونا البتہ مروج ہے لیکن وہ بھی خاص عورتون کا محاورہ ہے خواجہ محمد اشرف علی مصطلحات اردو مین لکھتے ہین ستیا ناس تباہ و خراب ہونا یہ عورتون کا محاورہ ہے - **فلق** ۵

ستیا ناس جاے ان سب کا		ذات سے جنکے او شغلہ یہ اوٹھا

قولہ ومزقناهم کل ممزق اور معنے اونکی دہجیان بکھیر دین سورہ سبا۔ رکوع۔ ۲۔

۲ **قول** اول تو بکھیرنا بمعنے منتشر کرنا وچھتراد ینا ہندوستان کے ہر قطر مین عموماً مشہور نہین اور دوسرے دہجیان بکھیرنا عموماً خلاف محاورہ ہے دہجیان اوڑانا البتہ محاورہ ہے

ناسخ ۵

جیب کیا دامان محشر کی اوڑینگے دہجیان	ہے یہی عالم جو اپنے پنجۂ چالاک کا
دشت یثرب مین کبھی ناقہ کے پیچھے پیچھے	دہجیان جیب و گریبان کی اوڑاتے جا بینگے

قولہ سورة الفاطر نزلت بمكة ثم مريم وهي خمس اوست واربعون اية سورہ فاطر مکے مین اتری اور اسکی پینتالیس ۴۵ یا چھیالیس ۴۶ آیتین ہین

۲ **قول** اسمین جملہ ثم مریم کا ترجمہ نہین ہے یعنے اسکے بعد سورہ مریم نازل ہوئی۔

قولہ سورة یٰس نزلت بمكة ۲ الا قوله اذا قيل لهم انفقوا الآية ۲ ونزلت بالمدينة ثم الفرقان وهي ثلاث وثمانون آية۔

سورہ یٰس مکے مین اتری اور اسکی تراسی آیتین ہین۔

۲ **قول** جتنی عبارت پر خط ہے اسکا ترجمہ نہین ہے پس پورا یہ ترجمہ

ہے۔ سورہ یٰس مکہ مین اتری مگر قول اوسکا اذا قیل لھم انفقوا آخر آیت تک مکہ مین نہ نازل ہوا یایہہ سورہ مدینہ مین اتری اور اسکے بعد سورہ فرقان نازل ہوئی الخ

قولہ انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم ای محمدؐ کچھہ شک نہین کہ منجملہ اور پیغمبرون کے تم بھی پیغمبر ہو (اور دین کے) سیدھے رستے پر ہو۔

۲ **قول** دین کی قید محض بیموقع بلکہ خلاف ادب ہے کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دین و دنیا دونون کے سیدھے راستے پر تھے۔ ۵

اودھر اللہ سے واصل ایدھر مخلوق سے شامل

خواص اوس برزخ کبری مین ہے حرف مشدد کا

وزان ہر دو یک زیور افروختند	قبای دو عالم بہم دوختند

قولہ فھم مقمحون الل کر رہگئے سورہ یٰس رکوع۔ ۱۔

۲ **قول** سورہ ابراہیم کی آیت مقنعی روسھم کے ترجمہ کے اصلاح مین اسکی تحقیق دیکھو۔

قولہ ولو نشاء لطمسنا علی اعینھم اور ہم چاہین تو انکی انکھون پر جھاڑ وپھیر دین ف ۱ جھاڑ وپھیرنا اردو کا محاورہ ہے جسکے معنے

میٹ دینے کے ہین سورہ یٓس رکوع ۔ ۴

۲ قول ڈپٹی صاحب نے سورہ یونس اور سورہ قمر مین بھی اسکا یہی ترجمہ لکھا ہے۔ پس جاننا چاہئے کہ گو یہ اردو کا محاورہ سہی لیکن اسکا موقع استعمال گھر و باغ وغیرہ کو تباہ و برباد کرنا ہے نہ کہ آنکھہ پھوڑنا صبا شاعر کہتا ہے ؎

آتی ہے باد خزان نے ایسی جھارو پھیری	جای گل پتا چمن مین باغبان کھتا نہین

پس اسکا صاف بامحاورہ ترجمہ تھا۔ اگر چاہین تو انکی آنکھین پھوڑ دین یا چوپٹ کر دین۔

قوله سورة الصافات نزلت بمكة ثم لقمان وهي مائة واثنتان و ثمانون اية سورہ صافات مکے مین اتری اور اسکی ایکسو بیاسی آیتین ہین

۱ قول اسمین ثم لقمان کا ترجمہ نہین ہے یعنے اسکے بعد سورہ لقمان نازل ہوئی

قوله وفديناه بذبح عظيم اور ہمنے بڑی قربانی کو اسمعیل کا فدیہ دیا

ف ا مفسرین نے تو بڑی قربانی سے وہ موٹا تازہ دنبہ مراد لیا ہے جو اسمعیل علیہ السلام کے بدلے مین خدا نے جنت سے ذبح ہونیکے لئے بھیجا تھا اور ہمارا ذہن اسطرف منتقل ہوا کہ شاید بڑی قربانی سے بقر عید کی قربانی مراد ہو کہ یہی سنت ابراہیمی ہے والعلم عند اللہ حاشیہ آیت وفديناه بذبح عظيم

سورہ والصافات رکوع - ۳

۱ قول مسلمانون کے ہر فرقون کے امر اتفاقی کے خلاف پر اپنے انتقال ذہنی کا وہ بھی بلفظ شاید ایسا حاشیہ چڑہانا جس سے اعجاز و کرامت کی صفت خاص بالکل فوت ہوجاتی ہے اور یہہ امر خاص ایک عام معمولی رسم کے ضمن مین شامل ہوجاتا ہے خاص کو عام کرنا اور اوسکی صفات مختصہ لازمہ متفقہ کو زائل کر دینا یہ تفسیر القرآن برایہ نہین ہے تو اور کیا ہے نعوذ باللہ منہ

قولہ وارسلناہ الی مائۃ الف اور اونکو (اچھا بچھا کرکے) لاکھہ آدمی کے طرف پیغمبر بناکر بھیجا سورہ والصافات رکوع ۵

۱ قول اسمین اچھا بچھا تفسیری جملہ زائد و عموما غیر مفہوم و غیر فصیح بھی ہے

قولہ سورۃ ص نزلت بمکۃ ثم الاعراف وھی ثمان وثمانون ایۃ

سورہ ص مکے مین اتری اور اسکی اٹھاسی آیتین ہین۔

۱ قول اسمین ثم الاعراف کا ترجمہ نہین ہے جسکے معنی ہے اسکے بعد سورہ اعراف نازل ہوئی۔

قولہ ھذا ساحر کذاب یہہ جادوگر جھوٹھا لپاٹیا ہے سورہ ص رکوع ا

۱ قول لپاٹیا کا لفظ ڈپٹی صاحب نے سورہ مومن مین بھی لکھا ہے پس

اولاً یہہ لفظ نہایت ہی کریہہ ومکروہ ہے **ثانیاً** جب لپاٹیا لکھا تو جھوٹھا لکھنا کچھہ ضرور نہ تھا کیونکہ لپاٹیا کسیکہ بسیار دروغ گوید بعربی آنرا کذاب بہ تشدید ذال معجمہ وافاک بفتح ہمزہ وفا مشددہ وبا الف وکاف درآخر گویند وبفارسی بسیار دروغ گو ہکذا فی النفایس۔

قولہ حب الخیر مال کی محبت سورہ ص رکوع ۳۔

اقول اس مقام پر خیر سے خیل یعنے گھوڑے مراد ہین چنانچہ تفسیر کبیر مین لکھا ہے والمعنے انی الزمت حب الخیل پس مترجم کو چاہتا تھا کہ (حاصل معنے یہہ ہے کہ مینے گھوڑون کی محبت لازم کرلی) ایسا شرحوار مطلب خیز ترجمہ کرتا جس سے عام خیر ومال سے اس خاص خیر یعنے گھوڑون کا بھی پتہ لگ جاتا جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہین۔ ہر آئینہ دوست داشتم این اسپان را از قبیل رغبت بمال انتہی۔

قولہ ردوھا علی فطفق مسحا بالسوق والاعناق گھوڑون کو میرے پاس لوٹالاؤ اور آپ مارنے غصے کے لگے تلوار سے سب گھوڑون کے پنڈلیون اور گردنون کا صفایا کرنے یہہ آیت لفظاً ومعناً قرآن کے مشکل آیتون مین سے ہے مفسرین نے اسکے معنون مین بہت اختلاف کیا ہے اور لغت اور نحو کے اعتبار سے بھی اسمین بڑی بحث ہے ہمنے جو معنے اختیار

گئے ہین اکثر لوگ ان ہی کے طرف گئے ہین ورنہ ہمارا ذہن تو اس طرف بھی منتقل ہوا تھا کہ شاید یہ معنے ہون کہ حضرت سلیمان کے روبرو گھوڑے پیش ہوے تو اونہون نے فرمایا کہ مین انکو اپنے پروردگار کے خیال سے عزیز رکھتا ہون کہ جہاد مین کام آوینگے اور مین غروب آفتاب تک انکے دیکھنے مین مشغول رہا یکبار پھر انکو میرے پاس لوٹالاؤ اور پھر دوبارہ اونہون نے گھوڑون کو چمکارا اور پیار کیا اور تھپکا الخ حاشیہ آیت ردوہا الخ سورہ ص رکوع۔ ۳۔

اقول اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈپٹی صاحب نے اپنے اس ترجمہ وتفسیر کو بغور دقیق ونظر عمیق نہین لکھا ہے بلکہ سرسری طور پر جسکو آپنے عام پسند وخاص طور کا مضمون وترجمہ سمجھا ہے اوسیکو لکھدینا اپنا فرض ذمہ سمجھہ لیا ہے۔

اور دوسرے اپنی تعلی خصوصًا اپنے الہام یا علم لدنی پر اس قدر نازان ہین کہ بار بار اسکو ان لفظون سے ادا کرتے ہین کہ ہمارا ذہن اسطرف منتقل ہوا حالانکہ جسکو ڈپٹی صاحب اپنا الہامی یا حدسی یا انتقالی علم خیال کرتے ہین وہ سب کتابون مین مندرج ہے چنانچہ تفسیر کبیر جس سے آپنے اپنے

اس ترجمہ مین بزعم خود بالکل مدد لیا ہے اور اسی مین لکھا ہے بل التفسیر المطابق
بلکہ ٹھیک مطابق واقع
للحق لا لفاظ القران والصواب ان نقول ان رباط الخیل کان مندوبا
تفسیر واسطے الفاظ قرآن کے ییہ ہے کہ ہم کہین کہ گھوڑا پالنا اونکے دین مین ویسا ہی مستحب تھا جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ
الیہ فی دینھم کما انہ کذلک فی دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ثم ان سلیمان
وسلم کے دین مین ہے پھر سلیمان علیہ السلام جہاد کے محتاج ہوے
علیہ السلام احتاج الی الغزو فجلس وامر باحضار الخیل وامر باجرائہا
پس بیٹھے اور گھوڑون کے لانیکا حکم کیا اور اونکی دوڑانے کو فرمایا اور کہا کہ مین اسکو دنیا
وذکر انی لا احبہا لاجل الدنیا ونصیب النفس وانما احبہا لامر اللہ و
اور نفس کے لیئے نہین دوست رکھتا سوا اسکے نہین کہ مین اسی خدا کے امر اور اوسکے دین کے مضبوطی کے لیئے دوست
طلب تقویۃ دینہ وھو المراد من قولہ عن ذکر ربی ثم انہ علیہ السلام
رکھتا ہون اور عن ذکر ربی سے یہی مراد ہے پھر آنحضرت علیہ السلام نے اونکے دوڑانے اور پھیرنے کے لیئے فرمایا یہان تک
امر باعدائہا وتسیرھا حتی توارت بالحجاب ای غابت عن بصرہ
کہ آفتاب اونکی نظر سے چھپ گیا۔
ثم امر الرائضین بان یردوا تلک الخیل الیہ فلما عادت الیہ طفق
تب دوڑانے والون کو حکم کیا کہ اون گھوڑون کو اونکے پاس لوٹا لاوین پھر جب وہ سب اونکے پاس پھر آئے تو وہ
یمسح سوقہا واعناقہا والغرض من ذلک المسح امور۔
اونکے پنڈلیان اور گردن چھونے لگے اور اس چھونے سے اونکے چند غرض تھے
الاول تشریفا لہا وابانۃ لعزتہا لکونہا من اعظم الاعوان فی
پہلے گھوڑون کی شرافت اور اونکی عزت ظاہر کرنے کے لیئے اس سے کہ گھوڑے دشمنون کے دفع کرنے مین بڑے
دفع العدو
مددگار ہین
والثانی انہ اراد ان یظھر انہ فی ضبط السیاسۃ والملک یتضع
دوسرے یہ کہ یہ امر ظاہر ہوجائے کہ آپ ملک اور ملک داری کے بہت سے کام خود بنفس نفیس کیا کرتے ہین
الی حیث یباشر اکثر الامور بنفسہ
والثالث انہ کان اعلم باحوال الخیل وامراضہا وعیوبہا فکان
اور تیسرے یہ کہ آپ گھوڑون کے احوال اور امراض اور عیوب کو جانتے تھے پس اونکا امتحان کرتے تھے اور اونکے
یمتحنہا ویمسح سوقہا واعناقہا حتی یعلم ھل فیہا ما یدل علی المرض
پنڈلیون اور گردنون کو چھوتے تھے تاکہ جان لین کہ اسمین کوئی بیماری کی علامت تو نہین ہے پس یہ بیاری کی مذکورہ

فهذا التفسير الذی ذکرناه ينطبق عليه لفظ القران انطباقا مطابقا

موافقا ولا يلزم مناسبة شئ من تلك المنكرات والمحذورات انتهى

تفسیر الفاظ قرآن سے بالکل مطابق و موافق ہے اور اسمین ہمکو کوئی وہ خرابیان و اعتراضات کہ مذکور ہین لازم نہین آتے

پس تدلیسا اسکو اپنے انتقالات ذہنی کے طرف منسوب بنا لیجیون ان یحمدوا

چاہتے ہین کہ بے کئے ہوئے

بما لم یفعلوا اور ومن لم یتشبع بما لم یعط کلابس ثوبی زور کا مصداق

اونکی تعریف ہو — جو بیجا اصل چیزون پر آسودہ ہوگا وہ فریب والا ہے

ہوتا ہے کما لا یخفے۔

قولہ لا مرحبا بہم انکا کالا مونہہ ف ۲ لا مرحبا کے معنے کالا مونہہ

کرکے ہم اصل قرآن کے الفاظ سے دور جا پڑے ہین مگر جو مقصود عربی

مین لا مرحبا سے وہی مقصود اردو مین کالا مونہہ سے ہے کالا مونہہ سے

اصلی معنے مراد نہین ہوتی بلکہ اس سے مراد ہوتی ہے دور ہو دفع ہو

پرے ہٹ یہان کوئی تیرا روادار نہین اور یہی مطلب لا مرحبا کا ہے

سورہ ص رکوع ۴

۲ قولہ سورہ ملک مین فسحقا کا ترجمہ بھی آپنے کالا مونہہ کیا ہی حالانکہ

اسکا استعمال اوس مقام پر ہوا کرتا ہے کہ جب کسی کو کوئی امر کرنیکو کہا

جاتا اور اوسکے انجام کے لئے بار بار تاکید کیجاے اور وہ اوسکے خلاف

ہی کئے جائے تب کہا کرتے ہین کہ اگر تو میرے حکمون کو نہین مانتا اور میری

نصیحتوں پر کان نہین دھرتا تو جا کالا مونہہ کر یعنے جو تیرا جی چاہے کر ۵

تم سسی ملکر نہ غرفہ سے نکالا مونہہ کرو		اور نہین گر مانتے تو جاؤ کالا مونہہ کرو

اور مرحبا کا موضع استعمال یہہ ہے کہ جب کوئی معزز آدمی کسی کے پاس آتا ہے تو اسکے خوش آمد کے لئے کہا جاتا ہے مرحبا۔ خیر مقدم یعنی زمین کشادہ باد۔ خوش آمدی۔ آؤ بھگت کلکتہ مین اس موقع پر ویلکم WELCOME انگریزی لفظ مستعمل ہے پس لا مرحبا اسکا عکس ہے یعنے تمہاری آؤ بھگت نہوگی۔ تمہارے لئے نعرہ خیر مقدم۔ و خوش آمدی نہین۔ پس انہین لفظون مین سے اگر آپ کوئی لفظ لکھے ہوتے تو قرآن کے الفاظ سے بھی دور نہ پڑتے اور محاورہ کے مطابق ترجمہ بھی مطلب خیز ہوتا لیکن آپ تو ایسی چال چلتے ہین کہ قرآن کا ساتھہ چھوٹ جاتا ہے اور مطلب بھی نہین حاصل ہوتا پس ۵

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم		نہ ادھر کے ہوسے نہ ادھر کے ہوے

قولہ سورۃ الزمر نزلت بمکۃ الا قولہ قل یعبادی الذین اسرفوا الآیۃ نزم المومن وھی خمس وسبعون آیۃ سورہ زمر مکے مین اتری اور اسکی پچہتر آیتین ہین۔

اقول اسمین جتنی عبارت پر خط ہے اوسکا ترجمہ نہین ہے پس پورا ترجمہ

یہہ ہے قل یعبادی الذین اسرفوا آخر آیت تک کے سوا سورہ زمر مکہ مین
نازل ہوئی اور اسکے بعد سورہ مومن نازل ہوئی اور اسمین پچہتر آیتین ہین
قولہ لھم من فوقھم ظلل من النار ومن تحتھم ظلل انکے اوپر سے آگ
ہی کا اوڑھنا ہوگا اور اون کے نیچے آگ ہی کا بچھونا ف ۳ محاورے کے
لحاظ سے ہم لفظون سے الگ ہوگئے ہین ورنہ لفظی ترجمہ تو یہہ تھا کہ انکے اوپر
آگ کے سایبان ہونگے اور انکے نیچے بھی اسی طرح کے سایبان دوسرے
مقام پر یہی مطلب ان لفظون مین آیا ہے لھم من جھنم مھاد ومن فوقھم
غواش اور وہ اس محاورے سے جو ہمنے ترجمے مین اختیار کیا ہے بہت ہی
چسپان ہے سورہ زمر رکوع ۲
اقول وہان پر چونکہ مہاد وغواش کا لفظ موجود ہے اسلئے وہان اوڑھنا
بچھونا درست ہے لیکن یہان تو یہہ لفظ نہین ہے پس ہم پوچھتے ہین کہ جو
اس آیت کا ترجمہ لفظی ہے اوس سے نفس مفہوم قرآنی کہ آگ اونکو چارون طرف
سے گھیری ہوئی ہے بدون اختلال وتعقید کے ثابت ہوتا ہے یا نہین
اگر ہوتا ہے تو اس مناسبت لفظی کو چھوڑ کر فقط اپنا محاورہ درست رکھنے
کے لئے خواہ مخواہ لفظون سے الگ ہونا کیا ضرور ہے۔ ہ

تو برای وصل کردن آمدی		نہ برای فصل کردن آمدی

قولہ واذا ذکر اللہ وحدہ اشمازت قلوب الذین لا یومنون
بالاخرۃ اور جب اکیلے خدا کا ذکر کیا جاتا ہے تو جو لوگ آخرت کا یقین
رکھتے انکے دل بھچنے لگتے ہین سورہ زمر رکوع - ۵ -

اقول ڈپٹی صاحب نے آٹھوین پارہ مین ضیقا حرجا کا ترجمہ بھچا
ہوا کیا ہے اور یہان اشمازت کا ترجمہ بھی بھچا ہوا کرتے ہین پس جیسے
بینے وہان لکھا ہے ویسیہی یہان بھی لکھتا ہون کہ یہ لفظ مکروہ و غیر مانوس
ہے اسلئے اسکا عام فہم مطلب خیز یہہ ترجمہ ہے کہ انکا دل رک جاتا ہے
اور یہہ موںہہ بنا لیتے ہین لان الاشمئزاز ان یعظم غمہ و غیظہ
کیونکہ اشمیزاز کے معنے یہہ ہے کہ غم و غصہ بڑھجاے پس روح داخل قلب
فیقبض الروح الی داخل القلب فیبقی فی ادیم الوجہ اثر الغبرۃ والظلمۃ
کے طرف منقبض ہوجاے اور اوسکا اثر اور اوسکی تاریکی چہرہ مین باقی رہجاے
الارضیۃ ھکذا فی التفسیر الکبیر -

قولہ سورۃ المومن نزلت بمکۃ الا قولہ الذین یجادلون الایتین
ثم حم السجدۃ وھی خمس وثمانون ایۃ سورہ مومن مکے مین اتری
اور اسکی پچاسی آیتین ہین -

اقول اسمین جتنی عبارت پر خط ہے اوسکا ترجمہ نہین ہے پس ؟ ...

ترجمہ یہہ ہے الذین یجادلون دو آیت کے سوا سورہ مومن مکہ مین نازل ہوئی اسکے بعد سورہ حم سجدہ اتری اور اسکی پچاشی آیتین ہین۔

قولہ فی الحمیم بہاستے پانی مین سورہ مومن رکوع۔ ۸۔

اقول بہاستا پانی مشہور و مروج نہین ہے کھولتا پانی البتہ ہر ملک کے لوگ سمجھتے ہین۔

قولہ سورۃ حم السجدۃ نزلت بمکۃ ثم الشوری وھی اربع وخمسون اٰیۃ سورہ حم سجدہ مکے مین اتری اور اسکی چون آیتین ہین۔

۲ اقول اسمین ثم الشوری کا ترجمہ نہین ہے یعنے اسکے بعد سورہ شوری نازل ہوئی۔

قولہ وھی دخان کھر۔ سورہ فصلت رکوع۔ ۲۔

۲ اقول کھر نہین کھرا جیسا کہ نفائس اللغات مین لکھا ہے او ر یدھر پورب مین اوسکو کھیسا کہتے ہین بہر صورت جیسے یہ روزمرہ کی چیز نہین ہے بلکہ احیانا کبھی کبھی جاڑون مین ظاہر ہوا کرتا ہے ویسیہی یہہ لفظ بھی روزمرہ کا نہین ہے اسلئے دخان کا ترجمہ دہوان بہت ہے، واضح و معمولی روزمرہ کا لفظ ہے پھر بقول آپکے۔ (دیکھو سورہ انفال حاشیہ آیت ومارمیت

۲ ذرہیت) معمولی کو چھوڑکر غیر معمولی پر کیون دوڑین ۵

ہم نکالینگے سن ای موج ہوا بل تیرے		اوسکے زلفون کے اگر بال پریشان ہونگے

قولہ ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح اور ورلے آسمان کو ہم نے ستارون کی قندیلون سے سجایا سورہ فصلت رکوع ۲۔

۲ **قول** یہہ لفظ سورہ ملک مین بھی آپنے استعمال کیا ہے لیکن ورلے اور پرلے کو حضرات دہلی کا عام محاورہ و روزمرہ ہے مگر اید ہر پورب وغیرہ اور اطراف کے لوگ خصوصًا عورات و بچے جنکے تعلیم کے لئے خاص کر یہہ ترجمہ مرتب کیا گیا ہے اسکو نہین سمجھتے اونکے لئے اس ترجمہ کا ترجمہ کرنا ہوتا ہے اور پھر دنیا کا لفظ ایسا عام فہم ہو رہا ہے کہ دنیا بھر کے لوگ اسکو فورًا بلا تردد بمجرد تلفظ سمجھہ جاتے ہین پس ایسے مشہور لفظ کو کسی خاص شہر یا ملک کے محاورہ کے پنجہ و شکنجہ مین کس دینا کیا ضرور تھا چنانچہ اسی خیال سے مولانا رفیع الدین علیہ الرحمہ نے اسکا ترجمہ آسمان دنیا ہی کیا ہے اور مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی یہی لکھا ہے۔ ۵

نہ تنہا من درین میخانہ مستم		جنید و شبلی و عطار شد مست

قولہ سورۃ الشوریٰ نزلت بمکۃ ۴۳ قل ۵۳ اسا الکم ۴۹ الآیات الاربع

تو الزخرف وھی ثلث وخمسون ایۃ سورہ شوری مکہ مین اتری اور اسکی ترپن آیتین ہین۔

۱قول اسمین جتنی عبارت پر خط ہے اوسکا ترجمہ نہین ہے پس پورا یہہ ترجمہ ہے فل لا اسالکم چار آیتون کے سوا سورہ شوری مکہ مین اتری اور اسکے بعد سورہ زخرف نازل ہوئی الخ

قولہ ماعلیھم من سبیل ان پر کوئی الزام نہین ف اسبیل کے معنے تو رستے کے ہین جسکا مرادف ہے ہمارے ہان صورت طریق اور اسکا مضاف الیہ ہے محذوف مثلاً الزام کی کوئی صورت مواخذے کی کوئی صورت یا زپرس کی کوئی صورت اور اصل مین مراد ہے مضاف الیہ اسلئے ہمنے الزام کو مراد سمجھکر مضاف الیہ کا قائمقام کرلیا ہے سورہ شوری رکوع۔ ۵

۲قول یہ سب تو آپنے کیا لیکن مولانا عبدالقادر رحمنے جو ایک نہایت ہی خوبصورت و واضح محاورہ کا لفظ ''اُلھنا'' لکھا تھا اوسکو دیدہ ودانستہ آپنے کیون چھوڑ دیا۔

نکہت ۵

کیا کہین کچھ کہ وہ کہتے ہین نہ کہنا ہمکو	بوسہ دیتے نہین دیتے ہین الہنا ہمکو

کاش اگر آپ اسیکو تحریر فرماتے ہوتے تو ترجمہ بامحاورہ ہوتا اور آپ ان

تاویلات و ترجیحات کے پھیر مین نہ پڑتے بلکہ اس تخشی کی زحمت ہی نہ اوٹھانی پڑتی۔ افسوس ہے

جو ہمپر گذرتی ہے کہین اونسی ظفر ہم	ہو جاے کسی دن جو ملاقات کا موقع

قوله سورة الزخرف نزلت بمكة قبل الا واسال من ارسلنا نزل الدخان وهي تسع وثمانون اية سوره زخرف مکے مین اتری اور اسکی نواسی آیتین ہین۔

۲ **قول** اسمین جتنی عبارت پر خط ہے اوسکا ترجمہ نہین ہے پس پورا ترجمہ یہہ ہے۔ بعض نے کہا کہ واسل من ارسلنا کے سوا سورہ زخرف مکہ مین نازل ہوئی اور اسکے بعد سورہ دخان نازل ہوئی اور اسکی نواسی آیتین ہین۔

قوله وقيله يا رب ہمکو رسول کے یارب یارب کہنے کی قسم ہے سورہ زخرف رکوع۔ ۷۔

۲ **قول** اس جملہ کے عطف و معطوف و جملہ قسمیہ قرار دینے مین بہت گفتگو ہے طوالت کے سبب سے مینے اون سب کو نقل نہین کیا جسکو شوق ہو تفسیر کبیر وغیرہ مین ملاحظہ کرے۔

قوله سورۃ الدخان نزلت بمکۃ الا قوله انا کاشفوا العذاب ثم الجاثیہ وھی ست او سبع او تسع وخمسون ایۃ سورہ دخان مکے مین اتری اور اسکی چھپن یا ستاون یا انسٹھہ آیتین ہین۔

۲ **قول** اسمین جتنی عبارت پر خط ہے اسکا ترجمہ نہین ہے پس پورا ترجمہ یہہ ہے سورہ دخان مکہ مین اتری مگر قول اوسکا انا کاشفوا العذاب مکہ مین نہین اترا اور اسکے بعد سورہ جاثیہ نازل ہوی الخ

قوله سورۃ الجاثیہ نزلت بمکۃ الا قل للذین امنوا یغفروا ثم الاحقاف وھی تسع وثلثون ایۃ سورہ جاثیہ مکے مین اتری اور اسکی سینتیس ۳۷ آیتین ہین۔

۲ **قول** اسمین بھی جتنی عبارت پر نشان ہے اوسکا ترجمہ نہین ہے پس پورا ترجمہ یہہ ہے قل للذین امنوا یغفروا کے سوا سورہ جاثیہ مکہ مین نازل ہوی اور اسکے بعد سورہ احقاف اتری۔

قوله سورۃ الاحقاف نزلت بمکہ الا قل ارایتم ان کان من عند اللہ والا فاصبروا کما صبر الایہ والا ووصینا الانسان۔ الثلاث ایات ثم الذاریات وھی خمس وثلثون ایۃ سورہ احقاف مکے مین

اتری اور اسکی پینتیس ۳۵ آیتین ہین۔

۲قول اسمین بھی جتنی عبارت پر ہمنے خط کھینچدیا ہے اوسکا ترجمہ نہین ہے

پس پورا ترجمہ یہہ ہے سورہ احقاف مکہ مین اتری مگر قل ارایتم ان کان

من عند اللہ۔ یا فاصبر کما صبر آخر آیت تک۔ یا ووصینا الانسان

تین آیتین مکہ مین نہین نازل ہوئین اور اسکے بعد سورہ الذاریات

نازل ہوئی۔

قولہ سورۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نزلت بالمدینۃ الا وکاین

من قریۃ الایۃ اونزلت بمکۃ ثم الرعد وھی ثمان وثلثون ایۃ

سورہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین اتری یا مکے مین اور اسکی ۳۸ تیس

آیتین ہین۔

۲قول اسمین جن جن عبارتون پر خط ہے اوسکا ترجمہ نہین ہے۔

پس پورا ترجمہ یہ ہے وکاین من قریہ آخر آیت تک کے سوا سورہ محمد

صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین نازل ہوئی یا مکہ مین اتری اور اسکے بعد

سورہ رعد نازل ہوئی الخ

قولہ یاکلون کما تاکل الانعام جسطرح چارپاے کھاتے پیتے ہین

یہ بھی (اناپ شناپ) کھاتے پیتے ہین سورہ محمد رکوع۔ ۲۔

اقول قرآن شریف مین پینے کا لفظ نہین ہے اگر کوئی کہے کہ یہ بطور تفسیر کے استطرادًا لکہا گیا ہے۔ تو کہا جائیگا کہ مطابق اسکے بحسب قرار داد ومعمول ڈپٹی صاحب کے اسکو براکٹ مین ہونا چاہیئے والا یہ منجملہ اناپ شناپ ہے وبس۔

قولہ الشیطان سول لھم شیطان نے انکو بتے دیئے۔ سورہ محمد رکوع۔ ۳۔

اقول بتا دینا گو دہلی واطراف دہلی کا محاورہ ہو لیکن اور اطراف کے لوگ نہین سمجہتے اسلئے اسکا واضح عام فہم ترجمہ ہے۔ شیطان نے انکو فریب دیا۔

قولہ سورۃ الفتح نزلت بالمدینۃ ثم المائدۃ وھی تسع عشرہ

اقول اسمین ثم المائدۃ کا ترجمہ نہین ہے یعنے اسکے بعد سورہ مائدہ نازل ہوئی۔

قولہ تحت الشجرۃ کیکر کے درخت کے تلے سورہ فتح رکوع۔ ۲

اقول قرآن مین کسی درخت کا نام نہین ہے اور پھر کیکر ہر اطراف

کے لوگ نہین سمجھتے پس خواہ مخواہ اگر آپ کو درخت کا نام لکھنا ہی تھا تو برا نگھٹ
مین دبول [illegible] کہتے تا کہ ہر جگہہ کے لوگ سمجھہ جاتے۔

قولہ تو صلح بھنڈ ہوگی ہوتی حاشیہ آیت فتصیبکم منھم معرۃ سورہ فتح
رکوع۔ ۳

۱ **اقول** بعض جگہہ کے نپٹ گنوار لوگ ہندوٗن سے سنکر البتہ بھرشٹ و بھنڈ
بولتے ہین لیکن عموماً مسلمانون کا یہہ محاورہ نہین ہے پس اسکے بدلے اگر
خراب و بے رونق و بگڑنا وغیرہ لکھا جاتا تو ضرور ترجمہ فصیح و عموماً عام فہم
ہوتا والا۔ ۵

ای ظفر سنتے ہی اس تیری غزل کو واللہ	پڑ گئے اب دل ہر اک بشر پر دھبے

قولہ محمد رسول اللہ محمد خدا کے بھیجے ہوئے پیغمبر ہین سورہ فتح رکوع۔ ۴

۱ **اقول** گو باعتبار اصل لغت کے رسول و پیغمبر بمعنے مطلق قاصد ہے لیکن
عرف و محاورہ مین رسول و پیغمبر اوسی بزرگ کو کہتے ہین جو خدا کا فرستادہ
و بھیجا ہوا ہو پس معلوم نہین کہ یہان ڈپٹی صاحب نے محاورہ سے کیون اعراض
فرمایا اور ترجمہ کے پیچھے پڑے اور ترجمہ بھی کیا تو ایسا کہ جسمین خدا کے بھیجے
ہوے کے ساتھہ پیغمبر کا لفظ یا پیغمبر کے ساتھہ جملہ۔ خدا کے بھیجے ہوے

ضرور زاید ہے - پس اولا اسکا ترجمہ ہی کرنا کیا ضرور تھا یہی کافی تھا کہ محمد اللہ کے رسول ہین - یا محمد رسول اللہ ہین - یا محمد اللہ کا رسول ہے - جیسا کہ مولانا شاہ عبد القادر و مولانا رفیع الدین صاحب نے لکھا ہے کیونکہ رسول کا لفظ باعتبار عرف و محاورہ کے ایسا عام فہم ہے کہ کسی مسلمان کو کسی طرح اسمین شک و شبہہ نہین اور اگر ترجمہ ہی کرنا تھا تو فقط ایک کافی تھا یا تو خدا کے بھیجے ہوے لکھتے یا پیغمبر ہی تحریر فرماتے ورنہ ایک ضرور زاید

+ اور دونون خلاف محاورہ ہے +

چشم کے دنبالہ سے کہتی ہین مژگان وہ نگاہ	قتل عاشق پر ہین ہم تم دونون اک ترکش کے تیر

قولہ فاستوی علی سوقہ کھینی اپنے نال پر سیدھی کھڑی ہوگی سورہ فتح رکوع ۴ -

اقول نال کو بعض لوگ وہ گول پتھر سمجھتے ہین جسکو ورزش کرنے والے اکھاڑون مین رکھتے ہین اور بعض نال کو بچون کی ناف جسکو ہمارے دیار مین نار کہتے ہین خیال کرتے ہین

نال گرتا ہی کہین اور لاش گرتی ہی کہین	جوزچہ خانہ ہے وہ اک روز ماتم خانہ ہے

اور بعض بانس کا چونگا سمجھتے ہین چنانچہ منتخب الحکایت کے اگر ڈپٹی صاحب

ہی محشی بھی ہین تو خود اوسکی ۱۱ حکایت مین جو نال کا لفظ ہے اوسکی حاشیہ مین تحریر فرماتے ہین بانس کی پھنگی سی ہوتی ہے اوسمین جانورون کو دانا دیجاتی ہے۔

پس قرآن کا ترجمہ ایسے مبہم و مجمل لفظ مین لکھنا کب مناسب تھا اس حال مین ضرور تھا کہ یا تو آپ کوئی واضح عام فہم لفظ لکھتے جیسا کہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب نے جڑ تحریر فرمایا ہے اور اگر اپنی ہی بولی و محاورہ برقرار رہنے کے لئے یہی لکھنا ضرور تھا تو جیسے منتخب الحکایات کے حاشیہ مین اسکی توضیح کردی گئی ہے ویسی ہی ترجمہ قرآن کے حاشیہ مین یا براکٹ ہی مین اسکی تشریح کردی جاتی والا

جز اشک بلبل اب نہین گل شاخسار پہ	کیا اوس پہ پڑ گئی ہے چمن مین بہار پہ

قولہ سورۃ الحجرات نزلت بالمدینۃ ثم التحریم وھی ثمان عشرۃ آیۃ

سورہ حجرات مدینے مین اتری اور اوسکی اٹھارہ آیتین ہین۔

اقول اسمین ثم التحریم کا ترجمہ نہین ہے جسکے معنے ہے اسکے بعد سورہ تحریم نازل ہوئی۔

قولہ ان جاءکم فاسق بنباء اگر کوئی بدذات تمہارے پاس کوئی

خبرلاوے سورہ حجرات رکوع -۱-

۲قول بدذات کی جگہہ اگر بدکار یا بدمعاش ہوتا تو لفظ سے چسپان اور باعتبار مفہوم و محاورہ کے واضح ہوتا-

قولہ سورۃ ق نزلت بمکۃ الا ولقد خلقنا السموات الاٰیۃ فبالمدینۃ ثم البلد وھی خمس واربعون اٰیۃ سورہ ق مکے مین اتری اور اسکی پینتالیس آیتین ہین-

۲قول اسمین جتنی عبارت پر خط ہے اوسکا ترجمہ نہین ہے پس پورا ترجمہ یہہ ہے سورہ ق مکہ مین اتری مگر ولقد خلقنا السموات آخر ایت تک مدینہ مین نازل ہوئی اور اسکے بعد سورہ بلد اتری الخ

قولہ والقینا فیہا رواسے اور اسکے اندر بھاری بوجھل پہاڑ پلادے سورہ ق رکوع -۱-

۲قول اگرچہ پلانا بمعنے ملحق وملصق وشدۃ امتزاج یعنے بہت ہی ملنا و ملانا و گھسنا و گھسانا و داخل کرنا جیسے سونا پلانا رانگہ پلانا وغیرہ اطلاق ہوتا ہے لیکن تاہم پہاڑ پلانا ایک غیر مانوس وغیر مشہور محاورہ ہے اسلئے اسکا واضح یہہ ترجمہ ہے آور ڈالے ہمنے اوسپر پہاڑ یا مطابق روزمرہ کے

یون کہو کہ بیٹنے اور سپر پہاڑ ڈالدے چنانچہ مولانا رفیع الدین صاحب نے بھی ڈالنا ہی لکھا ہے۔

قوله یوم تشقق الارض عنهم سراعا جس دن (مٹی) مردون (کے لاشون پر) سے (ہٹ کر) زمین پھٹ جائینگے سورہ ق۔ رکوع۔ ۳

اقول اگرچہ ڈپٹی صاحب اپنے محاورہ کے بڑے ہی شیفتہ و دلدادہ ہین لیکن یہان آپنے اسکی کچھہ پروا نکی یا کچھہ ہو ہی نہ سکا کہ ایسا بھدا و بھونڈا ترجمہ کیا کہ جس سے نہ اچھی طرح مطلب ہی کھلتا ہے اور نہ محاورہ ہی ادا ہوتا ہے اور نہ ترکیب مین فعل فاعل مفعول کا پتا لگتا ہے امام رازی تفسیر کبیر مین اس جملہ کی یہہ ترکیب بتلاتے ہین العامل فیه هو ما فی **قوله** یوم الخروج من فعل ای یخرجون یوم تشقق الارض عنهم سراعا **وقوله** سراعا حال للخارجین لان قوله تعالی عنهم یفید کونهم مفعولین بالتشقق عند الخروج من القبر کما یقال کشف عنه فهو مکشوف عنه فیصیر سراعا هیئة المفعول کانه قال مسرعین والسراع جمع سریع کالکرام جمع کریم انتهی پس بنا بر ہذا اسکا باقاعدہ مطلب خیز یہہ ترجمہ ہے کہ جسدن زمین انکے نکلنے کے لئے پھٹ جائیگی اور یہہ فورًا

یا جھٹ پٹ خل پڑینگے۔

قوله سورة الذاريات نزلت بمكة ثم الغاشية وهي ستون اية

سورہ ذاریات مکہ مین اتری اور اسکی ساٹھہ آیتین ہین۔

اقول اسمین ثم الغاشية کا ترجمہ نہین ہے جسکے معنے ہے اسکے بعد سورہ غاشیہ نازل ہوئی

قوله قتل الخواصون ان اٹکل کے تکے چلانے والون کا ناس جاے

سورہ والذاریات رکوع۔۱

اقول اس ترجمہ کواسی زنانہ محاورہ مین کوسنے کے پیرایہ مین اگر ڈپٹی صاحب کو لکھنا منظور تھا تو اگر یون تحریر فرماتے کہ لپاٹیون کا ستیاناس ہوجاے تو اسمین مختصر وملخص ولفظ سے چسپان وبامحاورہ بھی ہوتا ورنہ لفظ سے ملا ہوا بامحاورہ ترجمہ یہہ ہے کہ جھوٹھے مرین۔ اور امام رازی تفسیر کبیر مین لکھتے ہین معناه لعن الخراصون دعاء عليهم بمكروه مولانا شاہ ولی اللہ صاحب اسیکا خلاصہ یہہ تحریر فرماتے ہین لعنت کردہ شد دروغگو یاران انتہی پس بنا ءعلیہ اسکا بامحاورہ ترجمہ ہے جھوٹھون پر لعنت۔ **الحاصل** ڈپٹی صاحب کے ترجمہ مین اٹکل کے تکے

چلانے والے اور پھر پاس جاے دونون خاص محاورے عموماً عام فہم نہین ہین لہذا ان صور مذکورہ کے پیرایہ مین اگر ترجمہ کیا جاتا تو ضرور عموماً عام فہم ہوتا ورنہ ؎

ہے در وابستہ قفل بے کلید	کس نے کھولا کب کھلا کیونکر کھلا

قولہ اخذین ما اتاھم ربھم خدا دے اور بندہ لے ؎۲ ترجمہ لفظون سے کسیقدر الگ ہوگیا ہے مگر اردو کا ٹھینٹھ محاورہ اختیار کرلیا گیا ہے اور لفظی یہہ ہے کہ۔ جو کچھہ ان کو ان کے پروردگار نے دیا ہے اسکو لپک لپک کرلے رہے ہونگے۔

۲ **قول** کسیقدر تو نہین بلکہ بالکل الگ ہوکر اس شعر کا مصداق ہوگیا ہے

نزلوا بمکة فی قبائل ھاشم	و نزلت بالبیداء ابعد منزل

کیونکہ لفظاً تو یہہ الگ ہی ہے باقی معناً تو اس حیثیت سے بھی یہہ الگ ہے کیونکہ یہہ جملہ اکثر بلاو مصیبت و تکالیف و شدت کے وقت بولا جاتا ہے کہ خدا دے اور بندہ لے یعنے اسمین کیا اختیار ہے جو ہمکو اوسکے طرف سے پہونچتا ہے اوسکو برداشت کرنا پڑتا ہے مرضی مولا برہمہ اولی اور یہہ مقام مصیبت کا نہین ہے بلکہ ارباب جنت کا حال

ہے پس یہہ محاورہ اسمین نہین کھپ سکتا لہذا ڈپٹی صاحب کے ٹھینٹھہ محاورے سے اونکا لفظی ہی ترجمہ واضع و اچھا ہے ؎ معشوق من است ان کے نزدیک تو الخ

قولہ وفی اموالھم حق للسائل والمحروم اور ان کے مالون مین حصہ تھا اسکا جو (مونھہ پھوڑ کر مانگے) اور جو صورت سوال ہو سورہ والذاریات رکوع ۱۔

۲ **قول** چونکہ مونہہ پھوڑ کر مانگنا اور صورت سوال دونون خاص محاورے ہین اسلئے عموماً عام فہم نہین لہذا اگر اسکا ترجمہ یہہ ہوتا کہ اونکے مالون مین حق ہے بھیکہہ منگون اور لاچارون کا تو ضرور واضح اور عام فہم ہوتا۔

ہمارا او نکا صدق و کذب منصف آپ کہدینگے		قسم اونکی سر محفل نہ ہم دینگے نہ وہ دینگے

قولہ ایھا المرسلون ای فرستادگان بارگاہ خداوندی سورہ والذاریات رکوع ۲۔

۱ **قول** باوجودیکہ ڈپٹی صاحب اپنے محاورات کے ایسے عاشق ہین کہ کہین کسی طرح اوسکو فروگذاشت نہین کرتے لیکن یہان معمولی محاورہ چھوڑ کر ایسی فارسی چھانٹ دیئے کہ بیچارے عوام اردوخوان گھبرا کر یہہ کہہ اوٹھے۔ ؎ این چہ شوریست کہ در دور قمر می بینم۔

قولہ لنرسل علیھم حجارۃ من طین مسومۃ عند ربک للمسرفین فاخرجنا من کان فیھا من المومنین کہ اون پر کھنگرون کا پتھر اوبرسائین کہ یہہ کھنگر تمہارے پروردگار کے یہان اون لوگون کے لئے نامزد ہوچکے ہین جو (حد فطرت سے) بڑھ گئے ہین غرض انجام یہہ ہوا کہ اس بستی مین جتنے ایمان والے لوگ تھے انکو تو ہم نے (چپکے سے) نکال دیا سورہ والذاریات رکوع ۲۔

اقول اس ترجمہ مین چند اختلال ہین۔

اولا کھنگر سے عام فہم نہین دوسرے کھنگرون کا پتھر اوبرسانا خلاف محاورہ ہے تیسرے فطرت جبکہ ایک امر غیر متغیر وغیر متبدل ہے تو اوسکا حد سے بڑھنا چہ معنی دارد چوتھے چپکے سے نکالدینا کس لفظ کا ترجمہ ہے اور چپکے نکالنے کی علت کیا ہے۔

قولہ اذ ارسلنا علیھم الریح العقیم جب ہمنے انپر ایک منحوس آندھی چلائی اس جگہہ مراد ہے ایسی آندھی جس سے سوائے بربادی کی اور کچھہ حاصل نہ تھا ہمنے اختصار کے لئے منحوس ترجمہ کیا ہے سورہ والذاریات رکوع ۲

اقول اس مختصر کے بدلے اگر آپ یہہ شترجوار ترجمہ کرتے کہ ہمنے انپر ایسی

آندھی بھیجی جس مین کچھہ خیر و فائدہ نہ تھا تو بہت ہی صاف و واضح ہوتا
اور بخس مزعوم عوام کے اصلیت جو آپکے ترجمہ سے مترشح ہوتی ہے
نہ ثابت ہوتی والا البعرۃ تدل علی البعیر
مینگنی سے اونٹ کا پتہ چلتا ہے

قولہ سورۃ الطور نزلت بمکۃ ثم الملک وھی تسع واربعون آیۃ
سورہ طور مکہ مین اتری اور اسکی انچاس آیتین ہین۔

اقول اسمین ثم الملک کا ترجمہ نہین ہے جسکے معنی ہے اسکے بعد
سورہ ملک نازل ہوئی۔

سورۃ النجم نزلت بمکۃ ثم عبس وھی اثنتان وستون آیۃ
سورہ نجم مکہ مین اوتری اور اسکی باسٹھہ آیتین ہین۔

اقول اسمین ثم عبس کا ترجمہ نہین ہے جسکے معنے ہے اسکے
بعد سورہ عبس نازل ہوئی۔

سورۃ القمر نزلت بمکۃ الا قولہ سیھزم الجمع الایۃ ثم ص وھی
خمس وخمسون آیۃ سورہ قمر مکے مین اتری اور اسکی پچپن آیتین ہین

اقول اسمین جتنی عبارت پر خط ہے اوسکا ترجمہ نہین ہے پس پورا
ترجمہ یہہ ہے سیھزم الجمع آخر آیت تک کے سوا سورہ قمر مکہ مین نازل ہوئی

اور اسکے بعد سورہ ص ۳ او تری الخ

قولہ ریحا صرصرا زناٹے کی آندھی سورہ قمر رکوع - ۱-

۲ قول ڈپٹی صاحب زناٹے کی آندھی لکھتے ہین لیکن اور حضرات دہلی سناٹے کی آندھی کہتے ہین چنانچہ مولانا شاہ عبدالقادر صاحب بھی سناٹے کی آندھی لکھتے ہین مگر سناٹے اور زناٹے کے بدلے اگر تیز و تند یا سخت و زور کی آندھی لکھی جاتی تو عبارت ایسی عام فہم ہوجاتی کہ ہر اطراف کے لوگ بلا تردد سمجھ لیتے۔

قولہ اعجاز نخل منقعر اکھڑے ہوے کھجوروں کے بوتے

۵ درخت کا وہ حصہ جو شاخون سے نیچے ہوتا ہے اس کو فارسی مین تنہ کہتے ہین اور ہمارے ہان بوتہ سورہ قمر رکوع ۲-

۲ قول عموما ہر اطراف ہندوستان مین اسکو جڑ کہتے ہین اور دہلی مین بھی یہی بولتے ہین چنانچہ مولانا شاہ عبدالقادر صاحب بھی جڑ ہی تحریر فرماتے ہین پس معلوم نہین ڈپٹی صاحب ہمارے ہان کے کس قصبہ و گانون کا محاورہ لکھتے ہین۔

قولہ کذاب اشر جھوٹھا لپاٹیا اور ڈینگیا سورہ قمر رکوع - ۲-

اقول ہم اوپر بیان کر آئے ہین کہ لپاڈپا کے ساتھ جھوٹھا لکھنا مکر رہے

قولہ فکانوا کھشیم المحتظر تو باڑ والے کے روندے ہوی باڑ کی طرح

پا مال ہو کر رہگئے سورہ قمر رکوع - ۲ -

اقول گو ڈپٹی صاحب کے حاشیہ سے نفس مطلب قرآن معلوم ہو جاتا ہے

لیکن ترجمہ کسی کام کا نہین ہے کیونکہ اول تو باڑ کو ہر جگہہ کے لوگ نہین جانتے

اور دوسرے یہہ لفظ بھی غلط لکھا گیا ہے مولوی اوحد الدین بلگرامی

نفائس اللغات مین لکھتے ہین و نیز باڑھہ بمعنے انچہ بر دور زراعت و سر دیوار

باغات از خار و خاشہ بندند برای عدم دخول مردم و حیوانات موذیہ انتہیٰ

قولہ والساعۃ ادھیٰ وامر اور قیامت بڑی آفت اور تیڑہی کھیر ہے

ف تیڑہی کھیر اردو کا ایک محاورہ ہے جس سے مراد ہے سخت اہل عرب

اپنے محاورہ مین اسکو تلخ سے تعبیر کرتے ہین جو امر کا لفظی ترجمہ ہے سورہ

قمر رکوع - ۳ -

اقول اسکا ترجمہ اور قیامت بڑی ہی سخت اور کڑوی ہے - ایسا

صاف ترجمہ ہے کہ جس سے قرآن شریف کے مطلب سمجھنے مین کوئی اشکال

و دقت عارض نہین ہوتی پھر خواہ مخواہ اسکے لئے اردو کا ایک ایسا محاورہ

پیش کرنا کہ جسکے توضیح کے لئے تحشی کی زحمت اوٹھانی پڑے ناحق اپنی

کھیر کر روی کرنی ہے وبس۔

قولہ سورۃ الرحمن نزلت بمکۃ الا ویسالہ من فی السموات والارض

الایۃ فبالمدینۃ او کلہا مدینۃ او مستبعضۃ ثم الدہر وھی ثمان

وسبعون ایۃ سورہ رحمن مکے مین اتری اور اسکی اٹھہتر آیتین ہین۔

اقول اسمین جتنی عبارت پر خط ہے اوسکا ترجمہ نہین ہے پس پورا

ترجمہ یہہ ہے سورہ رحمن مکہ مین نازل ہوئی مگر ویسالہ من فی السموات

آخر آیت تک مدینہ مین اتری یا یہہ پوری سورہ مدنی ہے یا بعض مدنی

ہے اور بعض مکی ہے اور اسکے بعد سورہ دہر نازل ہوئی الخ

قولہ خلق الانسان من صلصال کالفخار اسی نے انسان کے جد

امجد آدم کو ٹھیری کے طرح کی بجتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا ہے سورہ رحمن رکوع ۲

اقول ٹھیری کا لفظ عام فہم نہین اسلئے اسکا عام فہم یہہ ترجمہ تھا کہ بنایا

آدمی کو ٹھیکری کے مانند کھنکھناتی مٹی سے **چنانچہ** مولانا شاہ

عبد القادر و مولانا شاہ **رفیع الدین** دونون بھائیون نے

انہین لفظون کو اختیار کیا ہے۔ اور جد امجد کا لفظ قرآن مین نہین ہے

اور ڈپٹی صاحب نے اسکو خط وحدانی مین محدود بھی نہین کیا تاکہ تفسیر یا حاشیہ سمجھا جاے پس ۶ زہے وہ معنی قرآن کہے جو تو واعظ -

قولہ شواظ من نار ونحاس آگ کی کچی پکی لوف اکچی ترجمہ ہے نحاس کا یعنے دہوان اور پکی شواظ کا یعنے لپیٹ سورہ رحمن رکوع ۲

اقول جبکہ دہوان اور لپیٹ یا شعلہ سے مطلب صاف طور پر سب کے سمجھہ مین آجاتا تھا تو پھر کچی پکی ایجادی الفاظ کی کیا ضرورت تھی یہ تو وہی مثل صادق آئی کہ خشکہ یا گندہ بروزہ اگرچہ گندہ ولیکن ایجاد بندہ

گرمی بھی کلام مین لیکن نہ اسقدر
کی جس سے بات اسنے شکایت ضرور کی

قولہ فاذا انشقت السماء فکانت وردۃ کالدھان پھر جب آسمان پھٹے اور تیل کیطرح اسکی رنگت لال ہوجاے سورہ رحمن رکوع ۲

اقول اولاً مطلق تیل نہین بلکہ زیتون کا تیل یا اوسکا تلچھٹ چاہیے چنانچہ تفسیر کبیر مین ہے وھو عکر الزیت اور مولانا عبد القادر صاحب نے بھی تلچھٹ ہی لکھا ہے -

ثانیاً اسکی مشابہت تیل کے ساتھ رنگ مین نہین ہے بلکہ ٹپک پڑنے مین ہے اور سرخی کا بیان لفظ وردۃ سے کیا گیا ہے - **الحاصل** اللہ تعالے

نے آسمان کی دو حالت بیان فرمائی ہے اول اوسکے رنگ کی۔ اور دوسری اوسکے ضعف و کمزوری کی۔ رنگ مین تو یہہ فرمایا کہ جب وہ پھٹیگا تو اوسکا رنگ گلابی سرخ چمڑے کے مانند ہوجائیگا چنانچہ تفسیر کبیر مین لکھا ہے ان الدھان ھو الادیم الاحمر اور مولانا شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہین چون بشکافد آسمان پس شود مثل گل سرخ مانند ادیم سرخ اور مولانا رفیع الدین صاحب لکھتے ہین پس جسوقت کہ پھٹ جاوے آسمان پس ہوجاوے سرخ مانند نری کے اور اسکے کمزوری کو لفظ دھان سے بیان فرمایا چنانچہ تفسیر کبیر مین لکھا ہے ان التشبیہ بالدھن لیس فی اللون بل فی الذوبان یعنے تیل سے جو اسکی تشبیہہ دی گئی ہے تو رنگ مین نہین بلکہ ذرا گرمی سے گل کر گر پڑنے مین تشبیہہ دی گئی ہے۔ پس اس مقام پر مترجم کو لازم تھا کہ ترجمہ ایسے انداز سے کرتے کہ اسکی دونون صفتین علیحدہ علیحدہ ممیز ہوتین اور ترجمہ مطلب خیز ہوتا مثلا یون لکھتے کہ۔ جب آسمان پھٹیگا تو سرخ گلابی نری کی مانند لال اور تیل کے مانند ٹپک پڑنے والا ہوگا چنانچہ تفسیر کبیر مین لکھا ہے فکانہ قال حرکتہا تکون وردۃ واحدۃ کالدھان المصبوبۃ صبا اور چونکہ یہہ مقام حاشیہ کا محتاج تھا اسلئے

اگر ترجمہ صاف نہو سکتا تھا تو حاشیہ و فایدہ مین اسکے توضیح و تشریح ضرور
تھی تاکہ عموماً لوگون کے سمجھہ مین آجاتا لیکن ڈپٹی صاحب نے نہ تو ترجمہ
ہی صحیح و صاف لکھا ہے اور نہ حاشیہ ہی لکھکر اسکو واضح فرمایا پس یہہ
نہایت غیر مفہوم و بالکل غیر مفید ترجمہ ہے۔ ۵

مصحفی ہم تو یہہ سمجھے تھے کہ ہوگا کوئی زخم	تیری سینے مین بہت کام رفو کا نکلا

قولہ فیوخذ بالنواصی والاقدام پھر ان کے پٹھے اور پاؤن پکڑی
جائینگے۔ سورہ رحمٰن رکوع -۲-

۲ **اقول** نواصی جمع ہے ناصیہ کا اور اسکا ترجمہ جیسے ڈپٹی صاحب نے
یہان پٹھا لکھا ہے ویسہی سورہ اقرا کے ترجمہ مین بھی پٹھا ہی تحریر
فرمایا ہے لیکن ناصیہ کے معنی پُٹھا نہین ہے بلکہ اسکے معنے ہے پیشانی
یا پیشانی کا بال غیاث اللغات مین لکھا ہے۔ نواصی جمع ناصیہ کہ بمعنے
موی پیشانی است اور مولانا شاہ عبدالقادر صاحب نے ماتھے کا بال
اور مولانا رفیع الدین صاحب نے بھی پیشانی کا بال لکھا ہے۔ پس ۵

غلط نویسی ہے اونکی پسند طبع سہی	نہ یان تلک کہ لگے کرنے اب کلام غلط

قولہ ۹ سورۃ الواقعۃ نزلت بمکۃ ۹۶ افبھذا الحدیث الاٰیۃ وثلہ

من الاولین الا یة وھی ست وتسعون اٰیة سورہ واقعہ مکے مین اتری
اور اسکی چھیانوی آیتین ہین۔

اقول اسمین جتنی عبارت پر خط ہے اوسکا ترجمہ نہین ہین اس پورا ترجمہ یہہ ہے افبھذا الحدیث آخر آیت تک اور ثلثة من الاولین آخر آیت تک کے سوا سورہ واقعہ مکہ مین نازل ہوئی الخ

قولہ واصحاب المشئمة ما اصحب المشئمة سو بائین ہاتھ والون کا کیا ہی برا ہدڑا ہے سورہ واقعہ رکوع ۔ ۱ ۔

اقول ہدڑا نہایت ہی کریہہ و مکروہ و با اینہمہ عموماً غیر مفہوم بھی ہے اگر اسی پیرایہ مین آپ کو ترجمہ لکھنا تھا تو اگر یون لکھتے کہ بائین والون کا کیا ہی برا حال ہے یا کیا ہی بری گت ہے تو بیشک عموماً عام فہم ہوجاتا لیکن

ہر غزل کی اپنی ہی ٹیڑھی زمین سنگلاخ ہے	سمجھو بھاتی ہی نہین ہے اے ظفر سیدھی طرح

قولہ فشاربون شرب الھیم اور پینا بھی ہوگا تو (ڈگڈگا کر) پیاسے اونٹ کا سا پینا سورہ واقعہ رکوع ۲

اقول اولاً ڈگڈگا کر کا لفظ یہان پر محض زاید و بالکل غیر مفید ہے

ثانیاً ھیم کے معنے مطلق پیاسے اونٹ کے نہین ہے بلکہ ھیم اس اونٹ

کو کہتے ہین کہ جو ایسی بیماری مین مبتلا ہو جس مین پیاس کے سبب سے وہ
دیوانہ ہو رہا ہو چنانچہ امام رازی تفسیر کبیر مین لکھتے ہین ۲ اصلہ ھوم و
ھذا من ھام یھیم کانہ من العطش یھیم والھیام ذلک الداء الذی
یجعلہ کالھائم من العطش۔ اور مولانا شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے
ہین پس خواہند آشامید مانند آشامیدن شتران مستسقی اور مستسقی کے
معنے غیاث اللغات مین لکھا ہے صاحب مرض استسقا چون در بعض
اقسام استسقا تشنگی بسیار باشد لہذا صاحبش را مستسقی گویند پس ڈپٹی صاحب
کے سرسری ترجمہ مین یہ قوت و زور کا جو مضمون متن مین ہے کچھ بھی نہین
پایا جاتا اور مضامین گرم کو نرم کر دینا یا نرم کو گرما دینا یا تو مترجم کی نالیاقتی
ہے یا بددیانتی وکلاھما کما ترے۔

قولہ نحن قدرنا بینکم الموت ہم ہی نے تم لوگون مین موت کا قرارداد
کر دیا ہے سورہ واقعہ رکوع ۲

اقول اسکا واضح یہہ ترجمہ ہے۔ ہم ہی نے تم لوگون مین موت کا وقت
مقرر کر دیا ہے۔

قولہ فلا اقسم بمواقع النجوم سو ہم (شہاب) تارون کے ٹوٹنے کی

قسم کھاتے ہین ف ۳ نجوم سے تو ہمنے شہاب مراد لے اور لفظ مواقع سے
انکا ٹوٹنا اور بعض مفسرین نے نجوم سے عام ستارے مراد لیئے ہین اور
مواقع سے انکے مقامات یا رستے یا ان کے طلوع وغروب کی جگہہ سورہ
واقعہ رکوع ۳

اقول یہہ سب تو آپنے مراد لیا لیکن ایک ضروری مراد جسکو عامہ مفسرین
وکافہ محققین نے لکھا ہے اور باعتبار سیاق وسباق کے الفاظ قرآن سے
وہ بہت ہی چسپان بھی ہے اوسکو آپ نے خدا جانے کس مصلحت وخیال
سے بالکل ہی چھوڑ دیا ہے چنانچہ مولانا شاہ عبد القادر صاحب لکھتے
ہین ایک معنی یہہ ہے کہ آیتین اوترنی کی پیغمبرون کے دل ہین اور امام
رازی تفسیر کبیر مین لکھتے ہین واما مواقع نجوم القران فهی قلوب عبادہ
اور لیکن مواقع نجوم القران پس اسکے بندے اور
وملائکته ورسله وصالحی المومنین او معانیها واحکامها التی وردت
فرشتون اور اسکے رسولون اور نیک مومنون کے دل ہین یا اوسکے معانی اور احکام ہین جو ہین وارد
فیها انتهی اور تفسیر ابو السعود مین لکھا ہے وقیل النجوم نجوم القران
اور کہا گیا ہے کہ مراد نجوم سے نجوم القران
ومواقعها اوقات نزولها اور تفسیر کشاف مین ہے وقیل مواقع النجوم
اور مواقع اوسکے اوقات نزول اوسکے ہین اور کہا گیا ہے کہ مواقع نجوم
اوقات وقوع نجوم القران ای اوقات نزولها۔
اوقات وقوع نجوم القرآن یعنے اوقات نزول اوسکے ہین
اور تفسیر معالم التنزیل مین ہے قال ابن عباس اراد نجوم القران فانه کان
ابن عباس نے کہا کہ اس سے نجوم القران مراد ہے کہ وہ

نزل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متفرقا نجوما انتھی۔
یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر متفرق پارہ پارہ نازل ہوا ہے
اور تفسیر روح البیان مین ہے وقیل النجوم نجوم القران ومواقعہا اوقات
اور کہا گیا ہے کہ نجوم سے نجوم القران اور مواقع سے
نزولہا والیہ ذھب ابن عباس رضی اللہ عنھما۔
اوقات نزول اوسکے مراد ہین اور اسیکے طرف ابن عباس رض گئے ہین

قولہ خدا کے جتنی صفات ہین سب عین ذات ہین حاشیہ آیت وانہ لقسم لو تعلمون عظیم سورہ واقعہ رکوع ۳۔

اقول یہ فلاسفہ اور معتزلہ کا مذہب ہے سنت جماعت کے نزدیک صفات باریتعالیٰ نہ عین ذات ہے اور نہ غیر ذات شرح عقاید نسفی مین لکہا ہے وھی لاھو ولا غیرہ یعنے ان صفات اللہ تعالی لیست عین الذات ولا غیر الذات
اور یہ نہ وہ ہے اور نہ غیر اوسکے یعنے اللہ تعالی کے صفات نہ عین ذات ہین اور نہ غیر ذات
اور تہذیب الکلام مین ہے الصفۃ لا عین ولا غیر اور قصیدہ بدء الامالی
صفت نہ عین ہے اور نہ غیر
اور اسکے شرح مین لکہا ہے صفات اللہ لیست عین ذات + ولا غیرہ
صفات اللہ تعالی کے عین ذات نہین اور نہ سوا اوسکو کوئی غیر علیحدہ چیز
سواہ ذا انفصال + اطلق الناظم صفات اللہ فشملتہ صفات الذات
ہے ناظم نے صفات اللہ کو مطلق بیان کیا پس شامل ہین صفات ذات اور صفات افعال سب شامل ہین پس
وصفات الافعال فھی لیست عین الذات ولا غیرھا کما ھو مذھب
یہ نہ عین ذات ہے اور نہ غیر ذات جیسا کہ مذہب اہلسنت کا ہے اور حکما کا یہ مذہب ہے کہ صفات
اھل السنۃ ومذھب الحکماء ان الصفات عین الذات و
عین ذات ہین اور معتزلہ
مذھب المعتزلۃ انھا غیرھا کذا ذکرہ ابن جماعۃ والمشھور عن المعتزلۃ
سے نفی صفات کے بالکلیہ مشہور ہے چنانچہ اونہون نے خیال کیا ہے کہ صفات اوسکے
نفی الصفات بالکلیۃ حیث زعموا ان صفاتہ عین ذاتہ انتھی۔
عین ذات اوسکی ہے۔

اور معتقد المنتقدین سے ملا کان الصفة لیست بعین الذات بمعنی
جبکہ صفت عین ذات نہین ہے یعنی مفہوم اوسکا غیر مفہوم اوسکا ہے
ان مفہومہا غیر مفہومہا ولا غیرہا منفصلا عنہا لقیامہا بہا
اور نہ غیر اوسکا اوس سے جدا ہے کیونکہ وہ اوسیکے ساتھ قائم ہے اور اوس سے جدا نہین
وعدم انفکاکہا لا یتوجہ حدیث تعدد القدماء اذ لا مغایرة
تو حدیث تعدد قدماء کے متوجہ نہین ہوسکتی کیونکہ حقیقت مین اسکے اور ذات
فی الحقیقة بینہا وبین الذات ولا بین بعضہا بعضا انتہی۔
کے درمیان مین کوئی مغایرت نہین ہے اور باخود باہمی اسمین مغایرت نہین ہے
اور حل المعاقد فی شرح العقاید یعنے عقائد جلالی مین ہے اعلم ان الفلاسفة
جان کہ فلاسفہ اس طرف
ذہبوا الی ان الصفات عین ذاتہ تعالی ومرجع کلامہم اذا حقق
گئے ہین کہ صفات عین ذات اللہ تعالے ہے اور اونکے کلام کا مرجع جب محقق ہو
الی نفی الصفات وترتب ثمرات الصفات علی الذات وذہب المعتزلة
تو طرف نفی صفات کے ہے اور ترتب ثمرات کا ذات پر ہے اور معتزلہ اس طرف گئے ہین
الی انہا غیرہا کذا ذکرہ ابن ماجہ والمشہور عن المعتزلة
کہ وہ غیر ذات ہے ایسا ہی ابن ماجہ نے ذکر کیا ہے اور مشہور معتزلہ سے یہ ہے کہ یہ سب
انہم موافقون للفلاسفة ومذہب اہل السنة والجماعة
فلاسفہ کے موافق ہین اور اہلسنت والجماعہ کا یہ مذہب ہے کہ صفات عین ذات نہین
ان الصفات لیست عین الذات ومتحدة معہا مفہوما ومصداقا
اور مفہوم ومصداق مین اوسکے ساتھ متحد ہین
ضرورة ثبوت التغائر بین الصفة والموصوف ولیست غیر الذات
واسطے ثبوت تغایر درمیان صفت اور موصوف کے اور غیر ذات بھی نہین ہے
انتہی پس معلوم نہین کہ ڈپٹی صاحب اہلسنت کے اقوال محققہ کو چھوڑکر
فلاسفہ ومعتزلہ کے اقوال مخدوشہ سے اپنے ترجمہ قرآن کی تحشئی کیون
کرتے ہین العجب کل العجب خاقانی ؎

ہدایت ز اہل دین آموز وقول فلسفہ مشنو	کہ طوطی کان ز ہند آید نخوید کس نغمہ زاغ شر

قوله سورة الحدید نزلت بالمدینه وقیل بمکة نزل محمد صلی اللہ علیه وسلم وهی تسع وعشرون ایة سورہ حدید مدینے مین اتری اور اسکی انتیس آیتین ہین۔

اقول اسمین جتنی عبارت پر خط ہے اوسکا ترجمہ نہین ہے پس پورا ترجمہ یہہ ہے سورہ حدید مدینہ مین اتری اور بعض نے کہا کہ مکہ مین نازل ہوئی اور اسکے بعد سورہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نازل ہوئی۔

قوله متاع الغرور دھوکھے کی ٹٹی ہے **فـ** دہوکے کی جنس ترجمہ کرنا تھا مگر محاورہ کے لحاظ سے ہمنے دھوکے کی ٹٹی ترجمہ کردیا ہے

سورہ حدید۔ رکوع۔ ۳۔

اقول جبکہ متاع کا ترجمہ جنس باعتبار لفظ کے چسپان اور باعتبار مفہوم ومعنے کے واضح تھا اور اس سے قرآن شریف کا مطلب عموماً سب کے سمجھہ مین بلاتردد آجاتا تھا تو محض اپنے محاورہ کے لئے اس دھوکے کے ٹٹی کی کیا ضرورت تھی ٥

ہرچند بر سبیل شکایت ہی کیون نہو	ہے مجھکو تجھسے تذکرہ غیر کا گلہ

قوله سورة المجادلہ نزلت بالمدینة سوے العشر الاول ثم الحجرات

وھی اثنان وعشرون اٰیۃ سورہ مجادلہ مدینہ مین اتری اور اسکی بائیس
آیتین ہین۔

۲ قول اسمین جتنی عبارت پر خط ہے اوسکا ترجمہ نہین ہے پس پورا
یہہ ترجمہ ہے اول کے دس آیتون کے سوا سورہ مجادلہ مدینہ مین نازل ہوئی
اوراسکے بعد سورہ حجرات نازل ہوئی۔

قولہ ویحسبون انھم علی شئی اور سمجھتے ہین کہ خوب کر رہے ہین

ف ۲ اس جگہہ ترجمہ مین ہم نے بالکل محاورہ اختیار کرلیا ہے۔ ہم یون
ترجمہ کرنیکو تھے۔ اور سمجھتے ہین کہ وہ راہ صواب پر ہین۔ مگر سواے ایک
لفظ پر کے پھر بھی لفظون سے الگ رہتے سورہ مجادلہ رکوع۔ ۱

۲ قول یہ ترجمہ ومحاورہ آپنے محض اپنے زعم وخیال کے مطابق بنالی
تفسیر القرآن برایہ اختیار کیا ہے ورنہ آپکا نہ یہہ ترجمہ ومحاورہ بجاے خود
صحیح اور نہ وہ جسکو آپ لکھنے کو تھے درست ہے بلکہ اگر اسکا ترجمہ لفظ سے
ملا ہوا کرتے تو یہہ لکھتے کہ وہ کچھ بھلی راہ پر ہین چنانچہ مولانا عبد القادر
صاحب نے یہی لکھا ہے اور مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے لکھا ہے
ومی پندارند کہ ایشان بر چیزے ہستند اور اگر محض محاورہ کے موافق

لکھتے تو یہہ تحریر فرماتے کہ ہم بھی کچھہ ہین لیکن آپنے تو کچھہ کو کل کر ڈالا اور
پھر سمجھتے ہین کہ خوب و ٹھیک کیا فما ھذا الا متاع الغرور۔

قوله سورة الحشر نزلت بالمدینة ثم النصر وھی اربع وعشرون آیة
سورہ حشر مدینے مین اتری اور اسکی چوبیس آیتین ہین

۲ **اقول** اسمین جتنی عبارت پر خط ہے اوسکا ترجمہ نہین ہے پس پورا
یہہ ترجمہ ہے سورہ حشر مدینہ مین اتری اور اسکے بعد سورہ نصر نازل ہوئی الخ

قوله لیولن الادبار دم دبا کر بھاگتے نظر آئینگے ف لفظی معنے تو یہہ
ہین کہ پیٹھہ پھیر دینگے مگر ہم نے محاورہ اردو کا لحاظ کیا ہے سورۂ حشر رکوع ۲

۲ **اقول** اولا یہ عرض ہے کہ جہان لفظی ہی ترجمہ سے نفس مطلب سمجھہ مین
آجاے وہان خواہ مخواہ اردو کا محاورہ بھڑانا کیا ضرور۔
ثانیا جیسے دم دبا کر بھاگنا اردو کا محاورہ ہے ویسیہی پیٹھہ پھیرنا اور
پیٹھہ دکھلانا بھی اردو کا محاورہ ہے اور نفس مطلب فہمی مین دونون برابر
ہین لیکن اسمین کچھہ شبہہ نہین کہ پیٹھہ پھیرنا لفظی قربت واتصال کے سوا
شایستہ و مہذب بھی ہے پس بلحاظ تہذیب الاخلاق پیٹھہ پھیرنا ھی
مناسب تھا نہ کہ دم دبا کر بھاگنا۔ چنانچہ مولانا عبد القادر صاحب لکھتے

ہین بھاگینگے پیٹھہ دیکر۔

قولہ لا یقاتلونکم جمیعا الا فی قری محصنۃ او من وراء جدر یہ

سب ملکربھی تمسے نہین لڑسکتے مگر ہان محفوظ بستیون مین یا دیوار کے

آڑ مین ف ا محفوظ بستیون سے مراد وہ بستیان ہین جنکے گرد اگرد فصیل

یا خندق ہو اور اسکے حفاظت کا ایسا سامان کیا گیا ہو کہ اگر کوئی دشمن چڑھ

آئے تو اسکو ہٹا سکین سورہ حشر رکوع ۲

۲قول جس مطلب کو آپنے اس اہتمام کے ترجمہ و حاشیہ سے ادا کیا اوسکو

مولانا رفیع الدین صاحب نے قلعہ والی بستیون او مولانا عبد القادر

صاحب نے بستیون کے کوٹ سے ادا کر دیا یہ ہی ترجمہ کی خوبی اور محاورہ کی

خوش سلوبی لکن ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء ۵

نہوا پر نہوا امیر کا انداز نصیب		مشق یارون نے بہت رو زغزل میر مارا

قولہ سورۃ الممتحنہ نزلت بالمدینۃ ثم النساء وھی ثلث عشرایۃ

سورہ ممتحنہ مدینے مین اتری اور اسکی تیرہ آیتین ہین۔

۲قول اسمین ثم النساء کا ترجمہ نہین ہے جسکے معنے ہے اسکے بعد

سورہ نساء نازل ہوئی۔

قولہ ربنا لا تجعلنا فتنۃ للذین کفروا - ای ہمارے پروردگار ہمکو کافرون کے زور و ظلم کا تختہ مشق نہ بنا۔ ف۔ لفظی معنے تو یہ ہے۔ ہمکو کافرون کے آزمایش کا محل نہ بنا کہ کافر ہمپر ظلم کرین اور وہ اسکے سزا پائین۔ مگر چونکہ اسسے اچھی طرح مطلب سمجھہ مین نہین آتا تھا اسلئے ہم نے محاورے کے لحاظ سے لازم معنے اختیار کرلئے ہین۔ سورہ ممتحنہ رکوع - ۱ -

۲ قول باعتبار آپکے محاورہ کے اس لفظی ہی ترجمہ سے مطلب بہت اچھی طرح سمجھہ مین آتا تھا پس اگر آپ اپنا تختہ مشق نہ نکالتے تو بہت اچھا ہوتا لیکن شعرا اپنی ہوا باندھتے ہین۔

قولہ ولا یاتین ببھتان یفترینہ بین ایدیھن وارجلھن اور نہ اپنے ہاتھہ پاؤن کے آگے کوئی بہتان کھڑا کرینگے۔ ف۔ یہ عرب کا ایک محاورہ معلوم ہوتا ہے جیسے ہمارے ہان آنکھون دیکھتے جسکا مطلب ہے جان بوجھکر یا جیسے بددعا مین کہتے ہین کہ تیرے دیدون اور گھٹنون کے آگے آئے تو مطلب یہ ہے کہ جان بوجھکر کوئی بہتان کھڑا کرین اور اون کے ہاتھہ پاؤن دیکھہ رہے ہون کہ جھوٹھہ بنا رہے ہین۔ سورہ ممتحنہ رکوع ۲

۲ قول ڈپٹی صاحب محاورون کے ایسے شیفتہ ہین کہ ہر جگہہ اپنے محاورون

ہی کے فکر مین رہتے ہین اور نفس مطلب قرآنی چاہے خاص سے عام یا عام
سے خاص ہوجاے اسکی کچھہ پروا نہین کرتے چنانچہ یہان بھی آپ اس
آیت شریف کو ایک محاورہ عرب قرار دیتے ہین اور پھر اسکو اپنے اردو ہی
کے نہین بلکہ خاص عورتون کے محاورہ مین نازل کرکے جان بوجھکر ایک صورت
خاص گھڑی کر دینے کی کوشش فرماتے ہین حالانکہ آیت شریف کا جو شرعی مراد
مطلب ہے اوسکو جناب مولانا شاہ عبدالقادر صاحب اپنے فائدہ
مین یون ارشاد فرماتے ہین۔ طوفان باندھنا ہاتھہ پاؤن مین یہہ کہ کسی پر
جھوٹھا دعوی کرین جھوٹھی گواہی دین یا کسی معاملہ مین جھوٹھی قسم کھاوین اپنی
عقل سے بناکر اور ایک معنی یہہ کہ بیٹا جنا کسی اور سے لگاوین کسی اور کو یا کوئین
جنا ڈال لیوین اور باپ پر لگاوین حدیث مین فرمایا جو عورت بیٹا لگاوے
کسیکا کسیکو اوسپر بہشت کی بو حرام ہے انتہی۔

اور امام رازی تفسیر کبیر مین لکھتے ہین ما الفائدۃ فی قولہ تعالی بین ایدیھن
اوسکے قول ایدیہن وارجلہن مین کیا فائدہ اور اسکی
وارجلھن وما وجہ نقول من قال المرءۃ اذا التقطت ولدا فانما
کیا وجہ ہے کہتے ہین ہم جسنے کہا کہ عورت نے جب پڑے ہوے بچہ کو اوٹھایا تو اوسکو اپنے ہاتھہ سے
التقطت بیدھا ومشت الی اخذہ برجلھا فاذا اضافتہ الی زوجھا
اوٹھایا اور اوسکے لینے کے لیئے اپنے پانون سے چلے پھر جب اسکی نسبت اپنے شوہر کے طرف کیا تو ایسا
فقد اتت ببھتان تفتریہ بین یدیھا ورجلھا وقیل یفتریہ
بہتان لاے جو اوسکے ہاتھون اور پانوون کے سامنے ہے اور کہا گیا ہے کہ اسکے معنے ہے

على انفسهن حيث يقلن هذا ولدنا وليس كذلك او الولد ولد الزنا
کہ اپنے ہی جان پر جھوٹھ باندھتی ہین چنانچہ کہتی ہین کہ یہ ہمارا لڑکا ہے اور واقعی طاہر
وقيل الولد اذا وضعته امه سقط بين يديها ورجليها اور مولانا محمد
اوسکا لڑکا نہیں ہوتا یا لڑکا حرامی ہوتا ہے اور کہا گیا ہے کہ لڑکے کو جب وہ جنتی ہے تو وہ اوسکی ہاتھون اور پیرون کے سامنے گرتا ہے
فتنی جنہون نے تمامی لغات قرآن واحادیث ومحاورات عرب کی محققانہ
شرح لکھی ہے مجمع البحار مین فرماتے ہین۔ بين ايديهن وارجلهن
ہاتھون اور پیرون کے سامنے یعنے ہر طرف سے کیونکہ افعال
اي من جميع الجهات لان الافعال تنسب الى الجوارح او كنى بها
کی نسبت اعضا کے طرف کی جاتی ہے یا اس سے حرامی لڑکا کنایة بیان کیا گیا ہے کیونکہ فرج اوسکا اوسکے دونون پیرون
عن ولد تحمل من غير زوجها لان فرجها بين الرجلين وبطنها
کے درمیان اور پیٹ اوسکا اوسکے دونون ہاتھون کے سامنے ہے۔
بين اليدين انتهى

قوله سورة الصف نزلت بالمدينة او بمكة ثم الفتح وهي اربع عشرة
آیة سورہ صف مدینے مین اتری یا مکے مین اور اسکی چودہ آیتین ہین۔

اقول اسمین ثم الفتح کا ترجمہ نہین ہے جسکے معنے ہے اسکی بعد سورہ
فتح نازل ہوئی۔

قوله سورة الجمعة نزلت بالمدينة ثم التغابن وهي احدى عشرة اية
سورہ جمعہ مدینہ مین نازل ہوئی اور اسکے گیارہ آیتین ہین۔

اقول اسمین ثم التغابن کا ترجمہ نہین ہے جسکی معنی ہے اسکے بعد سورہ
تغابن نازل ہوئی۔

قوله فاسعوا الی ذکر الله تو یاد آلہی (یعنے نماز) کے طرف لپکو

سورہ جمعہ۔ رکوع۔ ۲۔

۲ **قول** قرآن مین ذکر الله مطلق ہے پس بحسب منطوق قرآنی اسکا ترجمہ یاد آلہی کافی تھا اور مفسرین کے دائرہ تحقیق مین اگر جو ڈپٹی صاحب نے بین القوسین (یعنے نماز) لکھا ہے تو اکثر مفسرون کے نزدیک اس سے خطبہ مراد ہے اسی لیئے مولانا شاہ عبدالقادر صاحب فرماتے ہین اللہ تعالی کی یاد کہا خطبے کو ایسے وقت جاوے کہ خطبہ سنے۔ اور امام رازی تفسیر کبیر مین لکھتے ہین

۲ الذکر هو الخطبة عند الاکثر من اهل التفسیر و قیل هو الصلاة انتهی

(ذکر سے اکثر مفسرون کے نزدیک خطبہ مراد ہے اور بعض نے کہا ہے نماز)

پس بقاعدہ اختیار و تفسیر مفسرین ڈپٹی صاحب کو چاہتا تھا کہ بین القوسین پہلے خطبہ لکھتے تب نماز تحریر فرماتے یا نماز و خطبہ دونون لکھتے ورنہ قول مرجوح ہی کو ذکر کرنا اور قول راجح سے اعراض بحت کرنا ترجیح بلا مرجح بلکہ ترجیح مرجوح ہے کما لا یخفی۔

قوله وذروا البیع اور بیچنا کھوچنا چھوڑ دو سورہ جمعہ رکوع۔ ۲

۲ **قول** کھوچنا کے معنے اگر بیچنا ہے تو یہ لغت غریب ہے ۵

سن شعر بینظیر کے کہتے ہین سب زبان	دنیا سے ہی نرالی کچھ بول چال تیری

اور اگر بطور تابع مہمل ہے تو اس مہمل کی جگہہ اگر مول لینا یا خرید نا لکھدیا
گیا ہوتا تو ایک بڑا مطلب نکل آتا یعنے بیع سے فقط بیچنا ہی مراد نہین ہے
بلکہ بیچنا اور مول لینا دونون مقصود ہے کیونکہ بیع لغات اضداد مین سے
ہے۔ پس بنا ر علیہ اسکا ترجمہ اگر یون لکھا جاتا کہ خرید فروخت یا تجارت
یا دین لین یا سودا یا بیوہار یا بیوپار وغیرہ وغیرہ چھوڑ دو نو قرآن شریف
کا پورا مطلب ادا ہوجاتا چنانچہ تفسیر کبیر و ترجمہ رفیعیہ وغیرہ مین اسی
خیال سے یہی لکھا گیا ہے لیکن ڈپٹی صاحب تو اپنے محاورہ کے کھپانے
فکر مین رہتے ہین مطلب قرآنی چاہے ادا ہو یا نہ ادا ہو انا للہ و انا
الیہ راجعون۔ سچ ہے

شعر کچھہ اور شئی ہے یون تو لوگ	تک سے لیتے ہین ہر زبان مین جوڑ

قولہ ملک شام کا ٹانڈا ..... ٹانڈے کی سیر حاشیہ آیت و اذا راوا
تجارۃ سورہ جمعہ رکوع ۲۔

اقول ٹانڈا بمعنے بنجارہ و قافلہ عموماً عام فہم نہین پس اسکی جگہہ اگر انہین
دونون سے کوئی لفظ لکھا گیا ہوتا تو ضرور عموماً عام فہم ہوتا۔

قولہ سورۃ المنافقون نزلت بالمدینۃ ثم المجادلہ وہی احدی عشرۃ آیۃ

سورہ منافقون مدینے مین اتری اور اسکی گیارہ آیتین ہین۔

۲ قول اسمین ثم المجادلہ کا ترجمہ نہین ہے اسکی معنے ہے اسکے بعد سورہ مجادلہ نازل ہوئی۔

قولہ سورۃ الطلاق نزلت بالمدینۃ ثم البینۃ وھی احدے عشر او اثنتا او ثلث عشرۃ ایۃ سورہ طلاق مدینے مین اتری اور اسکے گیارہ یا بارہ یا تیرہ آیتین ہین۔

۲ قول اسمین ثم البینۃ کا ترجمہ نہین ہے اور اسکے معنے ہے اسکے بعد سورہ بینہ نازل ہوئی۔

قولہ سورۃ التحریم نزلت بالمدینۃ ثم الجمعۃ وھی اثنتا عشرۃ آیۃ سورہ تحریم مدینے مین اتری اور اسکی بارہ آیتین ہین۔

۲ قول اسمین ثم الجمعہ کا ترجمہ نہین ہے۔ یعنے اسکے بعد سورہ جمعہ نازل ہوئی۔

قولہ پیغمبر صاحب کے کئی بیبیان تھین اور کئی بی بی والے کو جو مشکلین پیش آتی ہین وہ انکو بھی پیش آتی تھین اسکے خانہ داری کے معاملات کو دین سے کچھہ تعلق نہین حاشیہ آیت یا ایھا النبی لم تحرم الخ سورہ

تحریم رکوع - ۱ -

۱ اقول یہہ ڈپٹی صاحب نے ایسی بات لکھی ہے کہ کبھی کوئی مسلمان ایسی بات نہین کہہ سکتا کیونکہ بالاتفاق مسلمانون کے نزدیک سنت وہی افعال و اقوال ہین جنکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود کیا یا صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین کو اسکے کرنے کو فرمایا ہو - علامہ فتنی مجمع البحار مین لکھتے ہین ۲ السنۃ فی الاصل لطریقۃ والسیرۃ وفی الشرع یراد بہا ما امر بہ النبی صلی اللہ

معنے سنت کے لغت مین طریقہ اور سیرت کے ہے اور شریعت مین اس سے وہ امور مراد ہین جنکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کرنیکو

علیہ وسلم ونہی عنہ وندب الیہ قولا وفعلا - پس ظاہر ہے کہ معاملا

فرمایا یا وس سے منع کیا اور جسکو اپنے قول وفعل سے مجاز فرمایا -

خانہ داری کو بذات خود آپ برابر مادام الحیات برتتے رہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی اسکی تعلیم وتاکید فرماتے رہے چنانچہ محدثین نے جو کتاب عشرۃ النسا وکتاب المعاشرہ وحقوق الزوجین تالیف کی ہے اور ارباب السیر والہدی نے اس بارہ مین کتابین تالیف فرماے ہین اون سب مین زیادہ تر معاملات خانہ داری ہی مندرج ہین پس اگر انکو دین سے کچھہ تعلق ہی نہ تھا تو اس تالیف وتدوین کی کیا ضرورت تھی - اور مشکوہ شریف مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ۳ انہ قال جاء ثلثۃ رھط الی بیوت ازواج النبی صلعم

انہون نے کہا کہ تین جماعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بیبیون کے پاس آنحضرت صلی اللہ

یسئلون عن عبادۃ النبی علیہ السلام فلما اخبروبہا کانہم تقالوھا

علیہ وسلم کے عبادت کا حال پوچھنے کو آئے پس جب وہ سب اسکی خبر دیگئی تو گویا اسکو انہون نے کم سمجھا اور کہا کہ

قالوا فاین نحن من رسول اللہ صلعم وقد غفر ھا ما تقدم من ذنبہ وما تاخر
ہم سب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا نسبت کیونکہ اللہ تعالی نے اونکی سب پہلی اور پچھلی گناہ ہین
قال احدھم اما انا فاصلی اللیل ابدا وقال الآخر وانا اصوم الدھر کلہ وقال الآخر
بخشدی ہے با اینہمہ ایک نے اونمین سے کہا کہ مین برابر رات کو نماز پڑھا کرونگا اور دوسرے نے کہا کہ
وانا اعتزل النساء ولا اتزوج ابدا فجاء رسول اللہ صلعم الیھم فقال
مین ہمیشہ روزہ رکھونگا اور تیسرے نے کہا کہ مین عورتون سے الگ رہونگا اور کبھی بیاہ نکرونگا
انتم الذین قلتم کذا وکذا اما واللہ انی لاخشاکم للہ تعالی واتقاکم لہ
پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونکے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ تمہین لوگون نے یہہ یہہ باتین کی ہے خبردار
ولکنی اصوم وافطر واصلی وارقد واتزوج النساء فمن رغب عن سنتی
مین تمسے کہین بڑھکر اللہ تعالی سے ڈرتا ہون اور تمسے کہین بڑھکر متقی و پرہیزگار ہون لیکن تو بھی مین روزہ
فلیس منی انتہی۔
رکھتا ہون اور افطار کرتا ہون اور نماز پڑھتا ہون اور سو رہتا ہون اور شادی کرتا ہون پس جو میری سنت سے موہنہ موڑیگا وہ مجھسے نہین
ثانیا بڑے بڑے حکماء و فلاسفہ نے قواعد منزلیہ یعنے معاملات خانہ داری
کو عقلی طور پر فقط اسی لئے مدون و مقرر نہین کیا کہ شریعت محمدیہ علی
صاحبہا الصلوۃ والتحیہ مین یہہ امر بوجہ احسن بیان کیا گیا ہے چنانچہ علامہ
میبذی نے ہدایۃ الحکمۃ کے شرح مین لکھا ہے کان الشریعۃ المصطفویۃ
اسلئے کہ شریعت مصطفویہ نے کامل طور پر
قد قضت الوطر عنہا علی اکمل وجہ واتم تفصیل اور یہی عبارت
اسکی حاجت روائی کر دی ہے
صدر شیرازی نے بھی لکھی ہے اور عین القضاۃ مدراسی حاشیہ میبذی مین
لکھتے ہین حاصلہ ان الشریعۃ المصطفویۃ لما قضت حاجتنا فی
حاصل اسکا یہ ہے کہ شریعت مصطفویہ نے جب ہمارے امور معاش اور معاد اور تدابیر خانہ داری و
معاشنا ومعادنا والتدابیر المنزلیہ والسیاسات المدنیۃ وما کنا محتاجین
ملکداری کی حاجت روائی کر دی اور ہم لوگ انہین امور مین محتاج ہونیکے سبب سے
الی الحکمۃ العملیۃ الا لاحتیاجنا فی تلک الامور کلہا فاستغنینا فی
حکمت عملیہ کے محتاج تھے پس شریعت محمدیہ کے سبب سے ہم لوگ اس سے بے پروا ہو گئے اسیلئے مصنف نے

تحصیل تلک الامور بالشریعة عنہا فلذلک اعرض لمص عنہا و لم یبینہا
اس نے اعراض کیا یعنے اسکو بیان نہ کیا۔
انتہی۔ اور آپکے سر سید ڈاکٹر ہنٹر کے رسالہ کے جواب مین لکھتے ہین پیغمبر صاحب
یا اُن کے صحابہ کا کوئی سرسری فعل بھی ایسا نہین ہے جس سے معاملات دنیوی مین
کسی نہ کسی مذہبی ہدایت کا استنباط نہین کیا جاتا انتہی۔
پس ڈپٹی صاحب کا یہہ قول عقلاً و نقلاً ہر طرح سے لائق رد و قابل طرد ہے
کما لا یخفی
قولہ ایک حد پر پہونچکر پیغمبر صاحب کو دوسری بیبیون کی ممانعت
تھی۔ حاشیہ آیت مذکورہ بالا۔
اقول ڈپٹی صاحب اگر اسکو مدلل کئے ہوتے تو اسکے کبل کانٹون کو ہم بھی
دیکھتے والا۔ ع دعوای بے دلیل قبول خرد نہین۔
ع۔ ہم معتقد دعوی باطل نہین ہوتے۔
قولہ ثیبت دہاجنین سورہ تحریم۔ رکوع ا۔
اقول شاید ڈپٹی صاحب نے دہاجن اونہین عورتون کو لکھا ہے جنکو ایدہر پورب
وصوبہ بہار وغیرہ مین دواہ۔ اور۔ دوخصمی۔ کہتے ہین۔ پس اگر یہی ہے تو یہہ
اطلاق جبہی ہوتا ہے کہ وہ ایک کے بعد دوسرا کر بھی لے اور جب تک دوسرا

نهین کرتی دواه - اور دوخصمی یعنے دوہاجن نهین کہی جاتی - مصطلحات

اردو مین لغت دوہاجو - مین لکہا ہے - وہ عورت کہ جسکا شوہر مرگیا ہو اور

دوسرا شوہر کیا ہو یا مرد جسکی عورت مرگئی ہو اور دوسری عورت کری نظم

دانہ بی بی کا نہ کہا کو نہ بہر کو مت چہو کوکا	بہول مت جائیو ہی تو تو دوباجو کو کا

پس ثیبات کا ترجمہ دوہاجن لفظا ومعنا کسی طرح صحیح ودرست نهین اسکا صحیح

وہی ترجمہ ہے جو مولانا عبد القادر صاحب نے لکہا ہے - بیاہیان - اور

مولانا رفیع الدین صاحب نے لکہا ہے خاوند دیکہے ہوی - اور صاحب

غیاث اللغات لکہتے ہین زنان شوہر دیدہ ضد بکر یعنے زن شوہر دیدہ خواہ

شوہرش زندہ باشد خواہ مردہ انتہی

قوله سورة الملك نزلت بمكة ثم الحاقة وهي ثلثون اية سورہ

ملک مکے مین اتری اور اسکی تیس آیتین ہین -

۱ **قول** اسمین ثم الحاقه کا ترجمہ نهین ہے یعنے اسکے بعد سورة الحاقه

نازل ہوئی -

قوله ان یخسف بکم الارض زمین کو دلدل بنا کر اس مین تم کو دہسا دے

سورہ ملک رکوع - ٢ -

۱ قول دلدل بنانیکی قید محض زاید ہے۔

قوله سورة القلم نزلت بمكه ثم المزمل وهي اثنتان وخمسون آية

سورہ قلم مکے مین اتری اور اسکی باون آیتین ہین۔

۲ قول اسمین ثم المزمل کا ترجمہ نہین ہے یعنے اسکے بعد سورہ مزمل نازل ہوئی

قوله سنسمه على الخرطوم اسکے ناکڑے پر داغ لگائینگے۔ ف۔

خرطوم کے لفظی معنے سونڈ کے ہین یہان حقارت کیلئے آدمی کے حق مین استعمال کیا گیا ہے تو اسکو ناکڑے سے تعبیر کرسکتے ہین جیسا ہمنے ترجمہ مین اختیار کیا ہے سورہ القلم رکوع ۱۰۔

۱ قول عموما۔ ہرگز اسکو ناکڑے سے تعبیر نہین کرسکتے اسلئے آپنے جو ترجمہ مین اختیار کیا ہے خوب نہین کیا ہے کیونکہ الہ آباد کے ایدھر کے لوگ ناکڑہ ناک کی ایک مشہور بیماری کو کہتے ہین پس ہر شخص کا ذہن اوسی طرف منتقل ہوگا آپکے اس ناکڑے سے مطلب قرآن کبھی مفہوم نہین ہوسکتا اور پھر خرطوم یعنی سونڈ کا لفظ جس مطلب و قوت کے لئے اختیار کیا گیا ہے وہ ناکڑہ مین نہین پایا جاتا مولانا شاہ عبد العزیز صاحب تفسیر فتح العزیز مین لکھتے ہین در لفظ خرطوم کہ در لغت بینی فیل و خنزیر را گویند کمال حقارت اوست

گویا انکس از انسانیت برآمده و در خساست حکم خنزیر و در نخوت و تکبر حکم فیل گرفته ہست و نیز قصہ اصحاب الفیل دیدہ و شنیدہ بود تعریضے بان قصہ نیز منظور ہست کہ ما ہمانیم کہ خراطیم افیال رامی بریم اہل تدقیق نوشتہ اند کہ بینی ہر جانور بسوی بلندی مائل می باشد مگر بینی فیل و خنزیر کہ بسوی پستی اویزان میشود پس در ذکر لفظ خرطوم اشارت باین ہست کہ ہمگی ہمت بلند او در پستی ترقی معکوس میکند و مانند مرغ ہر قدر کلان میشود مقعد او تنگ تر میگردد و ہر قدر این پست ہمت را مال و پسران زیادہ میشوند در خساست و رذالت فرد تر می افتد و این ہم از خواص ارذال و پیواج ہست انتہی۔

قولہ قرآن مین لفظ حرث واقع ہے جس کے لغوی معنے کھیتی کے ہین تو یا تو باغ کو کھیتی فرمادیا ہے کہ ان لوگون کی کھیتی بھی باغات تھی یا باغ کے اندر کھیتی بھی ہو گی حاشیہ آیت انا بلونا ہم کما بلونا اصحب الجنہ سورہ القلم رکوع۔ ا۔

۲ **قول** بنا رعلی ہذا اگر واقعی وہ باغ ہی تھا تو فاصبحت کالصریم کا جو ترجمہ آپنے لکھا ہے۔ جیسے کوئی سارے پھل توڑ لیگیا ہو۔ صحیح ہے اور اگر وہ کھیت تھا جیسا کہ قرآن شریف مین لفظ حرث یعنے کھیت ہی ہے

تو مطابق عام محاورہ کے اسکا یہہ ترجمہ ہونا چاہئیے کہ۔ گویا اون سبھون نے اوسکو کاٹ پیٹ ڈالا۔

قولہ ولا تکن کصاحب الحوت اور نہ ذوالنون کے طرح تہر دلے نہ بنو صاحب الحوت اور ذوالنون دونون کے ایک ہی معنے ہین مچھلی والا مگر وہ لفظ اچھا نہین اور اس سے مچھلی کا بیچنے والا بہی سمجھا جاتا ہے حالانکہ ذوالنون حضرت یونس کا نام پڑ گیا ہے اسلئے کہ اونکو مچھلی نے نگل لیا تھا حاشیہ سورہ القلم رکوع ۲

اقول جیسے مچھلی والا اچھا لفظ نہین ہے ویسہی تہرولا بہی جو بزدلا کا مرادف ہے اچھا نہین خصوصًا نبی کے بہ نسبت بہت ہی برا ہے پس کیا ضرور تھا کہ آپ ایک ایسے لفظ کو جس مین ادنیٰ شائبہ و واہمہ ادنی بے ادبی کا تھا اوسکو تو چھوڑے اور اوسکی جگہہ پر ایسا لفظ اختیار کیجئے جو ہر طرح سے برا و غیر مہذب خصوصًا انبیا کے طرف اوسکی نسبت نہایت ہی قبیح و شنیع ہے ایسہی محل کے لئے یہ مثل ہے فررت من المطر وقررت تحت المیزاب (یعنے پانی سے بھاگے اور ناہدان کے نیچے گہر بیٹھے ہوے) پس مناسب تھا کہ آپ نہ اسکو اختیار کرتے اور نہ اسکو تحریر فرماتے بلکہ قرآن کا حاصل مطلب یون ادا کر دیتے کہ نہو مثل یونس کے اور اگر صاحب الحوت کا لفظی مفہوم بہی ترجمہ مین ظاہر کرنا چاہیئے تو اسکو اوس پیرایہ مین ادا کرتے جسمین مولانا شاہ عبدالعزیز

صاحب نے لکھا ہے۔ ومباش مانندان پیغمبر کہ در شکم ماہی زندانی شد۔ انتہیٰ

قولہ سورۃ الحاقۃ نزلت بمکۃ ثم المعارج وھی اثنتان وخمسون اٰیۃ

سورہ حاقہ مکے مین اتری اور اسکی باون آیتین ہین۔

۲ **قولہ** اسمین ثم المعارج کا ترجمہ نہین ہے یعنے اسکے بعد سورہ معارج اتری

قولہ ولو تقول علینا بعض الاقاویل اور اگر کوئی بات ہمارے سر

چپیکتا سورہ الحاقہ رکوع ۔ ۲

۲ **قولہ** چپیکنے کا لفظ عموماً عام فہم نہین ہے اسلئے اگر اسکا ترجمہ یون کیاجاتا

کہ اگر کوئی بات ہمارے سر دہوتیا ۔ یا بطور ملخص جملہ یون لکھاجاتا کہ ۔ اور اگر

ہم پر کچہہ جہوٹھہ باندھتا تو ضرور عموماً عام فہم ہوتا ۔ والا آب چشم ترجمانی میکند

قولہ سورۃ المعارج نزلت بمکۃ ثم النبا وھی اربع واربعون اٰیۃ سورہ

معارج مکے مین اتری اور اسکی چوالیس آیتین ہین۔

۲ **قولہ** اسمین ثم النبا کا ترجمہ نہین ہے یعنے اسکے بعد سورہ نبا نازل ہوئی

قولہ سال سائل بعذاب واقع للکافرین لیس لہ دافع من اللہ ذی المعارج

تعرج الملائکۃ والروح الیہ فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ فاصبر

صبرا جمیلا ۹ اللہ جو (آسمان کی) سیڑہون کا مالک ہے (جنکی راہ) فرشتے

اور جبرئیل اسکے طرف چڑھتے ہین اس کے حکم سے قیامت کے دن جسکا انداز
پچاس ہزار کا ہوگا کافرون کو عذاب ہوتا ہے اور کوئی اوسکو ٹال نہین سکتا
(ایک ناعاقبت اندیش) درخواست کرنے والے نے درخواست کی کہ وہ
عذاب ابھی آنازل ہو تو (ای پیغمبر) تم ان لوگون کے چھیڑخانی پر اچھی طرح
صبر کی (بیٹھے) رہو ف ۲ ان آیتون کے ترجمہ مین بہت تقدیم تاخیر ہے
اور بعض جگہہ ترجمہ اصل کے لفظ سے علیحدہ ہوگیا ہے مگر بے اسکے عبارت
مطلب خیز نہین ہوتی تھی سورہ معارج - رکوع - ۱

۱ قولہ گو آپنے اسقدر ہاتھ پانون مارا، کہان کی عبارت کھینچ تان کر
کہان پہونچایا لیکن تاہم بہ پابندی الفاظ ترجمہ مطلب خیز نہوا۔ ۵

خط مین بہت سے اوسنے چنان و چنین لکھی	پر بات اک جینی ہوئی اپنا نہین لکھی

جیسے مولانا عبدالقادر و مولانا رفیع الدین صاحب نے ہر ہر آیت کے ترجمہ
کو علیحدہ علیحدہ ربط دیکر ترجمہ کیا ہے کاش آپ بھی ویسہی ترجمہ کئے ہوتے
یا ونہین دونون بزرگون کے ترجمون سے خلاصہ کرکے مطلب ادا کئے
ہوتے تو نہ و آپ کا ترجمہ بمناسبت الفاظ با محاورہ مطلب خیز ہوا ہوتا
لیکن ع ہے تو ہے سب کچہہ میسر کچہہ نہین تو کچھ نہین -

اور اس سائل کو آپ نے اپنے ایک نہایت ہی کریہہ و غلیظ جملہ (ناعاقبت اندیشی سے)
جو محدود و معین کیا ہے یہ بڑی ہی بے باکی و خود رائی ہے۔ کیونکہ اگرچہ اس
سائل کو بعض علمار نے نضر بن حارث کو اور بعض نے ابوجہل وغیرہ کفرہ کو ٹھہرایا
ہے مگر بڑے بڑے علما جلیل القدر و اکابر مفسرین نے بدلائل قویہ اس سے
ذات مبارک رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو مراد لیکر آپ ہی کو متعین کیا ہے
چنانچہ مولانا شاہ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ جنکے ترجمہ کے مقابل
مین آپنے یہہ ترجمہ شایع کیا ہے وہ حضرت فائدہ مین افادہ فرماتے ہین یعنے
پیغمبر نے تمپر عذاب مانگا ہے وہ کسی سے نہ ہٹایا جائیگا اور تفسیر مدارک مین لکھا
ہے او هو النبی صلی الله علیه وسلم دعا بنزول العذاب علیهم انتهی۔
یا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہین کہ اونپر عذاب اوترنیکی دعا کیا
اور تفسیر کشاف مین ہے قیل هو رسول الله صلی الله علیه وسلم استعجل
کہا گیا ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین کہ کافرون کے لئے جلد عذاب
بعذاب الکافرین اور ایسے ہی طیبی حاشیہ کشاف مین بھی ہے۔
مانگا
اور تفسیر بیضاوی مین ہے او الرسول علیه السلام استعجل بعذابهم
یا رسول علیہ السلام ہین کہ کافرون کے لئے جلد عذاب طلب کیا
اور تفسیر فتح البیان مین ہے قیل هو رسول الله صلی الله علیه وسلم
کہا گیا ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین کہ اونکے لئے عذاب
دعا بالعقاب علیهم۔ اور تفسیر ابو السعود مین ہے قیل هو الرسول علیه الصلوٰة
کہا گیا ہے کہ یہ رسول علیہ السلام ہین کہ ل
طلب کیا
والسلام استعجل عذابهم اور تفسیر روح البیان مین ہے وقیل السائل هو الرسول
اور کہا گیا ہے کہ مانگنے والے رسول
ہین کہ کافرون کے لئے جلد عذاب طلب کیا

علیہ السلام استعجل بعذابھم وسال ان یاخذھم اللہ اخذا شدیدا و
علیہ السلام ہین کہ اونکے لئے جلد عذاب طلب کیا اور سوال کیا کہ خداوند تعالیٰ اونکو سخت پکڑے اور

یجعلہا سنین کسنی یوسف انتھی۔
حضرت یوسف کے قحط کے مانند انپر قحط ڈالے

اور مفحمات الاقران فی مبہمات القرآن مین علامہ سیوطی لکھتے ہین سال سائل

قال ابن عباس ھو النضر بن الحارث اخرجہ ابن ابی حاتم وقیل ھو محمد
ابن عباس نے کہا کہ یہ نضر بن حارث ہے اسکو ابن ابی حاتم نے نکالا ہے اور کہا گیا ہے کہ یہ محمد صلی اللہ

وقیل ھو نوح علیہما الصلوۃ والسلام حکاھما الکرمانی اور خطیب شربینی اپنی
علیہ وسلم ہین اور کہا گیا ہے کہ یہ نوح علیہ الصلوۃ والسلام ہین ان دونون قولون کو کرمانی نے حکایت کیا ہے

تفسیر مین لکھتے ہین قیل ھو نبینا صلی اللہ علیہ وسلم استعجل بعذاب الکافرین
کہا گیا ہے کہ یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہین کافرون کے لئے جلد عذاب طلب کیا ہے

ویدل علیہ قولہ تعالیٰ فاصبر صبرا جمیلا ای لا تستعجل
اور اس پر خداوند تعالیٰ کا یہ قول کہ صبر کر اچھا صبر دلالت کرتا ہے۔ یعنے اونکے لئے جلدی نکرو

اور امام رازی تفسیر کبیر مین تحریر فرماتے ہین قال بعضھم ھذا السائل
بعض نے کہا کہ یہ سائل رسول اللہ صلی اللہ

ھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استعجل بعذاب الکافرین فبین اللہ
علیہ وسلم ہین کافرون کے لئے جلد عذاب طلب کیا پس اللہ تعالیٰ نے بیان

ان ھذا العذاب واقع بھم فلا دافع لہ قالوا والذی یدل علی صحۃ
فرمایا کہ بیشک یہ عذاب او نپر پڑنے والا ہے اور اسکا کوئی ٹالنے والا نہین ہے کہا لوگون نے کہ اس تاویل کے

ھذا التاویل قولہ تعالیٰ فی اخر الایۃ فاصبر صبرا جمیلا وھذا یدل
صحت پر خداوند تعالیٰ کا یہ قول آخر آیت مین دلالت کرتا ہے پس صبر کر اچھا صبر کرنا اور یہ دلالت کرتا ہے

علی ان ذلک السائل ھو الذی امرہ بالصبر الجمیل انتھی
کہ یہ سائل وہی شخص ہے جسکو خدا نے صبر جمیل کرنیکا حکم کیا ہے اور وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہین نہ دوسرا

اور ڈپٹی صاحب اپنے مقدمہ مین لکہتے ہین۔ ہمنے اپنے طرف سے جا بجا عبارتین

زیادہ کی ہین اور امتیاز کے لئے انکو خطوط ہلالی مین محصور کر دیا ہے مگر ہمنے

جو عبارت اپنے طرف سے زیادہ کی ہے اس سے یہ نہ سمجھ لینا کہ ہمنے ترجمہ

کو تفسیر بنا دربا ہے نہین ترجمہ ترجمہ ہی ہے۔ پس مطابق اسکے ڈپٹی صاحب کو جملہ بکر دھ نا عاقبت اندیش اضافہ کرنا لازم نہ تھا کیونکہ منطوق قرآنی مین کوئی سائل متعین نہین ہے اور اگر باعتبار قراین لفظی اور دلالت سیاق و سباق ہے تو وجود با وجود حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہے کما نص علیہ الرازی والشربینی وغیرھما۔ پس مطابق اس تحقیق کے ڈپٹی صاحب کے طرف سے کوئی عذر معقول پیش نہین ہو سکتا۔ اور اگر ڈپٹی صاحب کے مقدمہ کے کلیہ سے اغماض کرکے یہ کہا جاوے کہ چونکہ لفظ دونون شق کو محتمل ہے اور مفسرین نے دونون شق کو ذکر کیا ہے تو اونہین دونون شقون مین سے ڈپٹی صاحب نے اگر ایک شق اختیار کر لیا اور مطابق اوسکے نا عاقبت اندیش لکھا تو کیا برا کیا۔ تو کہا جائیگا کہ اس تسلیم و تنزل کے حالت مین ڈپٹی صاحب پر یہ اعتراض ضرور عاید ہوگا کہ جب آپنے تفسیری مضمون لکھا تو دونون شقون کو لکھنا اور دونون کے توجیہات کو جیسا کہ رازی و بیضاوی اور زمخشری ونسفی وغیرہ عامہ مفسرین نے بیان کیا ہے بیان کرنا ضرور تھا یہ نہین کہ ایک شق کو نہایت ہی ثقیل و گران جملہ سے مقید کرنا اور دوسرے سے اعراض محض و اغماض بحت کر لینا۔ اس پر اگر کوئی صاحب یہ فرماوین

کہ اسمین کیا مضائقہ ہے جیسے مولانا عبدالقادر صاحب نے ایک شق خاص
کو اختیار کر لیا اور دوسرے شق کا کچھہ بھی ذکر و چرچا نکیا ویسہی اگر ڈپٹی صاحب
نے اسکے شق مقابل کو اختیار کیا تو کیا برا کیا تو اولاً یہہ کہا جائیگا کہ ڈپٹی صاحب
کے نزدیک جناب مولانا مطلقاً مسلم الثبوت کب ہین پس انکا قال آپکے
لئے قابل استدلال کیونکر ہوگا کیونکہ اگر یہی ہوتا تو یہہ ترجمہ یا اس طرحکا ترجمہ
ہی کیون نکلتا۔

ثانیاً یہہ کہا جائیگا کہ مولانا نے مضمون تفسیری درج کیا ہے چنانچہ اونکا ترجمہ
تفسیر موضح القران کے نام سے مشہور بھی ہے اور تفسیر مین اقوال شتّی کے
لکھنے کا مفسر مجاز ہوتا ہے کیونکہ اوسکے اقوال مختلفہ کی تنقیح و تنقید اور علما
کے تحقیق و تشریح سے کر لیجاتی ہے لیکن نفس ترجمہ مین مترجم کو اقوال مختلفہ
کے لکھنے کی مجال نہین کیونکہ مترجم جو قول ترجمہ مین اختیار کریگا وہی اوس
متن کا مطلب اصلی و مفہوم واقعی سمجھا جائیگا۔ پس چونکہ جناب مولانا عبدالقادر
صاحب رح کا علم و تبحر ایسا تھا کہ جسکے پاسنگ کو بھی آجکل کے شمس العلماء
و قمر الفضلا لوگون کے علوم و فہوم نہین پہونچ سکتے اسلئے اونہون نے
نہایت ہی حزم و ہوشیاری سے اپنے ترجمہ مین اوسی مضمون کو لکھا ہے

جو نفس متن سے مفہوم ہوتا ہے (رانخا ایک مانگنے والے نے) اور حاشیہ مین
جو اونکے نزدیک اقوال مختلفہ مین سے باعتبار قراین لفظی و درایت کے محقق و
چسپان تھا اوسکو بطور فائدہ کے لکھدیا اب اونپر کوئی اعتراض نہین لیکن
ہمارے ڈپٹی صاحب تو یہین کھل پڑے اور دوسری تاویل کی راہون کو
اپنے مقدمہ کے کلیہ سے بند کردی تو ضرور وہ محل اعتراض اور فن صناعت
ترجمہ مین ماخوذ ہونگے۔ اگر جملہ مغالطہ ناعاقبت اندیش نہ بڑھاے ہوتے
اور متن کے مطلق لفظ کا مطلق ترجمہ کے ہوتے تو صاف کورے چھوٹ جاتے
یا مقدمہ مین ترجمہ کو ترجمہ ترجمہ ہی ہے سے نہ مقید کئے ہوتے تو بھی کسی
تاویل و تدبیر سے بری ہو سکتے تھے لیکن اس حالت مین تو ہم اس جملہ ناعاقبت
اندیش کو بے باکی اور خودرای کے سوا اور کچھہ نہین کہہ سکتے آیندہ وللناس
فیما یعشقون مذاھب اب بعض حضرات جو یہ فرماتے ہین کہ نضر بن الحارث
والی روایت کو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بہت لوگون نے روایت کی ہے
حتی کہ بعض نے اسکو قول جمہور کہا ہے اور نبی و رسول والی روایت کو
مطابق قیل قیل کے بعض ہی نے روایت کیا ہے پس ضرور اسکو اوسپر ترجیح
ہونی چاہیے کیونکہ اکثر و جمہور کے مقابل مین بعض کا کیا اعتبار ہے تو کہا جائیگا

کہ گو آپکے اکثر و جمہور سب ابن عباسؓ کا نام تو لیتے ہین لیکن کسی نے اونسے
یہ روایت مرفوعا پیش نہین کی بخاری اور ترمذی نے تو اپنی کتاب التفسیر مین
اس آیت ہی کو نہین لیا باقی اور محدثین سے بھی کتب صحاح مین یہ بروایت
متواترہ مرفوعا مروی نہین۔ اور اگر یہ کہو کہ تفسیر عباسی مطبوعہ مروجہ حال
مین تو یہ قول لکھا ہے تو کہا جائیگا کہ یہ تفسیر دو وجہہ سے مخدوش ہے
اول اس وجہہ سے کہ اکسیر فی اصول التفسیر مین لکھا ہے۔ ازابن عباس مرس
کہ وی ترجمان القرآن و حبر امت است اکابر صحابہ مثل عمر بن الخطاب و امثال
وی در تفسیر کتاب اللہ بوے رجوع میکردند اما روایت از وے بطریق
مختلفہ آمدہ اجود آنہا طریق معاویہ بن ابی صالح از علی بن ابی طلحہ از ابن
عباس است بخاری در صحیح خود اعتماد بر ہمین طریق کردہ پس بس و خلیلی
در ارشاد گفتہ ھذہ التفاسیر الطوال التی اسندوھا الی ابن عباس
یہ لمبی لمبی تفسیرین جو ابن عباس رض کے طرف منسوب ہین یہ سب غیر پسندیدہ
غیر مرضیۃ و رواتہا مجاہیل انتہی۔
ہین اور آپکے راوی سب جاہل ہین
اور دوسرے اس وجہہ سے کہ مولانا محمد اسمعیل شہید رح نے تنویر العینین
فی اثبات رفع الیدین مین ترمذی سے نقل کرکے ابن عباسؓ کو رفع یدین
کرنے والون مین لکھا ہے اور اس تفسیر عباسی مین فی صلوتہم خاشعون
اپنے نمازون مین عاجزی کرنیوالے ہین

کے تفسیر مین لکہا ہے لا یرفعون ایدیھم فی الصلوٰۃ پس یہ مناقضت
نماز مین رفع یدین نہین کرتے
اسکے مجروح و مخدوش ہونیکے بہت ہی بڑی و عمدہ دلیل ہے۔

پس بدون دلیل قوی و استدلال سوّی کو جمہور ہی کا قول ہو مطلقاً مقبول

نہین کیونکہ ارباب اصول و علماء فحول کا یہ قول معقول بالتواتر منقول

و بلا نکیر مقبول ہے۔ لا تکن مرتابا ان الامر المنصور ما علیہ الجمہور۔ ہونا
اس شک و دہوکہ مین نہ پڑو کہ امر منصور یعنے ٹھکانے کی بات وہی ہے جسپر جمہور

ثانیاً علامہ سیوطی نے معحمات الاقران فی مبہمات القرآن مین جیسے قول

اول کو ابن ابی حاتم سے نقل کیا ہے ویسے ہی قول ثانی بلکہ قول ثالث یعنے

حضرت نوح کو بھی علامہ کرمانی سے حکایت کیا ہے کما مر فسقط الترجیح
جیسا گذرا پس ترجیح ساقط اور برابری ثابت
و ثبت التساوی
ہوگی
ثالثاً کلمہ قیل محال تقسیمات مین ضعف و شذوذ پر دلالت نہین کرتا بلکہ

اوس سے مساوات ہی مفہوم ہوتی ہے ۵

قیل ان الرسول قد کہنا کہا گیا کہ رسول کاہن ہے		قیل ان الالہ ذو ولد کہا گیا کہ خدا لڑکے بالے والا ہے

اب ہمارے بعض احباب جو یہ فرماتے ہین کہ امام رازی نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ و آلہ وسلم والے قول کو تیسرے نمبر مین لکہا ہے پس ضرور ہے کہ پہلے دونون

نمبرون کے مقابلہ مین یہ قول ثالث ضعیف ہو تو ہم کہتے ہین کہ محال تعدید

وشمار مین کسی کو کسی پر ترجیح نہین ہوتی سب برابر متساویۃ الاقدام ہوا کرتے ہین کیونکہ اگر ایسا ہو تو تعدید مین اول کو ثانی پر اور ثانی کو ثالث پر اور ثالث کو رابع پر ہلم جرا الی غیر النہایۃ ترجیح ہوا کرے حالانکہ یہ باطل ہے کیونکہ مراتب اعداد مین من حیث ہو اعداد سب برابر و مساوی ہین

قال اللہ تعالی سیقولون ثلثۃ رابعہم کلبہم ویقولون خمسۃ
فرمایا اللہ تعالی نے عنقریب کہینگے تین چوتھا انکا کتا اور کہینگے پانچ چھٹا انکا کتا

سادسہم کلبہم ویقولون سبعۃ وثامنہم کلبہم وقال تعالی
اور کہینگے سات اور آٹھوان انکا کتا اور فرمایا اللہ تعالی نے

ما یکون من نجوی ثلثۃ الا ھو رابعہم ولا خمسۃ الا ھو سادسہم
کوئی تین کی مشورت نہین ہوتی مگر وہ چوتھا انکا ہوتا ہے اور کوئی پانچ کی مشورت نہین ہوتی مگر وہ انکا چھٹا

پس ان دلائل واضحہ سے امام رازی کے تینون قول برابر ہین - ہان اس حیثیت سے کہ قول ثالث کے صحت پر امام صاحب نے قرینہ قرانیہ فاصبر کو خاص کر علما متقدمین سے نقل کر کے مسلم رکھا ہے اسلئے قول ثالث کو اگر ہم ترجیح دین تو ہمارا قول غیر صحیح نہین ہو سکتا کما لا یخفی -

واضح ہو کہ جب ڈپٹی صاحب کے غلطیون کا اشتہار دیا گیا اور مینے

بموجب قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحمل ھذا العلم من کل
فرمایا رسول اللہ صلعم نے اس علم کو بیچے کے

خلف عدولہ ینفون عنہ تحریف الغالین وانتحال المبطلین
ہر عادل لوگ اور نفی کرینگے حد سے بڑھنے والون کے تحریف کو اور ناحق کہنے والون کے بندشون کے

وتاویل الجاھلین کے اسکی اصلاح و تصحیح کے لئے رفع الغواشی
اور تاویلون کی نفی کرینگے

لکھنا شروع کیا تو مولوی یوسف حسن صاحب جعفری چیف مولوی بورڈ آف
اگزامنرس کلکتہ نے اونکے پاس لکھہ بھیجا اور ناعاقبت اندیش کی تحقیق حقیقی
و وجہہ وجیہہ اونسے دریافت کی تو ڈپٹی صاحب نے اونکے جواب مین ایک
کارڈ اونکے نام لکھہ بھیجا جسکی نقل ہم اپنے رسالہ کے ناظرین کے ملاحظہ کے
لئے پیش کرتے ہین تاکہ صاحبان علم و انصاف ڈپٹی صاحب کے محاورات اور
اونکے جلے بھنے الفاظ و تہذیب و اخلاق و تاویل وغیرہ سب کا اکٹھا
تماشا دیکھین۔

وھوھذا

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ

۱۸ ستمبر کا کارڈ۔ اگر آپ راست میرے نام بھیجتے تو تین دن سویرے
ملتا۔ بہرکیف افسوس ہے کہ آپنے بھی بلا تحقیق کے لغو اور بیہودہ اور غلط
اعتراض کا اعادہ کر دیا۔ لفظ سائل کا ترجمہ ناعاقبت اندیش چھپنے والا
نہین کیا گیا ناعاقبت اندیش درخواست کرنے والا اور اس سے مراد ہے
کفار مین سے کوئی کافر جو قیامت کا قایل نہ تھا اگلی پچھلی عبارت کے پڑھنے
سے یہہ مطلب صاف مفہوم ہوتا ہے افسوس ہے کہ حسد نے مسلمانون

اردو کے سمجھنے کی لیاقت بھی سلب کر لی ہے مین تو ایسے جاہلون کے موہنہ لگتا نہین مگر آپ کا فرض اسلامی ہے کہ عوام الناس کو پوری پوری عبارت سنا سنا کر اور دکھا دکھا کر ایسی غلط فہمی سے بچائین۔ والسّلام

ملتمسہ

خاکسار نذیر احمد۔ دہلی۔ کھاری باولی۔ ۲۳ ستمبر سنہ ۱۹۰۰ع

اس کارڈ مین تین دن سویرے اور جاہل وحسد ولغو وبیہودہ وغیرہ جو جلے بھنے الفاظ ہین وہ تو جناب ڈپٹی صاحب کے محاورے وروزمرے کے الفاظ ہین انمین کلام ہی کیا ہے بجز اسکے کہ ۵

گالیان دیکے کیا کرتے ہین وہ قطع کلام	انکے منہ مین یہ زبان ہے کہ الٰہی مقراض

باقی اپنے ترجمہ قرآن کی جو آپنے تاویل وتوجیہہ کی ہے اوسمین البتہ بحق دعوی اسلام یہہ استفسار ہے کہ اگر سائل کا ترجمہ ناعاقبت اندیش پوچھنے والا نہین کیا گیا ہے بلکہ ناعاقبت اندیش درخواست کرنیوالا ہے۔ تو سائل کا ترجمہ کہان ہے اور پھر ناعاقبت اندیش درخواست کرنے والا کس لفظ وجملہ کا ترجمہ ہے اگر فرمائیے کہ اوسیکا تو ہمون ۵ آش درکاسہ اور اگر دوسرے کسی لفظ وجملہ کا ہے تو اوسکو متعین فرمائی

خم کے خم خالی کئے ساقی نے لیکن اب تلک	ہم کئے جاتے طلب ساغر پہ ساغر اور رہین

مولوی محمد یوسف حسن صاحب جعفری جنکو آپنے اگلی پچھلی عبارت پڑھنے اور پوری عبارت سنا سنا کر اور دکھا دکھا کر لوگون کو غلطی سے بچانیکی ہدایت کی ہے مجھے معلوم نہین کہ اونہون نے اسپر عمل کیا یا نہین لیکن مینے تو بارہا اگلی پچھلی عبارتون کو ملا کر پڑھا اور بہت کھوجا ٹٹولا لیکن کہین سائل کا دوسرا ترجمہ اور درخواست کرنے والے کے لئے متن مین کوئی لفظ و جملہ نملا پر نملا ہیچ ہے۔

جا کے پھر آئے اگر کوئی عدم سے تو ہی	نہ ملا ہے نہ ملیگا کمر یار کا کھوج

قولہ ان الانسان خلق ھلوعا بیشک آدمی بڑا ہی تھڑ دیا پیدا کیا گیا ہے۔ سورہ معارج رکوع - ا

اقول جیسے سورہ القلم مین ڈپٹی صاحب نے تھڑدلا لکھا ہی ویسے ہی یہان تھڑ دیا اطلاق کیا ہے حالانکہ جیسے وہ غیر مانوس ہے ویسے یہ بھی غیر مانوس کے سوا عموماً غیر مفہوم بھی ہے اسیلئے مولانا شاہ عبد القادر و مولانا شاہ رفیع الدین صاحب نے۔ بے صبرا کچے جی کا۔ لفظ لکھا ہے پس بیشک یہ صاف شرح وار ترجمہ ہے۔

قوله كانهم الى نصب يوفضون گویا کسی پالے کے طرف دوڑے چلے جارہے ہین ف ۳ پالا ایک نشان ہے جس کے طرف لڑکے اپنے کھیلون مین دوڑتے ہین سورہ معارج رکوع ۲ -

۱ **قول** یہان پر ڈپٹی صاحب پہلے تو اپنا آموختہ بھول گئے اور دوسرے اپنے خاص کو عام کر دئے -

آموختہ یہہ کہ سورہ مائدہ کے آیت وما ذبح علی النصب کے ترجمہ اور حاشیہ مین آپ خود یہہ لکھہ آئے ہین - جو کسی تہان پر چڑہا کر ذبح کیا گیا ہو - تہان سے مراد وہ مقامات ہین جنکو لوگ متبرک سمجھکر خدا کے سوا دوسرون کی نذر و نیاز چڑہاتے ہین جیسے دیوی یا دیوتاؤن کے تہان یا طاق یا مٹی کا ڈھیر یا درخت یا قبر یا اسی طرحکی کوئی دوسری چیز - پھر باوجود اسکی یہان نصب کا ترجمہ پالا کرتے ہین -

اور خاص کو عام یہہ کہ سورہ یوسف مین آپنے نستبق کا ترجمہ کبڈی لکھا ہے اور اسکی شرح جو فاربس ڈکشنری مین لکھی ہے اوسمین لکھا ہے کہ پالا خاص اوسی خط و لکیر کا نام ہے جو کبڈی کھیلنے والون لڑکون کے دو جماعت کے درمیان مین کھنچی جاتی ہے اور لغت پالا مین بھی ایسا ہی لکھا ہے - پس مولانا فتح الدین صا

صاحب وغیرہ نے جو تہان وغیرہ ایک مشہور و معروف لفظ لکہا ہے اور
خود آپ بھی ایک جگہہ لکھہ آئے ہین اوسکو چھوڑ کر یہان پر پالا ایک لغت
غریب وغیر معمولی لفظ لکھنا خلاف فصاحت کے سوا تسہیل و تیسیر کے بھی خلاف
ہے - اور پھر پالا کو یہ لکھنا کہ وہ ایک نشان ہے جسکے طرف لڑکے اپنے
کھیلون مین دوڑتے ہین - بیشک اپنے خاص کو عام کرنا ہے - کیونکہ
پالا فقط کبڈی ہی مین ہوتا ہے نہ کہ ہر کھیل مین -

قولہ سورۃ نوح نزلت بمکۃ ثم ۱ ابراہیم وہی ثمان ۲ او تسع وعشرون
۱ ایۃ سورہ نوح مکے مین اوتری اور اسکی ۲۸ یا ۲۹ آیتین ہین -

۲ قول اسمین ثم ابراہیم کا ترجمہ نہین ہے یعنے اسکے بعد سورہ ابراہیم
نازل ہوئی -

قولہ سورۃ الجن نزلت بمکۃ ثم یس وہی ثمان وعشرون ایۃ سورہ
جن مکے مین اتری اور اسکی اٹھائیس آیتین ہین -

۲ قول ثم یس کا ترجمہ نہین ہے یعنے اسکے بعد سورہ یس نازل ہوئی

قولہ سورۃ المزمل نزلت بمکۃ ۱ او ۲ الا ۳ قولہ تعالی ان ربک یعلم الی اخرہا
فبالمدینۃ ثم المدثر وہی تسع عشرۃ او عشرون ایۃ سورہ مزمل مکے

مین اتری اور اسکی انیس یا بیس آیتین ہین -

اقول اسمین جتنی عبارت پریشان ہے اوسکا ترجمہ نہین ہے پس پورا ترجمہ یہ ہے سورہ مزمل مکہ مین اتری مگر قول اوس پروردگار تعالی کا ان ربک یعلم آخر آیت تک مدینہ مین نازل ہوا اور اسکے بعد سورہ مدثر اتری الخ

قولہ حفظ وقت سے مراد ہے اسکی نگہداشت یعنے تم ٹھیک نہین جانسکتے کہ کتنی رات آئی اور کتنی گئی یہ اون وقتون کا مذکور ہے جب گھڑی ایجاد نہین ہوئی تھی اور رات کے وقت خصوصًا ابر و باد کے دنون مین اٹکل کرنا مشکل تھا - حاشیہ آیت علم ان لن تحصوہ سورہ مزمل رکوع ۲ -

۲ **قول** اب بھی مشکل ہے کیونکہ گھڑی اگرچہ ایجاد ہوئی - اور کلکتہ بمبئی مین کہار وگاڑیبان بھی گھڑی باندھے پھرتے ہین لیکن تاہم ہر قصبات و دیہات مین سب کو گھڑی کہان ملتی ہے پس قرآن کا مضمون علی حالہ قایم ہے یہہ نہین کہ گھڑی کے ایجاد ہونے سے یہہ بدل گیا ہو بلکہ اس اشکال کو پروردگار عالم نے خود فتاب علیکم فاقروا ما تیسر من القران سے دور دفع کر دیا ہے فالمنۃ للہ تع

قولہ سورۃ المدثر نزلت بمکۃ ثم تبت وھی ست وخمسون ایۃ

سورہ مدثر مکے مین اتری اور اسکی ۵۶ آیتین ہین۔

۲ قولہ اسمین ثم تبت کا ترجمہ نہین ہے یعنے اسکے بعد سورہ تبت نازل ہوئی۔

قولہ سورۃ القیمہ نزلت بمکۃ ثم الھمزۃ وھی اربعون ایۃ سورہ قیامت مکے مین اتری اور اسکی ۴۰ آیتین ہین۔

۲ قولہ اسمین ثم الھمزہ کا ترجمہ نہین ہے یعنے اسکے بعد سورۃ ہمزہ نازل ہوئی۔

قولہ سورۃ الدھر نزلت بمکۃ او بالمدینۃ ثم الطلاق وھی احدی وثلثون ایۃ سورہ دہر مکے مین اتری یا مدینے مین اور اسکی اکتیس ۳۱ آیتین ہین۔

۲ قولہ اسمین ثم الطلاق کا ترجمہ نہین ہے یعنے اسکے بعد سورہ طلاق نازل ہوئی۔

قولہ سورۃ المرسلات نزلت بمکۃ ثم ق وھی خمسون ایۃ سورہ مرسلات مکے مین اتری اور اسکی پچاس آیتین ہین

۲ قولہ اسمین ثم ق کا ترجمہ نہین ہے یعنے اسکے بعد سورہ ق نازل ہوئی

قوله سورة النبا نزلت بمكة ثم النازعات وهی اربعون آیة وفیها رکوعان

سورہ نبا مکے مین اتری اور اسکی چالیس آیتین ہین

۲ **قول** اسمین جن عبارتون پر خط ہے اوسکا ترجمہ نہین ہے پس اسکا پورا یہہ ترجمہ ہے سورہ نبا مکہ مین اتری اسکے بعد سورہ نازعات نازل ہوئی اور اسکی چالیس آیتین ہین اور اسمین دو رکوع ہین۔

قوله کلا جسکا ترجمہ ہمنے خیر کیا ہے دہمکانے کا لفظ ہے اور خیر بہی کبہی دہمکی کے طور پر بولا جاتا ہے اور یہان اس سے دہمکی ہی مراد ہے حاشیہ سورۃ النبا۔ رکوع۔ ۱۔

۲ **قول** کلا حرف ردع ہے تفسیر کبیر مین لکہا ہے کلا لفظة وضعت لرد شئی یعنے زبان عرب مین کلا کا استعمال وہان پر ہوتا ہے جہان مضمون سابق کو رد کرنا منظور ہوتا ہے۔ اور دہمکی کو عربی مین وعید کہتے ہین اور خیر کا کلمہ ردع اور وعید کے لئے موضوع نہین ہے ہان اردو مین وہ بہی کبہی جیسا کہ ڈپٹی صاحب بہی لکہتے ہین بتغیر اختیار لہجہ و آواز خاص دہمکی کے معنے مین استعمال کیا جاتا ہے الحاصل اگر خیر دہمکی کا کلمہ ہوگا بہی تو عموما و مطلقا اور اوس زور و قوت کے ساتھ

نہین جتنا کلام مین ہے۔ بس ایک ایسے کلمہ کو جو خاص ایک مختص معنے کے
لئے موضوع ہے اوسکو چھوڑ کر دوسرے ایک ایسے کلمہ کو اختیار کرنا جسمین
بہت خاص مین وجہہ مخصوص وہ معنے ضمناً پایاجاتا ہو کیا ضرور ہے پس کلام کے
نہایت عمدہ وصاف اور اپنے موضوع کے موافق وہی ترجمے ہین جنکو مولانا
عبد القادر اور اونکے بھائی مولانا رفیع الدین صاحب نے لکھا ہے
یون نہین۔ اور۔ ہرگز نہین۔

قولہ سورۃ النازعات نزلت بمکۃ ثم الانفطار وھی ست واربعون
اٰیۃ سورہ نزعات مکے مین اتری اور اسکی چھیالیس آیتین ہین۔

اقول اسمین ثم الانفطار کا ترجمہ نہین ہے یعنے اسکے بعد سورۂ انفطار
نازل ہوئی۔

قولہ رفع سمکھا اسکا تلینجا خوب اونچا رکھا ف۔ معمارون کے اصطلاح
مین تلینجا چھت کے اونچان کو کہتے ہین۔ سورہ والنازعات رکوع۔۲۔

اقول۔ اولا مناسب تھا کہ معمارون کی یا اپنے ہان کے معمارون کی
قید بھی لگا دیتے۔

ثانیا کیا خود اونچائی یا اونچان یا بلندی اسکے لئے کافی نہ تھی جو تلینجا

ایک اصطلاح خاص کا مکروہ وغیر مانوس لفظ لکھا گیا۔

قوله والارض بعد ذلك دحٰها اور اسکے علاوہ زمین کو بچھایا سورہ والنازعات رکوع ۔۲۔

۲ قول علاوہ کی جگہہ اگر بعد ہی کا لفظ رہنے دیا جاتا تو لفظ سے بہت ہی قریب اور معنے سے بھی بہت ہی چسپان ہوتا چنانچہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہین و زمین را بعد از آفریدن آسمان ہموار کرد۔ اور مولانا عبد القادر اور مولانا رفیع الدین دونون بھائی لکھتے ہین اور زمین کو پیچھے اسکے بچھا دیا۔

قوله سورة عبس نزلت بمكة ثم القدر وهي اثنتان واربعون اٰية سورہ عبس مکے مین اتری اور اسکی بیالیس آیتین ہین۔

۲ قول اسمین ثم القدر کا ترجمہ نہین ہے یعنے اسکے بعد سورہ قدر نازل ہوئی۔

قوله ثم السبيل يسره پھر نیکی اور بدی کا رستہ اسپر آسان کر دیا

۲ قول گو یہہ معنے بھی مطابق تحریر ابو مسلم وغیرہ کے کما هو مذکور فی التفسیر الکبیر صحیح ہو لیکن چونکہ ڈپٹی صاحب کا یہہ قرارداد ہے

کہ مین قرآن کا ترجمہ منطوق قرانی ہی سے کرونگا اسلیئے سیاق وسباق اسکو

مقتضی ہے کہ اس سبیل سے وہی مقصود ہو جسکو امام رازی نے اپنے تفسیر

مین اقوال مختلفہ مین سے قول اول قرار دیا ہے وھو ھذا - المراد تسھیل
اور وہ یہہ ہے مراد آسانی سے

خروجہ من بطن امہ قالوا انہ کان راس المولود فی بطن امہ من
اپنے ماں کے پیٹ سے نکلنا ہے کہا ہے لوگون نے کہ بچہ کا سر ماں کے پیٹ مین اوپر ہوتا ہے اور

فوق ورجلاہ من تحت فاذا جاء وقت الخروج انقلب فمن الذی
دونون پانون نیچے پھر جب نکلنے کا وقت آتا ہے تو گھوم جاتا ہے پس اللہ کے سوا اوسکو یہ کون الہام

اعطاہ ذلک الا لھام الا اللہ ومما یوکد ھذا التاویل ان خروجہ
کر سکتا ہے اور اس تاویل کی تاکید اس سے ہوتی ہے کہ بچہ کا اس تنگ سوراخ سے زندہ نکلنا

حیا من ذلک المنفذ الضیق من اعجب العجائب انتھی -
بڑے ہی تعجب کی بات ہے -

وھکذا فی التفسیر العزیزیۃ -
اور ایسا ہی ہے تفسیر عزیزیہ مین

قولہ سورۃ التکویر نزلت بمکہ ثم الاعلی وھی تسع وعشرون اٰیۃ

سورہ تکویر مکہ مین اتری اور اسکی انتیس آیتین ہین -

اقول اسمین ثم الاعلی کا ترجمہ نہین ہے یعنے اسکے بعد سورہ اعلی

نازل ہوئی -

قولہ سورۃ الانفطار نزلت بمکہ ثم الانشقاق وھی تسع عشرۃ اٰیۃ

سورہ انفطار مکے مین اتری اور اسکی انیس آیتین ہین -

اقول اسمین ثم الانشقاق کا ترجمہ نہین ہے یعنے اسکی بعد سورہ

انشقاق نازل ہوئی۔

قوله سورة التطفيف نزلت بمكة او بالمدينة ثم البقرة وهى ست وثلثون اية سوره تطفیف مکے مین اتری اور اسکی چھتیس آیتین ہین

۲ **قول** اسمین جتنی آیت پر نشان ہے اوسکا ترجمہ نہین ہے۔ پس پورا ترجمہ یہہ ہے سوره تطفیف مکہ یا مدینہ مین اتری اور اسکے بعد سورہ بقرہ نازل ہوئی۔

قوله كتاب الفجار لفى سجين بدکار لوگون کے نامہ اعمال قیدیون کے رجسٹر مین درج ہوتے رہتے ہین ف ا۔ رجسٹر انگریزی لفظ ہے مگر اس ملک مین اس کثرت سے شایع ہو گیا ہے کہ ہر ایک شخص جسکو کچہری سے کچھ بھی تعلق ہے اسکو جانتا اور سمجھتا ہے اور اسیلیے ہمنے ترجمہ مین اختیار کیا ہے۔ سوره ویل للمطففین۔

۱ **قول** اس لفظ کو آپنے کئی جگہہ استعمال کیا ہے پس اولا مین آپ سے پوچھتا ہون کہ جسکو کچہری سے کچھہ بھی تعلق نہو وہ اسکو کیا سمجھے گا اور پھر آپسے یہ بھی دریافت کرتا ہون کہ باعتبار کتاب وعملنامہ وغیرہ کے رجسٹر عام فہم ہے یا کتاب وعملنامہ وغیرہ اگر آپ دیانتہً وانصافاً فرماوینگے تو

ضرور یہی ارشاد کرینگے کہ کتاب ہی عام فہم ہے پس ایسے عام لفظ کے رہتے
ہوے ایک ایسی اجنبی لفظ کو جسے ایک قسم کے لوگون سوا اور لوگ خصوصًا
عورتین و بچے کچہہ بھی نہین جانتے قرآن ایسی پاک و ضروری کتاب کے
ترجمہ مین اختیار کرنا کیا ضرور تھا اسکے بدلے اگر آپ بھی یا کہا تا لکھے ہوتے
تو باعتبار رجسٹر کے ضرور عام فہم ہوتا مگر ۵

وہ جہوٹہہ ہے جو زمین آسمان ملا دینگے		تو پاس جتنے ہین سب ان مین ملا دینگے

قولہ فلیتنافس المتنافسون اور ریس کرنے والون کو چاہیئے کہ اسکی ریس
کرین۔ سورہ ویل للمطففین۔

۲ قول اگرچہ ریس کا لفظ دہلی وغیرہ مین مستعمل ہے لیکن ہندوستان کے
ہر اطراف مین عموما عام فہم نہین ہے پس وہی عام فہم ترجمہ کیون نہ لکہا گیا
جو مولانا رفیع الدین صاحب نے لکہا ہے۔ پس چاہیئے کہ رغبت کرین
رغبت کرنے والے۔

قولہ واذا مروا بھم یتغامزون اور جب انکے پاس ہو کر گذرتے
ہین ان پر سینین چلاتے ۵ سین انکھہ مارنے کو کہتے ہین عربی مین اسکا
مقابل غمزہ ہے سورہ ویل للمطففین۔

۲ قول سین چلانے پر جو آپنے حاشیہ چڑھایا ہے اوسی سے ثابت ہی کہ گویہ لفظ دہلی مین مستعمل ہے لیکن عام فہم ہرگز نہین بلکہ اسکی مقابل کا عربی لفظ غمزہ ہے اس سے کہین زیادہ مشہور و عام فہم ہے۔ میر ؎

مت آنکھہ ہمین دیکھہ کے یون مار دیا کر	غمزے ہین بلا اسکو سنکار دیا کر

پس سین چلانے کی جگہہ اگر آپ غمزہ۔ یا آنکھہ مارنا۔ یا سنکارنا۔ یا مٹکی مارنا۔ وغیرہ لکھے ہوتے تو ضرور عموماً عام فہم ہوتا۔ چنانچہ مولانا رفیع الدین صاحب نے آنکھہ مارنا ہی لکھا ہے ورنہ الہ آباد کے پورب اور صوبہ بہار وغیرہ کے لوگ سین کو حرف س کے سوا اور کچھہ نہین سمجھتے اور کلکتہ کے لوگ اسکے سوا اگر کچھہ سمجھتے ہین تو تماشا سمجھتے ہین پس ؎

ای تماشا گاہ عالم روے تو	تو کجا بہر تماشا میروی

قولہ سورة الانشقاق نزلت بمكة ثم الروم وهى خمس وعشرون ایة سورہ انشقاق مکے مین اتری اور اسکی پچیس آیتین ہین۔

۲ قول ثم الروم کا ترجمہ نہین ہے یعنے اسکے بعد سورہ روم نازل ہوئی

قولہ سورة البروج نزلت بمكة ثم التين وهى اثنتان وعشرون آية سورہ بروج مکے مین اتری اور اسکی بائیس آیتین ہین

۲ قول اسمین ثم التین کا ترجمہ نہین ہے یعنے اسکے بعد سورہ والتین نازل ہوئی۔

قوله سورة الطارق نزلت بمكة ثم القمر وهی سبع او ثمان عشرة اية سورہ طارق مکے مین اتری اور اسکی سترہ یا اٹھارہ آیتین ہین

۲ قول اسمین ثم القمر کا ترجمہ نہین ہے یعنے اسکے بعد سورہ قمر نازل ہوئی۔

قوله سورة الاعلى نزلت بمكة ثم الليل وهی تسع عشرة اية سورہ اعلی مکے مین اتری اور اسکی انیس آیتین ہین۔

۲ قول اسمین ثم الليل کا ترجمہ نہین ہے یعنے اسکے بعد سورہ والليل نازل ہوئی۔

قوله اور اس سے وحی مین گول مال ہونیکا احتمال تھا۔ حاشیہ آیت انه يعلم الجهر وما يخفى سورة الاعلى

۲ قول گول مال خاص بنگالی محاورہ ہے پس ڈپٹی صاحب نے جیسے اپنے اس اردو ترجمہ مین پنجابی محاورون کو داخل کیا ہے ویسے ہی بنگالی جملون کو بھی شامل کرکے ہندوستان کے سرپاؤن کو ایک کردیا ہے

ع جو کام ہوا ہمسے وہ رستم سے نہو گا

قوله سورۃ الفجر نزلت بمکۃ او بالمدینۃ ثم الضحیٰ وھی ثلثون آیۃ سورہ فجر مکے مین اتری یا مدینے مین اور اسکی تیس آیتین ہین

۲ قول اسمین ثم الضحیٰ کا ترجمہ نہین ہے یعنے اسکے بعد سورہ والضحیٰ نازل ہوئی۔

قوله سورۃ البلد نزلت بمکۃ ثم الطارق وھی عشرون آیۃ

سورہ بلد مکے مین اتری اور اسکی بیس آیتین ہین۔

۲ قول اسمین ثم الطارق کا ترجمہ نہین ہے یعنے اسکے بعد سورہ طارق نازل ہوئی۔

قوله سورۃ الشمس نزلت بمکۃ ثم البروج وھی خمس عشرۃ آیۃ

سورہ شمس مکے مین اتری اور اسکی پندرہ آیتین ہین۔

۲ قول اسمین ثم البروج کا ترجمہ نہین ہے یعنے اسکے بعد سورہ البروج نازل ہوئی۔

قوله سورۃ اللیل نزلت بمکۃ ثم الفجر وھی احدیٰ وعشرون آیۃ

سورۃ اللیل مکے مین اتری اور اسکی اکیس آیتین ہین۔

۲ قول اسمین ثم الفجر کا ترجمہ نہین ہے یعنے اسکے بعد سورہ فجر نازل ہوئی۔

قولہ سورۃ الضحیٰ نزلت بمکۃ وسن التکبیر اخرھا واخر کل سورۃ نزلت بعدھا ثم الانشراح وھی احدی عشرۃ ایۃ
سورہ ضحی مکے مین اتری اوراسکی گیارہ آیتین ہین۔

۱ قول اسمین جتنی عبارت پر ہمنے خط کھینچدیا ہے اوسکا ترجمہ نہین ہے
پس پورا یہہ ترجمہ ہے سورہ والضحیٰ مکہ مین اتری اوراسکی اور اسکے بعد جو سورتین نازل ہوئین اون سبکے آخر مین تکبیر یعنے اللہ اکبر کہنا سنت ہے اور اسکے بعد سورہ انشراح نازل ہوئی اور اسمین گیارہ آیتین ہین

قولہ سورۃ الانشراح نزلت بمکۃ ثم العصر وھی ثمان ایات
سورہ انشراح مکے مین اتری اور اسکی آٹھہ آیتین ہین۔

۲ قول اسمین ثم العصر کا ترجمہ نہین ہے یعنے اسکے بعد سورہ عصر نازل ہوئی

قولہ الم نشرح لک صدرک (ای پیغمبر) کیا ہمنے تمہارا حوصلہ فراخ نہین کیا (یعنے کیا) ف ہم حوصلہ فراخ کرنیکے یہہ معنے ہین کہ تبلیغ رسالت کوئی آسان کام نہ تھا پیغمبر صاحب نے اپنا کام ایسے لوگون مین شروع کیا

جو اس زمانے مین بڑے جاہل اور اکھڑ اور درشت خو اور جنگجو اور تہذیب اور شائستگی کے اعتبار سے بڑے پست حالت مین تھے ایسے لوگون کو راہ پر لانا گویا پہاڑ سے جوی شیر کا لانا تھا جسنے اسلام کے ابتدائی تاریخ پڑھی ہوگی وہی ان مشکلات کا کسی قدر اندازہ کر سکتا ہے جو پیغمبر صاحب کو اسلام کے رواج دینے مین پیش آئین دہمکیان الگ دیجاتی تھین یہہ پیغمبر صاحب ہی کا حوصلہ تھا کہ اپنے ارادے پر ثابت قدم رہے اور اپنی زندگی مین تمام جزیرہ عرب کو مسلمان کر لیا اس سورت مین انہین باتون کے طرف اشارہ ہے۔

۲ **قول** ان باتون کے سوا ایک بات کے طرف بھی اشارہ ہے جسکو آپنے بتقلید سرسید شائد خلاف نیچر سمجھکر چھوڑ دیا ہے وہ یہ ہے کہ جناب مولانا شاہ **عبدالقادر** صاحب رحمۃ اللہ علیہ فائدہ مین افادہ فرماتے ہین حوصلہ کشادہ کیا بڑا کام اوٹھانے کو اور ظاہر مین بھی فرشتون نے حضرت کا سینہ چاک کیا دل مین سے سیاہی نکال کر دہو ڈالا انتہی۔

اور جناب مولانا شاہ **عبدالعزیز** صاحب رحمۃ اللہ علیہ **فتح العزیز**

مین تحریر فرماتے ہین شرح صدر حسی نمونہ شرح معنوی بود۔

اور جناب شاہ ولی اللہ صاحب سرور المحزون مین ارشاد فرماتے ہین و نزدیک حلیمہ شگافتند سینہ آنحضرت را صلی اللہ علیہ وسلم و پر کردند انرا بدانش و ایمان۔

اور جلاء العیون نظم سرور المحزون مین ہے ۵

بود بہ نزدیک حلیمہ کہ تا	سینہ او گشت بحق آشنا
یک دو ملایک ز سپہر بلند	آمدہ نزدیک شہ ارجمند
صدر شریفش چو قمر کرد شق	ساختہ مشحون ز انوار حق

اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ مدارج النبوۃ مین لکھتے ہین و قضیہ شق صدر شریف و غسل قلب وے صلی اللہ علیہ وسلم نیز پیش حلیمہ واقع شد انتہی۔

اور مولوی سید محمد صدیق حسن خان مرحوم ترجمان القرآن مین لکھتے ہین شرح صدر کیا یعنے حوصلہ کشادہ دیا تا بار کام اوٹھا سکیو اور ظاہر مین بھی فرشتون نے حضرت کا سینہ چاک کیا۔

اور قرۃ العیون شرح سرور المحزون مصنفہ نواب محمد علیخان

بہادر رئیس ٹونک مین ہے حکمت اس شق صدر مین یہہ تھی کہ حکما اور
اطبا اس سے انکار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ شق ہونا سینہ اور دل
کا موت ہے کہ زندگی کے ساتھہ جمع نہین ہو سکتی ہے سو پروردگار
تعالی نے اپنی قدرت ظاہر کی اور عقلا لوگ اسمین تاویل کرتے ہین کہ
مراد اس سے پاک کرنا باطن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اس جہان
کے برائیون سے اور اہل ایمان اسکی تصدیق کرتے ہین بے تاویل اور
انکار کے اور کہتے ہین کہ یہہ جو کچھہ حکما وغیرہم کہتے ہین اسباب عادی
ہین اور خداوند تعالی پر کوئی چیز محال نہین انتہی۔
ایسا ہی ہے سیرۃ ابن ہشام اور سیرت احمدی اور مواہب لدنیہ و زرقانی
اور تاریخ خمیس اور تفسیر در منثور وغیرہ عامہ کتب تفاسیر و سیر و تواریخ مین
اور امام رازی تفسیر کبیر مین لکھتے ہین فی شرح الصدر قولان
شرح صدر مین دو قول ہین۔
الاول ماروی ان جبرئیل علیہ السلام اتاہ وشق صدرہ واخرج
اول وہ کہ روایت کیا گیا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کے
قلبہ وغسلہ وانقاہ من المعاصی ثم ملاہ علما وایمانا ووضعہ
سینہ کو پاک کیا اور دل کو نکالا اور اوسکو گناہون سے صاف کیا پھر اوسمین علم اور ایمان بھرا اور
فی صدرہ
اوسکو اونکے سینہ مین رکھدیا
والثانی ان المراد من شرح الصدر ما یرجع الی المعرفۃ والطاعۃ
اور دوسرا یہ کہ شرح صدر سے مراد وہ امور ہین جنکا مرجع معرفت اور طاعت کے طرف ہے

واعلم ان القاضی طعن فی هذه الروایة من وجوه
اور جان کہ قاضی نے اس روایت میں کئی وجہ سے طعن کیا ہے۔
احدها ان الروایة ان هذه الواقعة انما وقعت فی حال
ایک یہ کہ اس واقعہ کے روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لڑکپن کے متعلق ہے
صغره علیه السلام وذلک من المعجزات فلا یجوز ان تتقدم نبوته
اور یہ منجملہ معجزات کے ہے پس اس کو نبوت کے پہلے نہ ہونا چاہیے
وثانیها ان تاثیر الغسل فی ازالة الاجسام والمعاصی لیست باجسام
اور دوسرے یہ کہ دھونے کی تاثیر اجسام میں ہوا کرتی ہے اور گناہ ہیں اجسام نہیں ہیں
فلا یکون للغسل فیها اثر۔
پس ان میں دھونے کا کوئی اثر نہ ہوگا
وثالثها انه لا یصح ان ملاء القلب علما بل الله تعالی یخلق فیه
اور تیسرے یہ کہ صحیح نہیں کہ دل میں علم بھرا جاتا ہے بلکہ اللہ تعالی علم کو اوس میں پیدا کرتا ہے
العلوم۔
والجواب عن الاول ان تقدم المعجزة علی زمان البعثة جائز
اور اول کا یہ جواب ہے کہ بعثت کے زمانہ سے پہلے معجزہ کا ہونا ہم لوگوں کے نزدیک جائز ہے
عندنا وذلک هو المسمی بالارهاص ومثله فی حق الرسول
اور اسکو ارہاص کہتے ہیں اور مثل اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت
علیه السلام کثیر
ہیں
واما الثانی والثالث فلا یبعد ان یکون حصول ذلک الدم الاسود
اور لیکن دوسرا اور تیسرا تو کوئی بعید نہیں کہ وہ سیاہ خون جسکو آنحضرت علیہ السلام
الذی غسلوه من قلب الرسول علیه السلام علامة للقلب الذی
کے قلب مبارک سے نکال کر دھو ڈالا ہے معاصی کے طرف جھکنے اور طاعت سے رکنے
یمیل الی المعاصی ویحجم عن الطاعات فاذا ازالوه عنه کان ذلک
کے علامت رہی ہو اور جب اسکو اوس سے دور کیا تو یہ طاعات پر جمے
علامة لکون صاحبه مواظبا علی الطاعات محترزا عن السیئات
رہنے اور برائیوں سے بچنے کی علامت ہوگئی
فکان ذلک کالعلامة للملائکة علی کون صاحبه معصوما وایضا
پس یہ فرشتوں کے لئے گویا اس بات کی علامت قرار دی گئی کہ یہ حضرت معصوم ہیں

فلان الله تعالی یفعل ما یشاء و یحکم ما یرید انتہی
اور بیشک اللہ تعالی جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو ارادہ کرتا ہی اوسکو مضبوط کرتا ہے
پس جبکہ ایسے اکابر مفسرین و علماء محققین اس جلیل القدر و عظیم النفع
مسلم الثبوت واقعہ کے مثبت ہون تو ڈپٹی صاحب ایسون کی کیا وقعت
ہے کہ انکے سامنے ایسے مشہور و ضروری مضمون کو اپنے ترجمہ قرآن سے
بالکل بغیر وساقط کرکے اوسکو نسیا منسیا کر جائین ۵

مگس زدعوی پرواز نبی وبندد		چو جبرئیل درآید ببال جنبانی

اگر نادانستہ یہ امر صادر ہوا ہوتا تو خیر کہا جا سکتا تھا کہ الانسان
مرکب من الخطاء والنسیان لیکن غضب تو یہہ ہے کہ دیدہ و دانستہ
دن دہاڑے اس متاع اسلام پر ہیہ ڈاکا پڑا ہے فیا اللہ و یا للدواھی

الٰہی الامان رہیو نگہبان اپنی منبر کا		بلا نازل ہوئی شانہ پیکا کل دشمن خیمہ قرآن

قولہ سورۃ التین نزلت بمکۃ او بالمدینۃ وسن للقاری ان
یقول بعدھا بلی و انا علی ذلک من الشاھدین ثم القریش وھی ثمان آیات
سورۃ تین مکے مین اتری یا مدینہ مین اور اسکی آٹھہ آیتین ہین ۔
اقول اسمین جتنی عبارت پر مینے خط کھینچ دیا ہے اسکا ترجمہ نہین
اور اونکا یہہ ترجمہ ہے کہ اسکے پڑھنے والے کے لئے سنت ہے

کہ اسکے بعد بلی وانا علی ذلک من الشاھدین کہے اور اسکے معنے
ہے۔ ہان اور مین اسپر گواہ ہون۔ اور اسکے بعد سورہ قریش نازل ہوئی
اور اسمین آٹھ آیتین ہین۔

قولہ سورۃ العلق نزلت بمکۃ وصدرھا الی مالم یعلم اول ما
نزل من القران ثم القلم وھی تسع عشرۃ ایۃ سورہ علق کے ابتدا سے
اور مالم یعلم تک قرآن مین سب سے اول نازل ہوئی اور اسکی انیس آیتین ہین

۲ **قول** اسمین ثم القلم کا ترجمہ نہین ہے یعنے اسکے بعد سورہ قلم نازل ہوئی

قولہ سورۃ القدر نزلت بمکۃ او بالمدینۃ ثم الشمس وھی خمس ایات
سورہ قدر مکے مین اتری یا مدینے مین اور اسکی پانچ آیتین ہین۔

۲ **قول** اسمین ثم الشمس کا ترجمہ نہین ہے یعنے اسکے بعد سورہ
والشمس نازل ہوئی۔

قولہ سورۃ البینۃ نزلت بمکۃ او بالمدینۃ ثم الحشر وھی ثمان
آیات سورہ بینہ مکے مین اتری یا مدینے مین اور اسکی آٹھ آیتین ہین

۲ **قول** اسمین ثم الحشر کا ترجمہ نہین ہے یعنے اسکے بعد سورہ
حشر نازل ہوئی۔

قولہ سورۃ الزلزال نزلت بمکۃ وقیل بالمدینۃ ثم الحدید وھی ثمان ایات سورہ زلزال مکے مین اتری اور بعض کہتے ہین مدینے مین اور اسکی آٹھ آیتین ہین۔

۲ قول اسمین ثم الحدید کا ترجمہ نہین ہے جسکے معنے ہے اسکے بعد سورہ حدید نازل ہوئی۔

قولہ سورۃ العادیات بمکۃ او بالمدینۃ مختلف فیھا ثم الکوثر وھی احدے عشرۃ آیۃ سورہ عادیات مکے مین اتری یا مدینے مین اور اسکی ۱۱ آیتین ہین۔

۲ قول اسمین ثم الکوثر کا ترجمہ نہین ہے یعنے اسکے بعد سورہ کوثر نازل ہوئی۔

قولہ سورۃ القارعۃ نزلت بمکۃ ثم القیامۃ وھی احدے عشرۃ آیۃ سورہ قارعہ مکے مین اتری اور اسکی گیارہ آیتین ہین۔

۲ قول اسمین ثم القیامہ کا ترجمہ نہین ہے یعنے اسکے بعد سورہ قیامت نازل ہوئی۔

قولہ کا الفراش المبثوث جیسے پردار چیونٹیان۔

اقول مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب فتح العزیز مین فرماتے
ہین۔ مثل پروانہ ہای پراگندہ۔ اور مولانا عبدالقادر صاحب لکھتے
ہین جیسے پتنگے بکھرے۔ پس اسکا ترجمہ پر دار چیونٹی کیونکر صحیح و درست ہوگا

قولہ سورۃ التکاثر نزلت بمکۃ ثم الماعون وھی ثمان ایات
سورہ تکاثر مکے مین اتری اور اسکی آٹھ آیتین ہین۔

اقول اسمین ثم الماعون کا ترجمہ نہین ہے یعنے اسکے بعد سورہ
ماعون نازل ہوئی۔

قولہ سورۃ العصر نزلت بمکۃ او بالمدینۃ ثم العادیات وھی ثلث
ایات سورہ عصر مکے یا مدینے مین اتری اور اسکی تین آیتین ہین۔

اقول اسمین ثم العادیات کا ترجمہ نہین ہے یعنے اسکے بعد سورہ
عادیات نازل ہوئی۔

قولہ سورۃ الھمزۃ نزلت بمکۃ او بالمدینہ ثم المرسلات وھی
تسع ایات سورہ ہمزہ مکے یا مدینے مین اتری اور اسکی نو آیتین ہین

اقول اسمین ثم المرسلات کا ترجمہ نہین ہے یعنے اسکے بعد سورہ
والمرسلات نازل ہوئی۔

قوله سورة الفيل نزلت بمكة ثم الفلق وهي خمس ايات سورہ فیل مکے مین اتری اور اسکی پانچ آیتین ہین۔

۲ **اقول** اسمین ثم الفلق کا ترجمہ نہین ہے یعنے اسکے بعد سورہ فلق نازل ہوئی۔

قوله فجعلهم كعصف مأكول۔ ان کو کہای ہوئی خوید کے طرح تباہ کردیا۔

۲ **اقول** خوید فارسی لفظ اردو بلکہ فارسی مین بھی بہت ہی کم مستعمل ہے اور اسکے معنی کچی زراعت کے ہے چنانچہ حضرت **سعدی** گلستان مین لکھتے ہین ؎

ہرکہ مزروع خود خورد بخوید	وقت خرمنش خوشہ باید چید

پس عصف کا ترجمہ خوید لفظاً ومعناً کسی طرح درست نہین مولانا شاہ **عبد القادر** صاحب اسکا ترجمہ بھس لکھتے پس اگر یہی لکھا گیا ہوتا تو ضرور مفید اور عموماً عام فہم بھی ہوتا۔

قوله سورة القريش نزلت بمكة او بالمدينة ثم القارعة وهي اربع ايات سورہ قریش مکے مین اتری یا مدینے مین اور اسکی چار آیتین ہین

۲ قول اسمین ثم القارعہ کا ترجمہ نہین ہے یعنے اسکے بعد سورہ قارعہ نازل ہوئی۔

قولہ سورۃ الماعون نزلت بمکۃ وقیل بالمدینۃ ثم الکافرون وھی سبع ایات سورہ ماعون مکے مین اتری اور بعضے کہتے ہین مدینے مین اور اسکی سات آیتین ہین۔

۲ قول اسمین ثم الکافرون کا ترجمہ نہین ہے یعنے اسکے بعد سورہ کافرون نازل ہوئی۔

قولہ سورۃ الکافرون نزلت بمکۃ او بالمدینۃ ثم الفیل وھی ست ایات۔ سورہ کافرون مکے مین اتری یا مدینے مین اور اسکی چھ آیتین ہین۔

۲ قول اسمین ثم الفیل کا ترجمہ نہین ہے یعنے اسکے بعد سورہ فیل نازل ہوئی۔

قولہ سورۃ النصر نزلت بالمدینۃ ثم النور وھی ثلث ایات سورہ نصر مدینے مین اتری اور اسکی تین آیتین ہین۔

۲ قول اسمین ثم النور کا ترجمہ نہین ہے یعنے اسکے بعد سورہ نور

نازل ہوئی۔

قولہ سورۃ اللهب نزلت بمکۃ ثم التکویر وھی خمس آیات

سورہ لہب مکے مین اتری اور اسکی پانچ آیتین ہین۔

اقول اسمین ثم التکویر کا ترجمہ نہین ہے یعنے اسکے بعد سورۃ تکویر نازل ہوئی۔

قولہ حمالۃ الحطب جو لگائی بجھائی کرتی پھرتی ہے۔

اقول حاشیہ مین آپ خود فرماتے ہین کہ حمالۃ الحطب کے لفظی معنی ہین لکڑیون کی اوٹھانے والی اور عربی کے محاورہ مین چغلخور کو بھی کہتے ہین اس سے ثابت ہے کہ لکڑی اوٹھانے والی اسکے حقیقی معنے ہے اور لگائی بجھائی کرنے جو چغلخور کا حاصل معنی ہے اسکی مجازی معنی ہے پس حقیقی معنے کے رہتے اور بنتے اور مطابق واقع کے پائجانے کے بھی نفس ترجمہ مین مجازی ہی معنے کو اختیار کرنا کیونکر جائز و درست ہوگا اگر آپ کو یہہ لکھنا ہی تھا تو پہلی آپ اسیکو لکھے ہوتے اور حاشیہ مین اس معنی کو بھی ظاہر کر دیتے جیسے اسکے عکس کو آپنے اختیار کیا ہے پس اس عکس کا عکس البتہ درست ہے والا ترجمہ معکوس

ہے کما لا یخفی۔

قولہ فی جیدھا حبل من مسد اسکے گردن مین بھنوان سی ہوگی

اقول بھنوان کا لفظ مشہور و فصیح نہین ہے بعض گنوار بھنوان البتہ کہا کرتے ہین۔

قولہ سورۃ الاخلاص نزلت بمکۃ او بالمدینۃ ثم النجم وھی اربع او خمس آیات۔ سورہ اخلاص مکے مین اتری اور بعض کہتے ہین مکہ مین اور اسکی پانچ آیتین ہین۔

اقول اسمین ثم الناس کا ترجمہ نہین ہے یعنے اسکے بعد سورہ ناس نازل ہوئی۔

قولہ ومن شر حاسد اذا حسد اور ہونسنے والے کے شر سے جب وہ ہونسنے لگے۔

اقول ہونسنے سے حسد ہی کا لفظ زیادہ واضح اور عام فہم ہے۔

قولہ سورۃ الناس نزلت بمکۃ وقیل بالمدینۃ ثم الاخلاص وھی ست آیات سورہ ناس مکے مین اتری اور بعض کہتے ہین مدینے مین اور اسکی چھے آیتین ہین۔

اقول اسمین سورۃ الاخلاص کا ترجمہ نہین ہے یعنے اسکے بعد سورہ اخلاص نازل ہوئی۔

قولہ قل اعوذ برب الناس ۰ الہ الناس ۰ من شر الوسواس الخناس ۰ الذی یوسوس فی صدور الناس ۰ من الجنۃ والناس ۰

(اے پیغمبر اپنی حفاظت کے لیئے یون) دعا مانگا کرو کہ (شیطان) جو لوگون کے دلون مین وسوسے ڈالتا (اور خود) نظر نہین آتا (اور) جنات اور آدمی (دونون ہی اس قسم کے) وسوسہ انداز (ہوتے ہین) انکے شر سے مین لوگون کے پروردگار لوگون (حقیقی) بادشاہ لوگون کے معبود (برحق یعنے خدا) کی پناہ مانگتا ہون۔

اقول اولا اس سورہ مبارکہ کے ترجمہ مین اسقدر تقدیم وتاخیر کیسے ہے کہ سر کا پیر کردیا گیا ہے یعنے اعوذ کا ترجمہ من الجنۃ والناس کے نیچے لکھا گیا ہے پس گو اردو درست نہین ہمثل ہی ہو جاے لیکن ترجمہ مین اسقدر تقدیم وتاخیر ہرگز درست نہین خصوصًا جبکہ قرآن ایسے مبارک متن کے نیچے وہ ترجمہ لکھا ہو تو ازبس نازیبا ہے ۵

نہین آگاہ وہ رنگین ادا رنگ محبت سے	کرے سو رنگ سے گو خط مین رنگینی عبارت کی

ثانیا۔ اس ترجمہ مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زبان مبارک
سے یہہ جملہ جو متن قرآن مین نہین ہے شیطان کے بارہ مین کہلایا گیا
ہے۔ کہ وہ خود نظر نہین آتا۔ پس خیال کرنا چاہیئے کہ اس سے نیچری
مذہب کے اس مسئلہ کو کہ شیطان کا وجود خارجی نہین ہے لہذا وہ ایکسا
قوت مفضی الی الشر کے سوا اور کچھہ نہین ہے۔ کسقدر زور دیا گیا ہے
حالانکہ احادیث متواترہ و روایات متکاثرہ سے وجود خارجی شیطان
ملعون بواقعات مختلفہ ثابت و مروی ہے پس باوجود اسکے نفس قرآن
کے ترجمہ مین اسکے خلاف مضمون کو ایسے انداز سے لکھنا کہ معاذ اللہ پیغمبر
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زبان مبارک سے نکلا اور وحی نے صادر
ہوا ہے ضرور دیانت کے خلاف کرنا اور نیچری مذہب کی جڑ و ہوا باندھنا
ہے اسی طرح پر کہ اس ترجمہ کے وجہہ تالیف مین تراجم رفیعیہ و قادریہ وغیرہ
تو محض وحشی و بیکار ہی کر دیئے گئے ہین اور اسمین ابتدا سے انتہا تک
یہی ملحوظ نظر رکھا گیا ہے کہ جہان تک ہوسکے مضامین و دعاوے نیچریہ
بقرائن قرآنیہ ثابت کیجائین پس اب جہان کسی سے کچھہ گفتگو آپڑیگی
تو نیچری لوگ یہی ترجمہ نکالینگے اور اسمین تو پہلے ہی سے یہہ مصالح

سونے مین سہاگہ اور گندہک مین شورہ ملاکر رکھا ہی ہوا ہے پس فوراً
اسکے استعمال سے نیچری مذہب کندن کے مانند چمکنے لگے گا یا فاسفورس
و ملیریا کے مانند بھڑک اوٹھے گا اور اسکا مقابل و مزاحم بیچارہ گویا قرآن
ہی سے مغلوب و معقول ہوکر ساکت و صامت ہو جائیگا پھر آپ بغلین
بجائینگے اور قہقہے اوڑائینگے لیکن یاد رہے کہ یہہ تدابیر و افکار کچھہ
کام نہ آئینگے اور ساری بند شین اور پیش بندیان بیکار و مہمل ہو جائینگی
کیونکہ اللہ تعالی کے ذات پاک سے یہہ امید ہے کہ کسی طرح سے کوئی اس
دین و ملت کو بگاڑے یا قرآن شریف کی تصحیف و تحریف کرے لیکن
بموجب وانا لہ لحافظون کے وہ برابر اسکی حفاظت و نگہبانی کریگا
ہم اوسکی نگہبان ہین
اسلئے ہمیشہ دودہ کا دودہ اور پانی کا پانی ہی ہونا رہے گا ۵

کبھی رتبہ بلند او نا نہو جو پست ہمت ہین	دکھائین گر بلندی لاکھہ وہ اپنی عمارت کی

تمت

۲۴ ربیع الثانی - روز چہارشنبہ ۱۳۱۸ھ

(کلکتہ)

التماس چند

نہین وہ مین کہ میری التماس بیجا ہو	وہی کہونگا جو ہوگا بجا سنو نسنو

اولاً اس رسالہ مین (شمس العلماء ڈپٹی نذیر احمد صاحب دہلوی کے ترجمہ وحاشیہ قرآن کی) ———— چند غلطیان بطور نمونہ محض حسبتہً للہ اظہار اللحق والصواب دکھلائے گئے ہین۔ کسیکی حمیت وحسد سے اسکو کچھ تعلق ولگاؤ نہین ہے

ایمان ماست سینہ چو آئینہ داشتن	کفرست در طریقہ ما کینہ داشتن

ثانیاً اس رسالہ مین عبارات مقدمہ ترجمہ۔ دیباچہ ترجمہ جلد صحیح مطبوعہ مطبع انصاری دہلی سنہ ۱۳۱۴ھ وعبارات ترجمہ حمائل مطبوعہ مطبع انصاری دہلی سنہ ندارد سے بہ نشان نام سورہ وشمار رکوع منقول ہے پس ان دونون کے سوا اور نسخون مین اگر اسکے کچھ خلاف ہو تو ناقل پر اسکا الزام نہین اور چونکہ مترجم صاحب نے حمائل ہذا مین نشان آیات ساقط کر دیا ہے اسلئے ناقل نے بھی اوسکو فروگذاشت

کیا ہے دنا ھم کماد انوا۔ ہمنے اونسے وہی معاملہ کیا ہے جو اونہونے کیا ہے

ثالثاً اس رسالہ مین زیادہ تر اونہین مضامین پر ایرادات وارد کئے گئے ہین جو عقاید و اعمال محققہ اسلام کے ضرور خلاف ہین۔ ہان کہین کہین کچھہ لفظی گفتگو جو آگئی ہے تو۔

اولاً اس حیثیت سے کہ المعنی یدور بالالفاظ
معنے لفظون کے ساتہہ گہوما کرتے ہین۔

ثانیاً اس لحاظ سے کہ یہہ الفاظ مختارہ مترجم اوس تسہیل و تیسیر کے خلاف ہین جو ترجمہ قرآن مین مطلوب اور مترجم صاحب اوسکے مدعی ہین اور پہر اوسکے لئے دوسری الفاظ سہل و آسان عام فہم موجود بھی ہین۔

رابعاً ہر ذیعلم کے خدمات عالیات مین عرض ہے کہ آپ حضرات للہ ذرا تکلیف گوارا کرکے ان ایرادات کو جو اس رسالہ مین پیش کئے گئے ہین اصل متن قرآن و ترجمہ ہذا سے ملاکر ملاحظہ کرین اور لفظاً و معناً اگر یہ ایرادات بجاے خود درست و صحیح ہون تو جیسے ہم مترجم ذیشان کے خدمت عالی مین اپیل کرتے ہین کہ آیندہ ایڈیشن مین اسکی ترمیم و تصحیح کراکے اور مولانا شاہ عبدالقادر و مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کی جو تنقیص دیباچہ مین بطور تلمیح لکھی گئی ہے اوسکو حذف کراکے چھپواوین

تو نعم الوفاق وحبذا الاتفاق ویسی آپ حضرات بہی اونکی خدمت عالی مین یہہ اپیل کرین اور خدا انخواستہ
اگر میری ہی ایرادات بیجا ہون تو بذریعہ خط خاص مجھے مطلع کرین مین شکریہ ادا کرکے اپنے ایرادات کو بخوشی
واپس لونگا اور اپنی غلطی کا آپ مشتہار دونگا کیونکہ معاذ اللہ مین اون
لوگون مین نہین ہون جنکے شان مین کہا گیا ہے اذا قیل لہ اتق اللہ
جب اوسکو کہا جاتا ہے کہ خدا سے ڈر تو
اخذتہ العزۃ
اوسکو حمیت پکڑ لیتی ہے

خامسًا مبادا - اگر کوئی صاحب کیسیکی حمیت خاص و کسی خیال مختص
سے خواہ مخواہ اسکا کچھہ جواب ہی لکھین تو اونکو چاہیئے کہ پورے رسالہ
کا جواب لکھین اگر بزعم خود فقط دو ایک قول کا جواب لکھکر کسی رسالہ
یا پرچہ کی ذریعہ سے شایع کرینگے تو وہ جواب نہ سمجھا جائیگا - ہان جو حضرات
معقول طور پر تہذیب کے ساتھہ پورے رسالہ کا محققانہ جواب لکھینگے
تو اونکی معقول باتین بالراس والعین قبول کیجاوینگی کیونکہ بحمد اللہ مین اون
لوگون مین ہون جنکے شان مین قرآن پاک مین کہا گیا ہے قل ان کان
کہدو اگر
للرحمان ولد فانا اول العابدین - اور اگر ناحق کوئی صاحب ادہر اودہر
خدا کے بیٹا ثابت ہوجاے تو ہم پہلے ماننے والے ہین
کی بالائی باتون سے کوئی رسالہ ترتیب دیکر یا کسی پرچہ کے دو ایک کالم کو
رنگ کر پانچ سوارون مین شامل ہونگے تو مصنف کو بہی بموجب جواب

ترکی بترکی اوسکی خبرگیری وخدمتگذاری مین کوئی اغماض نہوگا۔ فان

عدتم عدنا ع من آیم بجان گر تو آئی بہ تن ۵

تو مکدر نہو تو عشق مین ہم	ایک اندھی ہین خاک اوڑانے کو

سابعًا جن حضرات کے پاس یہہ رسالہ پہونچے اونسے یہ درخواست ہے کہ مطالعہ کے بعد بطور ریویو یا ریمارک یا اوپنین ورای وتصحیح وتقریظ کے گو وہ مصنف کے خلاف ہی کیون نہو مصنف کے پاس ضرور ارسال کرین مصنف بہرحال اونکا شکریہ ادا کریگا۔ اور ابتدا انفاذ رسالہ سے چھہ مہینہ تک کے درمیان مین جو تحریرین آئینگی وہ بطور رسالہ ہوبہو چھاپ کر شایع کردی جائیگی۔

الراقم

ابو محمد عبد الله عفی عنہ

عربک پروفیسر مدرسہ ٹیابرج کلکتہ - ۱۵ رمضان سنہ ۱۳۱۸ ہجری

مقیمی ہوڑہ اسٹیشن کلکتہ محلہ ٹنڈیل باغ نمبر ۵۹

تقریظ مولانا بقیۃ السلف وحجۃ الخلف زبدۃ المحدثین و نخبۃ المفسرین محمد علی اکرم صاحب آروی

ابقاہ اللہ بافضالہ القوی۔ قاضی۔ خضرپور۔ کلکتہ

الحمد للہ علی نوالہ۔ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد والہ

امّا بعد

واضح ہو کہ جب ترجمہ قرآن ڈپٹی نذیر احمد صاحب کا میرے مطالعہ سے گذرا تو اسکی بہت سی باتین خلاف تفسیر مفسرین بلکہ خلاف دین متین معلوم ہوئین مگر انکی تحریر ایسے ڈھنگ سے واقع ہوئی ہے کہ غور و تامل سے نہ پڑھنے والے لوگ اسکی مرکو نہ سمجھے اسلیئے اسکو تلقی بالقبول کرکے پڑھنے پڑہانے لگے مجھے اس سے یہہ خوف ہوا کہ شدہ شدہ کچھہ دن کے بعد لوگ اسکی غلطیون سے بالکل ناواقف ہوجائینگے اور بے کھٹکے اسی پر عمل در آمد کرنے لگینگے پس خیال تھا کہ اسکی تصحیح ہوجاے اور اسکی غلطیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امت کو دکھائی جائے تاکہ لوگ اس پر اعتبار و اطمینان نکرین بلکہ اس ترجمہ کو خلاف جانکر ترک کرین اتفاقاً ایک روز عزیزم مولوی حافظ حکیم **ابو محمد عبد اللہ** سلمہ اللہ سے اسکا تذکرہ آیا تب اونہون نے بھی کہا کہ واقعی اسکی تصحیح ضرور ہے چنانچہ میری تحریص و انبعاث سے مولوی صاحب اسکی تصحیح پر آمادہ ہوے اور باوجود اشتغال درس و تدریس و طبابت وغیرہ تھوڑی ہی مدت مین محض بغرض اصلاح دین و نصحا

اعانۃ المسلمین و تصحیح ترجمہ قرآن مبین کوشش بلیغ فرماکر اس چند سنگین غلطیون کی تصحیح
کردی کیونکہ اگر اس ترجمہ کی پوری تصحیح مدنظر رکھی جاتی تو یہہ ترجمہ بالکل ہی بیکار ہوجاتا ڈپٹی
صاحب پر یہہ لطف کیا گیا کہ انکی تھوڑی ہی سی غلطیان دکھائی گئین کیونکہ انسان خطا سے
معصوم نہین ہوسکتا اللہ تعالی انکی خطاؤن کو معاف کرے اور انکو اپنی غلطیون پر مصر نکرے
بلکہ متنبہ فرمائے الحمد للہ کہ مولوی **ابو محمد عبد اللہ** صاحب کی یہہ تصحیح بجای خود
بہت ہی عمدہ و محقق و مفید ہے اللہ پاک اسکو قبول کرے اور انکو جزا رخیر دے میرے دل کی
آرزو برآئی اللہ پاک انکی آرزؤن کو بھی برلائے امین بجاہ سید الامین صلی اللہ علیہ
والہ وسلم۔

محمد علی اکرم آروی غفرہ اللہ واساتذہ ومشائخہ وابویہ ووالدیہم
برحمتہ وغفرانہ وعرفانہ ۱۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳۱۹ ہجری روز پنجشنبہ

حامداً و مصلیاً

اما بعد واضح ہو کہ مولانا شاہ **رفیع الدین** صاحب علیہما الرحمۃ کے ترجمہ
قرآن کے رہتے ہوئے ڈپٹی نذیر احمد صاحب نے جب اپنا ترجمہ نکالا تو جو لوگ ناول
وافسانون سے لگاؤ رکھتے تھے اور علوم عربیہ خصوصاً فن تفسیر اور اسلوب قرآنی سے
کچھہ بھی واقف نہ تھے اس ترجمہ کو دیکھکر ایسے پھڑک اوٹھے کہ اسکو بے نظیر سمجھکر فوراً

ڈپٹی صاحب کے خدمت شکریہ کا تار روانہ کیا اور اسیکا درس شروع کیا اور اپنی تحریرات وتصانیف مین اسی سے عبارات نقل کرنے لگے مگر جو حضرات کہ علوم عربیہ خصوصًا تفسیریہ سے کچھ بھی واقف تھے وہ دیکھتے ہی کہہ پڑے کہ مولانا شاہ عبد القادر صاحب کے ترجمہ کے رہتے ہوے کسی ترجمہ کی ضرورت نہین ہے اور اس ترجمہ مین لفظی ومعنوی بہت سی غلطیان ہین منجملہ انکے ہمارے مکرم ومعظم مولانا حافظ حکیم ابو محمد عبد اللہ سلمہ اللہ ہین کہ انہون نے بڑے زور سے اسکے غلط وبیجا اورہ ہونیکا دعوی کیا اگرچہ ہندوستانی معمولی حالت کے موافق انکے اس دعوی کو بہت روز تک لوگ ادعا محض واعتراض بیجا ہی سمجھتے رہے لیکن تاہم ہمارے مولانا نے اس سے اپنا تیور وخیال نہ بدلا بلکہ مستقل رہکر ایک مستقل رسالہ اس بارہ مین ترتیب دیکر چھپوا دیا آج مین اس رسالہ کے تقریظ لکھنے کے فکر مین بیٹھا تھا کہ ناگاہ کرزن گزٹ نمبر ۳۰ جلد ۳ مطبوعہ ۲۳ ستمبر روز دوشنبہ سنہ ۱۹۰۱ء مطابق ۸ رجمادی الثانی سنہ ۱۳۱۹ھ نبوی صلعم نازل ہوا۔ اسمین میرزا حیرت دہلوی ادیٹر گزٹ مذکور کی ایک تحریر نظر سے گذری اسکو پڑہا تو ثابت ہوگیا کہ بیشک ہمارے مولانا بر سر حق اور اس ترجمہ کو مطلقا حق سمجھنے والے ناحق پر ہین اور اسکی تصحیح مین مولانا کا رسالہ رفع الغواشی عن وجوہ الترجمۃ والحواشی بہت ہی مفید وضروری رسالہ ہے اہل قرآن کو بیشک اسکی بہت ضرورت تھی اسلئے مولانا کا یہ کام ایسا

ٹھیک اور وقت پر ہوا ہے اور بروقت امت محمدیہ صلعم کی ایسی خیرخواہی کی گئی ہے کہ باید و شاید۔ خداوند تعالی مولانا کو جزا رخیر دے اور دین و دنیا کے حسنات و برکات سے متمتع و منتفع فرمائے آمین۔ اب مین چاہتا ہون کہ میرزا حیرت کی جس عبارت سے مجھے یہہ امر محقق ہوا اور اطمینان کامل حاصل ہوا ہے اوسکو مین اس تقریظ مین نقل کرون تاکہ میرے مانند اور لوگون کو بھی واقفیت اور اطمینان ہوجاے۔ کہ حلوا نبایست تنہا بخورد

وھو ھذا

قرآن مجید کے جدید ترجمہ کی ضرورت

اسوقت متعدد ترجمے میرے سامنے موجود ہین جنمین سے صرف چار قابل توجہ ہین باقی ترجمون کو اس لئے قلم انداز کیا جاتا ہے کہ بحیثیت ترجمہ ہونیکے وہ سرتاپا غلط اور مہمل ہین چار ترجمے یہ ہین۔ ترجمہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی۔ شاہ عبدالقادر صاحب شاہ رفیع الدین صاحب اور زمانہ حال کا ترجمہ مولانا ڈپٹی نذیر احمد صاحب کا سابق الذکر تین ترجمون کے نابت تو کوئی راے نہین دیجاتی اسلئے کہ وہ ترجمے کامل اور مقبول ہین اور ان مین خفیف سی بھی غلطی کا احتمال محال عقل ہے۔ چونکہ اردو زبان مین ایک تغیر عظیم واقع ہوگیا ہے اسلئے زبان کے موجودہ محاورات اور روزمرہ کے سمجھنے والون کو سابق الذکر ترجمون مین دقتین پڑتی ہین۔ اسی وقت کو رفع کرنیکے لئے حافظ

سے نہین کی گئی ہین کہ ڈپٹی صاحب کو کوئی صدمہ پہنچے بلکہ محض کلام آلہی کی
حرمت کو مدنظر رکھکے یہ غلطیان نکالی گئی ہین اور میرے خیال مین اگر ڈپٹی
صاحب کے دل مین کچھ بھی حمیت اسلام اور خدا و رسول کی محبت باقی ہے
تو وہ یک لخت اپنے قرآن مجید کی اشاعت کو بند کردین اور جب تک
ان اغلاط کی تصیحح نہ فرمالین یا ان نکتہ چینیون کا تصفیہ نہ کرلین ہرگز ایک قرآن
کا بھی ہدیہ نہ کرین۔ مین سچ کہتا ہون کہ ایسی غلطیون سے مسلمانون کے
عقائد کو سخت صدمہ پہنچنے کا اندیشہ ہے اور یہ ایسا صدمہ ہوگا جس کی تلافی
کسی صورت سے بھی ممکن نہین۔ جس دریدہ دہنی اور بے ادبی سے ہندوستان
کے علما کے سرتاج خدا کے سچے دوست متقی پرہیزگار اور راست باز علما
فخر ہندوستان بلکہ عرب وعجم حضرت مولانا شاہ عبد القادر صاحب اور حضرت
مولانا شاہ رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہم پر حملہ کیا ہے اُسے دیکھ کے
بے اختیار آنکھون سے آنسو نکل پڑتے ہین ایسے رکیک اور نامہذب
فقرون کو جن سے لاکھون مسلمانون کا دل دُکھتا ہے اپنے دیباچۂ قرآن سے
نکال دین اور وہ فقرے یہ ہین (حضرت مولانا شاہ عبد القادر صاحب علیہ الرحمہ
کے ترجمہ کی نسبت یہ ہرزہ گوئی کی جاتی ہے)

لیکن اس کی بے ترتیبی اور اس کے انقباض نے عوام کو وہ فائدہ نہ ہونے دیا جس کی مترجم نے توقع کی تھی۔ لوگ اس کو بمجبوری پڑھتے ہین اس لیے کہ اس سے بہتر اور کوئی ترجمہ نہین۔ مگر خوش نہین ہوتے اور اکثر جگہ سے تو سمجھتے بھی نہین شوق سے پڑھنا شروع کرتے ہین اور اکثر اسے چھوڑ دیتے ہین (قرآن مجید مترجمہ ڈپٹی صاحب دیباچہ صفحہ ۲)

بعض کتب اور رافضہ سے اگر ان علماے کرام کے ترجمے ایسے لغو ہوتے تو کروڑ ہا قرآن مجید ان کے ترجمہ کے ساتھ اشاعت نہ پاتے ڈپٹی صاحب اپنے ترجمہ کو ملاحظہ فرمائین جس مین بھنگڑون اور لنگوٹ بندون کے محاورات بھرے ہوئے ہین۔ علاوہ ان رکیک محاورات کے آپ نے بعض مقامات پر تو قرآن مجید کی آیت کا ترجمہ غلط کر کے مسلمانون کے عقائد مین سخت رخنہ اندازی کی ہے اور افسوس ہے کہ آپ اور آپ کے مددگارون نے بھی ذرا بھی اس پر توجہ نہ کی۔ فقط

الراقم آثم

ابو نعیم عبد العظیم

غفر لہ ربہ الرحیم

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذى امطر علينا شآبيب الفضل والجود. وانبت لنا فواكه
الالاء وسنابل النعماء والثمر المحمود. والصلوة مع السلام على الذى
ميز اشواك الغى والغواية والجهل من انهار الرشد والصلاح والجود
احمد المجتبى محمد المصطفى المختار بالشفاعة والمقام المحمود. وعلى اله و
صحبه فروع شجرة كمالاته الباسقة وفراقد سماء انعاماته البارقة
الى اليوم الموعود والمشهود. اما بعد فان عادة الله تعالى قد جرت
وسنة الله قد مضت فى حفظ دينه وشرع امينه فى كل حين
وزمان. ومحل ومكان. من بدء سطوع عين شمسه الى الان. ان
يبعث الحق على عقبى المبطل الزائغ ويجعل المصيط على السارق الابق
ويميز الخبيث عن الطيب ويقذف الحق على الباطل فيدمغه
فاذا هو زاهق. فاعلموا انه لما كانت الترجمة القرانية المعزية الى
المولوى نذير احمد البجنورى ثم الدهلوى مملوءة بالطعن والتحريف
والغوى. ومضلة للاذهان والقلب الصفى حيث زور القول تزويرا
وضل واضل كثيرا. وتاهب لهدم دعائم الدين. وتشمر لاستيصال

قوائم اليقين. فيا ليت شعري كيف تبادر الى هذه الجرءة الشنيعة
فعمي واعمي وصمي واصمي وركب متن العمياء وخبط خبط العشواء
فلله در المصلح المجيب حيث اتى بشيئ عجيب. لايدركها الا العاقل
اللبيب. وافضى بسوط الجواب غاية الافضاح. واشغله وازجره
عن النباح كتابه اى كتاب وجوابه اى جواب بحر يتقاذف موجه
بالدرر. وعقد فى جيد الدهر يتلالاء بالغرر. بل جوهر من الجواهر
التى تفوق جواهر النحور. ودرر البحور. ولعلى ان ما فيه من اللولوء
المنظوم والدر المنثور. حرى بان يحرز بشذور الابريز وقلائد
النحور اذ سرحت النظر فى رياضه وامعنت النظر فى مقاصده واغراضه
فوجدته كتابا حاويا للباب مشتملا على غرر درارى العباب محتويا
على تحقيقات انيقة كافية لدفع اوهام الزائغين. وتقريرات
رشيقة شافية لاثبات ما هو الحق المبين. وحجة نيرة واضحة المكنون
واية بينة لقوم يعقلون كيف لا ومؤلفه كشاف اصداف الفرائد
ومرصفه قطاف ازهار الفوائد ذو الخلق الذى ينشر بازهاره
الارواح من الافواه والفضيلة التى تجرى الالسنة الى محامده